عبادات ومعاملات سے متعلق

بنیادی فقہی احکام

جلد اول

یہ کتاب مسائل طہارت، وضو، غسل، پاکی ناپاکی اور تیمم، احکام واقسام نماز اور زکوٰۃ وروزے اور حج وعمرہ اور خرید وفروخت، رہن، پابندی، اقرار، کرایہ داری، شفعہ، شرکت، مضاربت، وکالت، کفالت، حوالہ، صلح، ہبہ، غصب، امانت، مزارعت، وقف وغیرہ کے احکام پر مشتمل ہے۔

اردو ترجمہ

التسهيل الضروري لمسائل القدوري

تالیف: حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب بلندشہری مہاجر مدنی مدظلہ

مترجم: حضرت مولانا عبد الغنی طارق صاحب

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، استاذ جامعہ قادریہ رحیم یار خان

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ

گارڈن ایسٹ لسبیلہ کراچی۔ فون: 7216488

عبادات ومعاملات سے متعلق

بنیادی فقہی احکام

اردو ترجمہ

التسهيل الضروری لمسائل القدوری

تالیف

حضرت مولانا مفتی عاشق الہٰی صاحب بلندشہری مہاجر مدنی مدظلہ

مترجم

حضرت مولانا عبدالغنی طارق صاحب

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، استاذ جامعہ قادریہ رحیم یارخان

جلد اوّل

ناشر

ادارۃ القرآن

☆D/۴۳۷، لسبیلہ چوک کراچی ☆ اردو بازار کراچی

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

باہتمام............ فہیم اشرف نور
اشاعت دوم............ جون ۲۰۰۲ء
تعداد............ ۱۱۰۰
ناشر............ ادارۃ القرآن کراچی

ملنے کا پتہ

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ

۴۳۷/ڈی گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۵
فون: ۷۲۱۶۴۸۸ فیکس/فون: ۷۲۲۳۲۸۸
برانچ آفس ☆ اردو بازار فرسٹ فلور گڈ وانی بلڈنگ کراچی فون: ۲۶۲۹۱۵۷
E-Mail: islamicbooksfan@yahoo.com
E-Mail: quran@digicom.net.pk
E-Mail: idaratulquran@yahoo.com

☆ دیگر ملنے کے پتے ☆

☆ دارالاشاعت اردو بازار کراچی ☆ ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی
☆ بیت القرآن اردو بازار کراچی ☆ بیت العلم۔ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
☆ صدیقی ٹرسٹ المنظر لسبیلہ چوک کراچی ☆ علمی کتاب گھر اردو بازار اوجھا روڈ کراچی
☆ ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ☆ بیت العلوم نابھہ روڈ پرانی انارکلی لاہور
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور ☆ مکتبہ رحمانیہ اقراء سینٹر اردو بازار لاہور
☆ یونیورسٹی بک ایجنسی قصہ خوانی پشاور ☆ مکتبۃ المعارف جنگی قصہ خوانی پشاور
☆ کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی ☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
ملک کے دیگر اہم کتب خانے

فہرست مضامین

پیش لفظ ۷
(مقدمہ از مؤلف) ۱۱
کتاب الطہارۃ / پاکیزگی کا بیان ۱۳
وضوء کی سنتوں کا بیان ۱۴
وضوء توڑنے والی چیزیں ۱۶
فرض غسل کا بیان اور اس کو واجب کرنے والی چیزیں ۱۶
مسنون غسل اور ان کے مقامات ۱۷
غسل کے فرائض ۱۸
حدث اصغر اور حدث اکبر کے مسائل ۱۹
پانی کی قسمیں ۱۹
پاک اور ناپاک پانی کے احکام ۲۰
کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ ۲۱
انسان اور جانوروں کے جھوٹے کا بیان .. ۲۴
تیمم کا بیان ۲۵
موزے اور پٹی پر مسح کا بیان ۲۹
حیض ونفاس اور استحاضہ کے مسائل ۳۳
معذور کے احکام ۳۷
نجاست کی اقسام اور ان سے پاکی حاصل کرنیکا طریقہ ۳۷
استنجاء کے مسائل ۳۹
کتاب الصلاۃ / نماز کا بیان ۴۱
نمازوں کے اوقات اور ان کا مستحب وقت ۴۱
اوقات مکروہہ کا بیان ۴۴
اذان واقامت کا بیان ۴۷
نماز کی شرطوں کا بیان ۴۹
نماز کے فرضوں کا بیان ۵۲
نماز کے واجبات ۵۲
نماز کی سنتوں کا بیان ۵۳
نماز کے آداب میں ۵۴
تحریمہ سے سلام تک نماز اداء کرنے کی ترتیب ۵۴
عورتوں اور مردوں کی نماز کا فرق ۵۶
قراءت قرآن کا بیان ۵۷
نماز وتر کا بیان ۵۹
سنت اور نفل کا بیان ۶۱
قضاء نمازوں کا بیان ۶۸
نماز توڑنے والی چیزیں ۶۹
بارہ اختلافی مسائل ۷۰
نماز کے مکروہات ۷۱
جماعت اور امامت کے مسائل ۷۲
منفرد اگر جماعت پائے تو کیا کرے ۷۴

نماز میں بے وضوء ہونا ۷۸
سجدہ سہو کے مسائل ۷۹
سجدہ تلاوت کے مسائل ۸۲
مریض کی نماز کا بیان ۸۴
مسافر کی نماز کے احکام ۸۶
نماز جمعہ کا بیان ۹۱
نماز عیدین کے احکام ۹۵
سورج گرہن کی نماز کے مسائل ۹۸
نماز استسقاء ۹۹
تراویح کا بیان ۱۰۱
نماز خوف کے مسائل ۱۰۲
بیت اللہ میں نماز کے مسائل ۱۰۳
جنازہ کے مسائل ۱۰۵
میت کو غسل دینے کے مسائل ۱۰۵
کفن کا بیان ۱۰۷
نماز جنازہ کا بیان ۱۰۸
جنازہ کو اٹھانا اور دفن کرنا ۱۱۱
شہید کے احکام ۱۱۲
کتاب الزکوٰۃ / زکوٰۃ کا بیان ۱۱۵
سونے چاندی کی زکوٰۃ کے مسائل ۱۱۷
سامان کی زکوٰۃ کے مسائل ۱۱۹
نقدی اور سامان تجارت کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے ۱۲۰
چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ ۱۲۲
اونٹوں کی زکوٰۃ کا بیان ۱۲۳
گائے کی زکوٰۃ کا بیان ۱۲۴
بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان ۱۲۵
گھوڑوں کی زکوٰۃ کے مسائل ۱۲۶
مختلف مسائل ۱۲۷
عشر کا بیان ۱۲۸
مستحقین زکوٰۃ ۱۳۰
فطرانہ کا بیان ۱۳۵
کتاب الصوم / روزوں کا بیان ۱۳۸
ثبوت رمضان کیسے ہوگا ۱۴۱
روزہ میں نیت شرط ہے ۱۴۲
روزہ کے مفسدات قضاء اور کفارہ کے مسائل ۱۴۳
وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا ۱۴۴
وہ کام جنکا کرنا مکروہ ہے ۱۴۵
قضاء روزوں کے احکام ۱۴۵
نفل روزوں کا بیان ۱۴۵
اعتکاف کے مسائل ۱۴۶
کتاب الحج / حج کے مسائل ۱۴۹
حج کے فرائض واجبات اور سنن ۱۵۰
حج کی سنتیں کیا ہیں ۱۵۰
احرام باندھنے کے مقامات کا بیان ۱۵۱
احرام کے منافی چیزیں ۱۵۳
مکہ میں داخل ہونے کا بیان ۱۵۴

رمل اور اضطباع کے مسائل ۱۵۶
طواف کے نفلوں کا بیان ۱۵۶
صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا بیان ... ۱۵۷
منیٰ اور عرفات جانے کا بیان ۱۵۸
مزدلفہ جانے کا بیان ۱۵۹
منیٰ اور اسکے افعال کا بیان ۱۶۰
طواف زیارت کا بیان ۱۶۱
کنکریاں مارنے کا بیان ۱۶۱
آخری طواف کا بیان ۱۶۳
مختلف مسائل ۱۶۳
عمرہ کے مسائل ۱۶۴
حج قران کا بیان ۱۶۶
حج تمتع کا بیان ۱۶۸
حج کے مہینوں کا بیان ۱۷۰
جنکے ذمے عمرہ اور حج کا جمع کرنا جائز نہیں انکا بیان ۱۷۰
حج کی غلطیاں اور ان کا تاوان ۱۷۱
سلے ہوئے کپڑے پہننے کا بیان ۱۷۱
سر اور چہرہ چھپانے کا مسئلہ ۱۷۳
خوشبو کے مسائل ۱۷۴
ناخن کاٹنے کے مسائل ۱۷۵
بال مونڈنے کا بیان ۱۷۶
معذور کے مسائل ۱۷۷
جماع اور اسباب جماع کا بیان ۱۷۷
حج کے منافی چیزیں ۱۷۸
بے وضوء اور بے غسل کے طواف کا بیان ... ۱۷۸
حج میں واجب چھوڑنے کا بیان ۱۷۹
ترتیب ترک کرنیکا بیان ۱۸۰
افعال حج میں تاخیر کرنا ۱۸۰
عمرہ کی جنایات ۱۸۰
حالت احرام میں شکار کا بیان ۱۸۱
احرام کے منافی کام کرنے پر قارن کے مسائل ۱۸۴
میقات سے بغیر احرام گزرنے کے مسائل .. ۱۸۵
حرم کی جنایات کا بیان ۱۹۰
حج سے روکے ہوئے کے مسائل ۱۹۲
حج کے فوت ہونے کا بیان ۱۹۴
حرم کی قربانی کے جانور کا بیان ۱۹۴
کتاب البیوع / خرید و فروخت کا بیان ۲۰۰
خیار شرط کا بیان ۲۰۶
خیار رؤیت کا بیان ۲۰۸
خیار عیب کا بیان ۲۱۱
بیع فاسد و بیع باطل و بیوعات مکروہہ کا بیان .. ۲۱۳
بیع باطل کی مثالیں اور احکام ۲۱۵
بیع فاسد کی مثالیں اور اسکے احکام ۲۱۸
مختلف مسائل ۲۲۲
بیع مکروہہ کا بیان ۲۲۳
بیع اقالہ کا بیان ۲۲۳

بیع مرابحہ اور بیع تولیہ کا بیان ۲۲۴
مختلف مسائل ۲۲۵
سود کا بیان ۲۲۷
بیع صرف کا بیان ۲۳۳
بیع سلم کا بیان ۲۳۷
کتاب الرھن / رھن کا بیان ۲۴۰
کتاب الحجر / حجر کے احکام ۲۴۸
کتاب الاقرار / اقرار کا بیان ۲۵۵
کتاب الاجارہ / کرایہ داری کے احکام ۲۶۳
مکان اور دوکان اور زمین کے اجارہ کے مسائل ۲۶۴
کپڑوں کا کرایہ ۲۶۶
دودھ پلانے والی کی اجرت ۲۶۶
جانوروں کی اجرت کا بیان ۲۶۷
حمام وغیرہ کی اجرت کا بیان ۲۶۸
نیکی اور برائی پر اجرت دینے کا بیان ۲۶۸
اجیر پر ضمان کا بیان ۲۶۹
کرایہ کے غلام کے ساتھ سفر کے احکام ... ۲۷۰
اجرت دینے کا بیان ۲۷۰
مستاجر اور اجیر کے اختلاف کا بیان ۲۷۲
فسخ اجارہ کا بیان ۲۷۳
فساد اجارہ کا بیان ۲۷۴
خیار اجارہ کا بیان ۲۷۴
کتاب الشفعۃ / شفعہ کا بیان ۲۷۵
کتاب الشرکۃ / شرکت کا بیان ۲۸۵
کتاب المضاربۃ / مضاربت کا بیان ۲۹۱
کتاب الوکالۃ / وکالت کا بیان ۲۹۶
کتاب الکفالۃ / کفالت کا بیان ۳۰۳
کتاب الحوالہ ۳۰۸
کتاب الصلح ۳۱۰
کتاب الھبہ / ھبہ کا بیان ۳۱۶
کتاب الغصب / غصب کا بیان ۳۲۱
کتاب الودیعۃ / ودیعت کا بیان ۳۲۶
کتاب العاریۃ / عاریت کا بیان ۳۳۰
کتاب المزارعۃ / مزارعت کا بیان ۳۳۳
کتاب المساقاۃ / مساقات کا بیان ۳۳۷
کتاب احیاء الموات / غیر آباد زمین کو آباد کرنے کا بیان ۳۳۹
کتاب الماذون / ماذون کا بیان ۳۴۲
کتاب الوقف / وقف کا بیان ۳۴۶
کتاب اللقیط / لقیط کا بیان ۳۵۰
کتاب اللقطہ / لقطہ کا بیان ۳۵۲
کتاب الخنثی ہیجڑوں کے مسائل ۳۵۵
مفید اور ضروری معلومات ۳۵۸

..........☆☆☆..........

پیش لفظ

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین. اما بعد

محترم قارئین۔ اس دنیا میں بہت سے ادیان پائے جاتے ہیں مگر ان میں سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے ﴿ان الدین عند اللہ الاسلام﴾ دوسری جگہ ارشاد ہے ﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرین﴾ اسی طرح مسلمانوں میں کئی فرقے ہیں مگر ان میں نجات پانے والے صرف اور صرف اہل سنت ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ما انا علیه واصحابی" نجات وہ پائیں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوں گے، اور فرمایا میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اور اہل سنت کے علاوہ باقی تمام فرقوں کو آپ ﷺ نے دوزخی فرمایا۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ سے آیت یوم تبیضّ وجوه. کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا جن کے چہرے قیامت کے دن روشن ہونگے وہ اہل سنت والجماعت ہیں، اور حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں (الدر المنثور) اور آپ ﷺ نے فرمایا حسنؓ اور حسینؓ اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ (الکامل لابن اثیر ج ۴ ص ۲۶)

آپ ﷺ نے فرمایا میں امتیوں میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان پر مضبوطی سے قائم رہو گے تو گمراہی سے بچے رہو گے اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ (موطاء)

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب، اور آپ ﷺ نے اس کتاب پر

خود اللہ تعالیٰ کے سمجھانے سے اللہ تعالیٰ ہی کی زیر نگرانی عمل کر کے جو عملی نمونہ پیش فرمایا اسکو سنت کہتے ہیں، اس سے اہل سنت کا معنی بھی سمجھ آگیا کہ جو لوگ قرآن پاک پر اپنی خود رائی سے نہیں بلکہ رسول اقدس ﷺ کے عملی نمونہ کو سامنے رکھ کر عمل کرتے ہیں وہ اہل سنت کہلاتے ہیں۔

(۲) لیکن یہ دور مسلمانوں کیلئے سخت آزمائش کا دور ہے جن پریشانیوں سے مسلمانوں کو اس دور میں دوچار ہونا پڑا، اس سے پہلے یہ صورت نہ تھی نت نئے مسائل کھڑے کئے جارہے ہیں اسکی وجہ صرف ایک ہی سمجھ میں آتی ہے کہ فقہاء اسلام سے بغاوت کے بعد قرآن وحدیث کا ناقص مطالعہ اور اسکے ساتھ ساتھ خود رائی اور خود سری کا مرض پیدا ہو رہا ہے، بلکہ زمانہ جوں جوں دور نبوت سے دور ہوتا جارہا ہے لوگوں میں ذہنی آوارگی اور دین سے بیزاری بڑھتی جارہی ہے، خود اجتہادی کے شوق میں خیر القرون کے مجتہدین سے بغاوت اور عداوت کو ہی دین کی سب سے بڑی خدمت اور وقت کا اہم ترین جہاد باور کرایا جارہا ہے، موقع بہ موقع تقلید اور مقلدین کو گالیاں دینا اور برا بھلا کہنا فیشن بن گیا ہے۔

حالانکہ ہر دور میں مسلمانوں نے اپنے اپنے اہل علم پر اعتماد (یعنی تقلید کرتے ہوئے عمل کیا ہے۔

دور نبوت:

آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں فروعی مسائل کا حل دریافت کرنے کے دو طریقے تھے۔(۱) جو لوگ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے وہ براہ راست آپ ﷺ سے مسائل دریافت کرلیتے۔(۲) جو لوگ حضور ﷺ سے دور ہوتے ان میں کوئی خود مجتہد ہوتا تو نئے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد کرلیتا، اور اگر خود مجتہد نہ ہوتا تو اپنے علاقہ کے مجتہد کی تقلید کرلیتا، جیسے یمن میں حضرت معاذؓ اجتہاد کرتے اور باقی

تمام اہل یمن انکی تقلید شخصی کرتے حالانکہ وہ اہل یمن خود عربی دان تھے، مگر مسائل اجتہادیہ میں حضرت معاذؓ کی تقلید شخص کرتے تھے، پورے دور نبوت میں ایک مسلمان کا نام بھی پیش نہیں کیا جا سکتا جسکے بارے میں یہ ثابت کیا جا سکے۔ **کان لا یجتھد ولا یقلد احدً.** کہ نہ وہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا تھا اور نہ کسی کی تقلید کرتا تھا اس دور میں ایک بھی غیر مقلد نہیں تھا۔

دور صحابہ:

آپ ﷺ کے وصال کے بعد صرف دو ہی طریقے رہ گئے کہ مجتہد اجتہاد کرے اور عامی تقلید، چنانچہ مکہ میں ابن عباسؓ مدینہ میں زید بن ثابتؓ، کوفہ میں ابن مسعودؓ کی تقلید شخصی ہوتی تھی ان صحابہ کے ہزارہا فتاویٰ بلا ذکر دلیل کتب حدیث میں موجود ہیں اور تمام لوگ بلا مطالبہ دلیل ان فتاویٰ پر عمل کرتے تھے، اسی کو تقلید کہتے ہیں۔

خصوصاً مقلدین احناف نے اسلام پھیلانے میں جس قدر قربانی کی اسکو دہرانے کی ضرورت نہیں حرمین شریفین کی خدمت بھی بارہ سو سال تک احناف ہی کے سپرد رہی اور ہندوپاک میں جن خاندانوں نے حکومتیں کیں مثلاً (۱) خاندان غلاماں ہو یا خاندان غوری، خاندان خلجی ہو یا خاندان سادات، خاندان تغلق ہو یا خاندان سوری یا خاندان مغلیہ یہ سب کے سب سنی حنفی تھے۔

(۳) اسی طرح فقہاء احناف نے لوگوں کو پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کیلئے بے شمار کتابیں تصنیف کیں قدوری بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے جو انتہائی مختصر ہے کم عربی دان اسکو پوری طرح سمجھنے سے قاصر تھے، استاذ محترم محدث اعظم حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مہاجر مدنی مدظلہ نے اسکو آسان فہم کرکے ترتیب دیا تھا جس سے اسکی افادیت دوچند ہو گئی تھی، لیکن اردو دان طبقہ پھر

بھی اس کے استفادہ سے محروم تھا اسلئے میں نے استاد محترم کو اطلاع کر کے اور انکی دعاؤں کو معین بنا کر اسکا ترجمہ شروع کر دیا جو بحمد للہ آج ۱۴۱۵ھ میں پورا ہوا، اس ترجمہ کی تکمیل میں برادر محترم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب فاضل جامعہ امدادیہ فیصل آباد کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میرے ساتھ موقع بہ موقع معاونت فرمائی، اور خصوصاً صاحب تصحیح حضرت مولانا عبید اللہ صاحب مدظلہ فاضل دار العلوم کبیر والا استاذ اول مدرسہ عربیہ مہند شریف سابق مدرس جامعہ قادریہ رحیم یار خان، کا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

(۴) مؤلف کتاب نے اگرچہ کتاب کو بہت آسان ترتیب سے مرتب فرمایا لیکن مزید وضاحت کیلئے بعض مواقع پر فقہ کی دیگر کتب سے تفصیل حاشیہ میں نقل کر دی جو انتہائی مفید ہے لیکن بندہ نے ترجمہ کرتے وقت حاشیہ کی وہ عبارت جس پر عبارت کا سمجھنا یا مسئلہ کے مفہوم کا واضح ہونا موقوف تھا اسکا خلاصہ اصل عبارت میں مسئلہ کے بعد قوسین میں درج کر دیا ہے تاکہ عوام الناس حاشیہ کے افادہ سے بھی محروم نہ ہوں قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

طالب دعاء بندہ عبد الغنی طارق

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور وفاق المدارس پاکستان

ایم۔اے اسلامیات (بلوچستان یونیورسٹی)

استاذ جامعہ قادریہ رحیم یار خان

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

(مقدمہ از مؤلف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس اللہ کی جس نے ہم پر احسان فرمایا۔ اور ہم پر انعامات کی بارش کردی۔ ہم کو حکم کیا پاکیزگی اختیار کرنے کا اور عبادات اور نجاسات اور ناجائز افعال سے بچنے کا۔ اس نے ہماری طرف رسول اللہ ﷺ کو دین حق دے کر بھیجا۔ اس رسول ﷺ نے سب احکام کو کھول کھول کر بیان کیا جن کا انسانی زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق ہے اور حلال حرام کی خوب وضاحت کی۔

مسائل نماز، مسائل زکو، مسائل حج، احکام صیام کو واضح طور پر بیان کر دیا۔

خرید و فروخت۔ اور اسی طرح حدود قصاص اور دشمنان اسلام سے جہاد جیسے تمام اہم مسائل کو بیان فرمادیا۔

بے شمار درود و سلام ہو سید کائنات اور ان کی آل و آصحاب پر جو امت کے رہنما بنے اور اندھیرے میں چراغ کا کام دیا۔ اور ان پر جنہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو پڑھا اور احکام کا استنباط کیا۔ اور کتابوں کی صورت میں جمع کر کے عوام و خواص کیلئے آسان کر دیا۔ اور سب پر اللہ کی نہ ختم ہونے والی رحمتیں برستی رہیں۔

اما بعد یہ کتاب تسہیل الضروری مسائل قدوری کو حل کرنے کیلئے لکھی گئی ہے۔ اس کے لکھنے میں میں نے سوال وجواب کا طریقہ اختیار کیا۔ تاکہ ابتدائی طالب علم کو جلدی سمجھ آجائے اور آسانی سے حفظ ہو جائے۔ اور یہی طریقہ ذہن نشین

کرنے کیلئے زیادہ بہتر ہے۔اور میں نے اس کے مسائل کو خوبصورت دلفریب اور واضح انداز میں ترتیب دیا ہے۔اور اسی میں میں نے آسانی اور بہتری سمجھی اگرچہ میں نے بعض مقامات پر صاحب قدوریؒ کی ترتیب کے خلاف کیا اور میں نے بعض مسائل کا کتب فقہ سے جو قدوری میں نہ تھے اضافہ کردیا اسی میں میں نے طالب علموں اور عوام کا زیادہ نفع محسوس کیا اور آسانی کا لحاظ کرتے ہوئے میں نے بعض عنوانات کا جو اصل کتاب میں نہ تھے اضافہ کردیا۔پس میری یہ کتاب آسان عبارت اور واضح بیان کا مجموعہ ہے۔اس کا نام میں نے التسھیل الضروری لمسائل القدوری رکھا آخری میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس محنت کو قبول فرمائے۔اور اس سے مخلوق کو ایسا نفع پہنچائے جیسا کہ اصل کتاب سے پہنچا۔

والحمدللہ رب العالمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الطہارۃ / پاکیزگی کا بیان

س: فقہاء کرام اپنی کتابوں کو کتاب الطہارۃ سے کیوں شروع کرتے ہیں؟

ج: اس لئے کہ طہارت نماز کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ہے اور نماز اسلام کے پانچ ارکان میں سے دوسرا اہم رکن ہے اس لئے احکام طہارت کو مقدم کرتے ہیں پھر اس کے بعد احکام نماز کو بیان کرتے ہیں۔

س: طہارت کے لغوی و شرعی معنی کیا ہیں؟

ج: طہارت کے لغوی معنی صفائی حاصل کرنا اور شرعی معنی حدث اصغر و حدث اکبر کو دور کرنا اور ہر قسم کی نجاستوں سے کپڑوں اور جسم اور نماز کی جگہ کو پاک کرنا۔

س: حدث اکبر کیا ہے؟

ج: جب کسی مرد یا عورت پر سارے جسم کا دھونا لازم ہو جائے پس یہی حدث اکبر ہے جب آدمی اپنے جسم کو دھولے تو یہ حدث زائل ہو جاتا ہے اور اس جسم کے دھونے کو غُسل (غین کی پیش کے ساتھ) کہتے ہیں۔

س: حدث اصغر کیا ہے؟

ج: جب کسی مرد یا عورت پر جسم کے بعض اعضاء کا دھونا اور بعض کا مسح کرنا لازم ہو جائے نماز ادا کرنے کیلئے اس کو حدث اصغر کہتے ہیں اور جب اس حدث کو ان معین اعضاء سے زائل کردیا جائے تو پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے اور اسکو

غسل (غین کے زبر سے) سے کہتے ہیں۔

س: ان اعضاء کو بیان کرو جن کا وضوء میں دھونا اور مسح کرنا لازم ہے؟

ج: ان میں پہلا چہرہ ہے پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دائیں کان کی نرم لو سے بائیں کان کی نرم لو تک (دوسرا) ہاتھوں کا دھونا انگلیوں کے سروں سے کہنیوں تک (تیسرا) پاؤں کا دھونا انگلیوں کے سرے سے ٹخنوں تک ان اعضاء کا وضوء میں دھونا ضروری ہے کوئی شخص باوضوء نہیں کہلاتا جب تک ان اعضاء کو کامل طور پر نہ دھولے اگر ان اعضاء میں سے کوئی جگہ بال برابر باقی رہ گئی تو وہ باوضوء نہیں کہلائے گا۔ یہاں تک کہ باقی جگہ کو پانی سے دھولے (چوتھا) مسح کے اعضاء میں سے صرف سر ہے پورے سر کا مسح سنت ہے لیکن چوتھائی سر کا مسح فرض کے ادا ہونے میں کفایت کر جائیگا۔

س: کیا کہنیاں اور ٹخنے دھونے میں شامل ہیں؟

ج: بے شک یہ دونوں چیزیں دھونے میں شامل ہیں۔ (یعنی فرض ہیں)

س: وضوء میں تین اعضاء کا دھونا اور سر کا مسح کرنا کہاں سے لیا گیا ہے؟

ج: اللہ کے کلام میں اس کا واضح حکم موجود ہے۔ (دیکھئے سورۂ مائدہ آیت نمبر ۶)

ترجمہ: اے ایمان والوں جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو دھولو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو سر کا اور دھوؤ اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک۔

س: چوتھائی سر کے مسح فرض ہونے کی کیا دلیل ہے؟

ج: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی حدیث جو مسلم میں ہے کہ حضور ﷺ نے وضو فرمایا اور صرف ناصیۃ پر مسح فرمایا۔ (مسلم)

وضوء کی سنتوں کا بیان

س: وضوء کی سنتیں کیا ہیں؟

ج: (۱) نیت ہے پس وہ نیت کرے حدث دور کرنے یا ان افعال کے مباح کرنیکی جو بلا وضوء جائز نہیں۔ (۲) وضوء کے شروع میں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھوے ان دونوں کا دھونا لازم ہے جبکہ انسان نیند سے بیدار ہو قبل اس سے کہ ان کو برتن میں داخل کرے۔ (۳) ابتداء وضوء میں بسم اللہ پڑھنا۔ (۴) مسواک کرنا۔ (۵) تین مرتبہ کلی کرنا۔ (٦) ناک کو پانی کے ساتھ تین مرتبہ صاف کرنا۔ (۷) پورے سر کا مسح کرنا۔ (۸) کانوں کا مسح کرنا۔ (۹) ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ (۱۰) داڑھی کا خلال کرنا۔ (۱۱) ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا۔ (۱۲) اس ترتیب سے وضوء کرنا جو قرآن کریم میں وارد ہے اول چہرہ۔ دوم ہاتھ کہنیوں تک۔ سوم سر کا مسح۔ چہارم پاؤں دھونا ٹخنوں سمیت۔ (۱۳) دائیں طرف سے شروع کرنا پس اول دایاں ہاتھ دھویا جائے پھر بائیاں اور اس طرح پہلے دایاں پاؤں پھر بائیاں۔ (۱۴) لگاتار اعضاء کو دھونا۔ (۱۵) گردن کا مسح کرنا۔ (اس کے بعد صاحب کتاب نے یوں تحریر فرمایا کہ صاحب قدوری نے غسل الیدین اور بسم اللہ اور مسواک اور کلی کرنا اور ناک صاف کرنا اور کانوں کا مسح کرنا داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔ اور مستحب ہے۔ وضوء کرنے والے کیلئے یہ کہ طہارت کی نیت کرے اور تمام سر کا مسح کرے اور ترتیب سے وضوء کرے دائیں طرف سے شروع کرے اور لگاتار کرے اور گردن کا مسح کرے ان چھ کو مستحب لکھا ہے لیکن صاحب ھدایہ نے تسمیہ کو مستحب لکھا ہے، اور نیت اور ترتیب کو سنت لکھا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے میں نے سب کو سنتوں کے عنوانات میں جمع کر دیا۔ تاکہ ابتدائی طالب علم کا ذھن منتشر نہ ہو اور استاد کے لئے لازم ہے کہ وہ اس بات کی وضاحت کرے کہ مستحب کا درجہ سنت سے بہت کم ہے)

وضوء توڑنے والی چیزیں

س: جب مرد یا عورت وضوء کر کے حدث اصغر سے پاک ہو جائیں تو یہ طہارت کب زائل ہو گی؟

ج: یہ طہارت اس وقت زائل ہو جائے گی جب درج ذیل چیزوں میں سے کوئی چیز واقع ہو جائے۔ (۱) پخانہ کا نکلنا۔ (۲) پخانہ کی جگہ سے ہوا نکلنے کا یقین ہو جائے خواہ ہوا آواز کے ساتھ نکلے یا بغیر آواز کے نکلے۔ (۳) پیشاب یا ودی یا مذی کا نکلنا۔ (۴) خون یا قے یا پیپ میں سے کسی ایک کا خارج ہونا کسی جگہ سے پھر ایسی جگہ کی طرف بہ جانا جس کا پاک کرنا لازم ہو۔ (۵) اسی طرح قے جب منہ بھر کر آئے۔ (۶) لیٹ کر سونا (۷) تکیہ یا سہارا لگا کر سونا ایسی چیز کی طرف اگر اس کو ہٹا دیا جائے تو سونے والا گر جائے۔ (۸) بے ہوش ہو جائے۔ (۹) جنون کی وجہ سے۔ (۱۰) بالغ یا بالغہ کا رکوع سجدہ والی نماز میں زوردار ہنسنا اگر ان چیزوں میں سے کوئی ایک واقع ہو جائے تو اس وقت تک نماز پڑھنا درست نہیں جب تک کہ وضوء کی تجدید نہ کرے۔

فرض غسل کا بیان اور اس کو واجب کرنے والی چیزیں

س: حدث اکبر کب واقع ہوتا ہے اور کن چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے؟

ج: حدث اکبر آنیوالی مذکورہ چیزوں میں سے کسی ایک کے پیش آنے سے واقع ہو جاتا ہے۔ (۱) مرد یا عورت کو احتلام ہو اور منی بھی خارج ہو۔ (۲) مرد کی شرم گاہ کا اگلا حصہ جب عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے چھپ جائے منی خارج ہو یا نہ ہو (خروج منی شرط نہیں) اس عمل کی وجہ سے فاعل اور مفعول دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ فقہاء کرام ایلاج فی الفرج کو التقاء ختانین سے تعبیر

کرتے ہیں۔ (۳) مرد یا عورت سے شہوت کے ساتھ منی کا خارج ہونا اگر ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک واقع ہو جائے تو مرد جنبی عورت جنبیہ کہلاتی ہے۔ (۴) حیض کا ختم ہونا۔ (۵) نفاس کا ختم ہونا ان امور کی وجہ سے غسل فرض ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بال برابر بھی پورے جسم پر جگہ خشک نہ رہے۔

س: کیا مذی اور ودی کی وجہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے؟

ج: ان دونوں کے پیش آنے سے غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ ان سے صرف وضوء کرنا ضروری ہوتا ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے۔

مسنون غسل اور ان کے مقامات

س: فرض غسل کے علاوہ شریعت مطہرہ میں کوئی اور غسل بھی ہے؟

ج: ہاں۔ جمعہ اور عیدین احرام عرفہ کے دن وقوف کیلئے غسل کرنا سنت ہے۔ (جیسا کہ ترمذی میں حضرت سمرہؓ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن وضوء کیا اس نے بہت اچھا کیا۔ اور جس نے غسل کیا پس غسل کرنا افضل ہے۔ دوسری حدیث ابن ماجہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کو مسلمانوں کیلئے عید کا دن بنا دیا۔ جو آدمی جمعہ کا دن پائے اس کو چاہیئے کہ غسل کرے، اگر خوشبو ہو تو وہ بھی لگائے اور مسواک ضروری کرے۔ تیسری حدیث طحاوی شریف میں جوزاذان سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے غسل کے بارے میں سوال کیا تو آپؓ نے فرمایا اگر چاہو تو غسل کرو میں نے عرض کیا میں مسنون غسل کے بارے میں پوچھتا ہوں تو فرمایا جمعہ کے دن۔ عرفہ کے دن عید الفطر کے دن عید الاضحیٰ کے دن۔ چوتھی حدیث مستدرک حاکم میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ احرام اور مکہ میں داخل ہونے کے وقت غسل کرنا سنت ہے)

غسل کے فرائض

س: غسل کے فرض کیا ہیں؟

ج: فرض غسل میں یہ چیزیں لازم ہیں۔ (۱) منہ بھر کے کلی کرنا اس طرح کہ حلق تک پانی پہنچائے۔ (۲) ناک میں نرم ہڈی تک پانی چڑھانا۔ (۳) ایک مرتبہ سارے بدن کو دھونا۔

س: غسل کرنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

ج: غسل کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ غسل کرنے والا پہلے ہاتھوں کو دھوئے پھر استنجاء کرے یعنی پیشاب پخانہ کی جگہ دھوئے اور استنجا کرتے وقت جتنا ہو سکے مقعد کو ڈھیلا رکھے اگر کوئی نجاست بدن پر نظر آئے اس کو دور کرے پھر نماز جیسا وضوء کرے (مکمل وضوء) پھر سر اور تمام جسم پر تین دفعہ پانی بہائے اور پانی پہنچائے کانوں کے سوراخ میں، بغلوں میں، ناف میں، اور ہر اس جگہ پر جہاں پانی خود بخود نہ پہنچ سکے۔ (فائدہ) جب غسل کرنے والا کسی تختہ۔ پتھر یا فرش پر غسل کر رہا ہو اور ان چیزوں پر مستعمل پانی جمع نہیں ہوتا تو غسل کے شروع میں وضوء مکمل کرے اگر مستعمل (استعمال شدہ پانی) پانی جمع ہو جاتا ہے تو پاؤں کو نہ دھوئے بلکہ غسل کر کے اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔

س: غسل کا یہ طریقہ صرف فرض غسل کرنے والوں کیلئے ہے یا ہر قسم کے غسل کا یہی طریقہ ہے؟

ج: غسل خواہ فرض ہو یا سنت یہی طریقہ مسنون ہے۔

س: کیا عورتوں کیلئے فرضی غسل میں بالوں کے تر کرنے میں کوئی گنجائش ہے؟ یا ان پر لازم ہے کہ مینڈھیاں کھول کر بالوں کو دھوئیں؟

ج: عورتوں پر مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں اور نہ ہی سارے بالوں کو دھونا لازم

ہے۔ جب کہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ جائے۔ یہ اجازت صرف اس صورت میں ہے۔ کہ بالوں کی مینڈھیاں بنی ہوئی ہوں لیکن اگر بال کھلے ہوئے ہیں تو سب بالوں کو پانی بہا کر دھونا ضروری ہے۔ مرد کیلئے بھی یہی حکم ہے خواہ اس کے بال بہت زیادہ گھنے اور (لمبے) ہو۔ یعنی بالوں کو تر کرنا لازم ہے مرد کیلئے۔

حدث اصغر اور حدث اکبر کے مسائل

س: ان احکام کو بیان کرو۔ جن کا تعلق حدث اصغر اور حدث اکبر سے ہو؟

ج: جب کسی مرد یا عورت پر غسل لازم ہو جائے تو اس حالت میں ان کیلئے نماز پڑھنا مسجد میں داخل ہونا قرآن پڑھنا اور چھونا (مگر کسی علیحدہ کپڑے سے) طواف کرنا جائز نہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکتے ہیں۔ قرآن نہیں پڑھ سکتے۔ (اگرچہ قرآن بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی ہے) اور جو شخص بے وضوء ہو اسکو نماز پڑھنا جائز نہیں اور نہ طواف کرنا نہ ہی قرآن کو ہاتھ لگانا مگر غلاف وغیرہ کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اور قرآن پاک کی تلاوت بھی جائز ہے۔

پانی کی قسمیں

س: حدث اصغر اور حدث اکبر کن چیزوں سے زائل ہو جاتا ہے؟

ج آسمان کے پانی سے حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاکیزگی حاصل ہو جاتی ہے اس طرح وادی کا پانی۔ نہروں کا پانی۔ چشمے کا پانی۔ کنویں کا پانی سمندر کے پانی سے اگرچہ نمکین ہو پاکی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور ایسے پانی سے بھی جس میں کوئی پاک چیز مل جائے جس سے پانی کا کوئی ایک وصف بدل جائے جیسے ندی نالوں کا پانی جس میں نئی چیز مل گئی ہو یا وہ پانی جس میں صابن یا زعفران جیسی کوئی چیز مل گئی ہو (اور پانی کا رنگ بدل گیا ہو)

س: کیا ایسے پانی بھی ہیں جن سے حدثین کا ازالہ جائز نہیں؟

ج: وضوء غسل درخت یا پھل سے نچوڑے ہوئے پانی سے حاصل نہیں ہوتی اور اس پانی سے بھی حاصل نہیں ہوتی جس پر اس کا غیر غالب آجائے۔ پھر اس کا نام پانی نہ رہے جیسے شربت۔ سرکہ۔ شوربا وغیرہ۔

س: ماء مستعمل (استعمال شدہ پانی) کے بارے میں کیا حکم ہے جس سے حدث اصغر یا حدث اکبر سے طہارت حاصل کی گئی ہو یا تحصیل ثواب کیلئے استعمال کیا گیا ہو۔ جیسے باوضوء شخص حصول اجر کیلئے دوبارہ وضوء کرے؟

ج: ایسے پانی سے نہ وضوء جائز ہے نہ غسل۔

س: یہ معلوم ہو چکا کہ ماء مستعمل سے حدث زائل نہیں ہوتا اب یہ معلوم کرنا ہے کہ مستعمل پانی پاک ہے یا نہیں؟

ج: مستعمل پانی پاک ہے۔ جب اس سے حدث کی وجہ سے طہارت حاصل کی گئی ہو۔ (جب وہ حقیقی نجاست زائل کرنے میں استعمال نہ ہوا ہو) لیکن پاک کرنے والا نہیں یعنی اس سے حدث اصغر اور حدث اکبر سے اب دوبارہ طہارت حاصل نہیں ہوگی۔ (دوم) مستعمل پانی کے قطرے وضوء کے وقت کپڑوں پر یا غسل کے وقت پانی میں یا برتنوں میں پڑ جائیں تو یہ چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں۔

پاک اور ناپاک پانی کے احکام

س: کیا کسی چیز کے گرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا؟

ج: پانی کو اللہ تعالیٰ نے پاک اور پاک کرنے والا بنایا ہے۔ لیکن گندگی کے گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ گندگی خواہ کم ہو یا زیادہ اسلئے کہ حضور ﷺ نے پانی کی حفاظت کا حکم فرمایا ہے۔ جیسے بخاری میں ابی ھریرۃؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی رکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے پھر اس میں غسل کرے

دوسری حدیث مسلم شریف ابی ھریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی نیند سے اٹھے اپنے ہاتھ کو برتن میں نہ ڈالے یہاں تک کہ تین مرتبہ ہاتھ کو دھولے اس لیے معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ رات کو کہاں پڑا۔ جب پانی میں نجاست گر جائے اس سے وضوء جائز ہے نہ غسل۔

س: جس حوض یا تالاب میں نجاست گر جائے اس سے وضوء کا فقہاء کرام کے نزدیک کیا حکم ہے؟

ج: ایسا بڑا تالاب جس کے ایک جانب حرکت دینے سے دوسری جانب کو حرکت نہ آئے اگر اس کے ایک کونے میں نجاست ہو تو دوسرے کونے سے وضوء جائز ہے۔ اس لئے کہ زیادہ مسافت کی وجہ سے اس کا اثر دوسری طرف نہیں پہنچتا۔

س: اس جاری پانی کا کیا حکم ہے جس میں نجاست گر جائے؟

ج: ایسے پانی سے غسل اور وضوء جائز ہے۔ جب تک اس کا اثر واضح طور پر ظاہر نہ ہو اس لئے کہ جاری پانی میں گندگی باقی نہیں رہتی۔

س: اگر جانور پانی میں مر جائے تو کیا پانی ناپاک ہو جاتا ہے؟

ج: ایسا جانور جس کا خون بہتا ہو خواہ پرندہ یا چوپایا اس کے پانی میں مرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور ایسے جانور کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا جو جانور پانی میں ہی زندگی گزارتے ہیں۔ جیسے مچھلی، مینڈک، کیکڑا وغیرہ نہ ہی ان جانوروں کی موت سے جنکا خون جاری نہیں ہوتا ہے جیسے کھٹمل، مچھر، مکھی، بھیڑ، بچھو، وغیرہ۔

کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ

س: کنویں کا پانی پاک ہوتا ہے جیسے ہم ذکر کر چکے ہیں اگر اس میں نجاست گر جائے تو اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج: اگر کنویں میں نجاست گر جائے یا کتا۔ انسان یا بکری وغیرہ یا جو جسم کے لحاظ سے ان کے قریب ہو مر جائے تو سارے پانی کے نکالنے سے کنواں پاک ہو جائیگا۔

ج: اگر کنویں میں کبوتر یا مرغی یا بلی یا ان کے مثل کوئی جانور مر جائے تو چالیس ڈول پانی نکالنا لازم ہے۔ پچاس نکالنا بہتر ہے۔

ج: اگر اس میں چوہا یا چڑیا یا ان کے مثل جانور مر جائے۔ تو بیس ڈول نکالنا ضروری ہے۔ بہتر ہے تیس ڈول نکالے جائیں۔

ج: مذکورہ مقدار پر عمل اس وقت ہوگا۔ جبکہ جانور پھولے یا پھٹے نہیں اگر جانور پھول یا پھٹ گیا تو سارا پانی نکالنا ہوگا چاہے جانور چھوٹا ہے یا بڑا۔

س: کس قسم کے ڈول کا اعتبار کیا جائیگا؟

ج: اس علاقے میں استعمال ہونے والے ڈولوں میں سے جو متوسط ہو گا اس کا اعتبار ہوگا۔

س: اگر ڈول بہت بڑا ہوا تو کیسے اندازہ کیا جائے؟

ج: اس ڈول کی وسعت کو دیکھیں گے اگر وہ ڈول متوسط دس ڈولوں کے برابر ہے۔ تو چوہے وغیرہ کے مرنے سے صرف دو یا تین ڈول کفایت کر جائیں گے اس طرح باقی حساب لگائیں گے۔

(فائدہ) اگر ڈول نصف سے کم بھر کر آتا ہے تو یہ پانی نہ ہونے کے حکم میں ہے گویا تمام پانی نکال لیا گیا ہو۔

س: اگر کنویں میں چشمہ ہو کہ پانی لگاتار اوپر آرہا ہے تو اس کو کیسے پاک کیا جائے؟

ج: اس صورت میں اس کا پانی اندازہ سے نکالیں گے جو اس کی سطح زمین موجود ہو جس کے بارے میں دو سچے تجربہ کار شخصوں کا فیصلہ قابل قبول ہو۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام محمدؒ سے مروی ہے کہ ایسے کنویں سے دو سو سے تین سو تک ڈول نکال دینا اس کے پاک ہونے کے لئے کافی ہے (در مختار میں ہے

کہ امام محمدؒ سے جو مروی ہے عمل کیلئے آسان ہے اور (أی الأخذ بقول عدلین) پر عمل کرنے میں احتیاط ہے علامہ ابن العابدینؒ نے فرمایا جو طریقہ متن کتاب میں ہے اس میں احتیاط ہے۔ اور آثار وغیرہ بھی اس کی موافقت کرتے ہیں۔

صاحب ھدایہؒ نے اس جیسے کنوئیں کو پاک کرنے کی دو صورتیں امام ابی یوسفؒ سے نقل کی ہیں۔ (۱) اول یہ کہ اس پانی کی لمبائی چوڑائی و گہرائی کی مقدار ایک گڑھا کھود لیا جائے پھر کنوئیں سے پانی نکال کر اس میں ڈال دیا جائے جب گڑھا بھر جائے تو کنوئیں کے پاک ہونے کا حکم جاری کر دیں گے۔ (۲) دوم یہ کہ ایک لکڑی وغیرہ لے کر اس کو پانی میں کھڑا کیا جائے۔ تاکہ اس پر نشان ظاہر ہو جائے۔ پھر کنوئیں سے بیس تیس ڈول نکال کر لکڑی ڈال کر دیکھا جائے جب اس مقدار کا پانی نکل جائے تو کنواں پاک سمجھا جائے گا)

(فائدہ) جب کنواں پاک ہو جائے سارا پانی نکالنے سے یا بعض صورتوں میں پانی کا کچھ حصہ نکالنے سے تو ڈول اور رسی اور نکالنے والے کے ہاتھ کنوئیں کی دیواریں اور مٹی پاک سمجھی جائیگی ان میں سے کسی چیز کو دوبارہ پاک کرنا لازم نہیں۔

(فائدہ) پانی نکالنے کا اعتبار نجاست نکالنے کے بعد ہوگا۔ اگر سارا پانی نکال دیا گیا مگر نجاست کنویں ہی میں رہی کنواں ناپاک ہی رہے گا۔

س: اگر کنوئیں میں مردہ چوہا پایا گیا۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ کب گرا لوگ اس سے وضوء بھی کرتے رہے کپڑے اور برتن بھی دھوتے رہے اب ان کو کیا کرنا چاہئے۔

ج: اگر چوہا ابھی تک پھولا یا پھٹا نہیں تھا تو ایک دن رات کی نمازیں لوٹائیں گے۔ اور تمام چیزوں کو دوبارہ دھوئیں گے۔ اگر پھول یا پھٹ گیا تو تین دن رات کی نمازوں کو دھرانا ہوگا۔ یہ امام اعظمؒ کا قول ہے لیکن امام یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ کہ ان پر کچھ لازم نہیں جب تک اس کے گرنے کا وقت معلوم نہ ہو۔ اسی قول میں آسانی ہے لیکن احتیاط ابو حنیفہؒ کے قول میں ہے۔

انسان اور جانوروں کے جھوٹے کا بیان

س: انسان اور چوپاؤں کے جھوٹے کا کیا حکم ہے؟

ج: ہر انسان کا جھوٹا خواہ مرد ہو یا عورت جنبی ہو یا حائضہ مسلمان ہو یا کافر پاک ہے۔ اور ان سب چوپاؤں کا جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ کتے، خنزیر اور درندوں کا جھوٹا ناپاک وپلید ہے۔ بلی اور باہر پھرنے والے پرندے جیسے باز، شکرا، مرغی کا جھوٹا مکروہ ہے۔ یہی حکم ان جانوروں کا ہے جو گھروں میں رہتے ہیں جیسے سانپ، چوہا وغیرہ۔

س: مکروہ جھوٹے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر پاک پانی پاک موجود ہو تو مکروہ کا استعمال کرنا بھی مکروہ ہے جیسے ایک شخص کے پاس ایسا پانی ہے جس سے آدمی نے پیا اور ایسا بھی ہے جس سے بلی نے پیا۔ اب وہ وضوء کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ پانی استعمال کرنا افضل ہے جس سے آدمی نے پیا۔ نہ یہ کہ جس سے بلی نے پیا۔

س: اگر بلی کے جھوٹے پانی کے علاوہ دوسرا پانی نہیں ملتا اب وہ وضوء کرے یا تیمّم؟

ج: وضوء کرے تیمّم نہ کرے۔ کیونکہ پانی پاک ہے۔ اگرچہ غیر مکروہ پانی کے ہوتے ہوئے اس کا استعمال مکروہ ہے۔

س: کسی حیوان کا جھوٹا ایسا بھی ہے جو مشکوک ہو؟

ج: دلائل کے مختلف ہونے سے گدھے اور خچر کا جھوٹا مشکوک ہے۔

س: اگر گدھے یا خچر کا جھوٹا پانی مل جائے تو وضوء کرنے والا وضوء کرے یا تیمّم؟

ج: وضوء بھی کرے اور تیمّم بھی تاکہ شک باقی نہ رہے۔

س: ابتداء وضوء سے کرے یا تیمّم سے؟

ج: جس سے بھی ابتداء کرے جائز ہے۔

(فائدہ) انسان کا جھوٹا پاک ہے۔ لیکن اگر اس نے شراب پی یا اس کے دانتوں سے خون نکلا یا منہ بھر کرتے کی ان صورتوں میں اس کا جھوٹا پاک نہیں ہوگا۔ مگر یہ کہ تین مرتبہ کلی کرے یا اپنے تھوک کو بار بار نگل لے یہاں تک کہ اس کے منہ میں اور ہونٹوں پر کوئی نجس چیز باقی نہ رہے۔

(صاحب البحر الرائقؒ نے اس طرح ذکر کیا ہے تفصیل کیلئے حاشیہ ابن عابدین جو در مختار پر ہے۔ دیکھیں) یہی حکم بلی کے جھوٹے کا ہے اگر اس نے چوہا کھایا اور فوراً پانی منہ میں ڈال دیا تو پانی نجس ہوگا۔ اگر وقفہ سے یا اس نے اپنے منہ کو چاٹ کر صاف کر لیا۔ یہاں تک کہ نجاست کا اثر زائل ہو گیا تو اسکے منہ کو پاک اور اس کے جھوٹے کو مکروہ سمجھا جائیگا۔ (صاحب ھدایہؒ فرماتے ہیں اگر بلی نے چوہا کھانے کے فوراً بعد پانی پی لیا۔ تو یہ پانی ناپاک ہو جائیگا۔ اگر کچھ وقفہ سے ایسا کیا تو ناپاک نہیں ہوگا۔ کیونکہ اتنی دیر میں وہ اپنے لعاب وغیرہ سے منہ صاف کر لے گی۔ الا اذا مکثت ساعۃ. اور یہ استثناء والا مذہب ابو حنیفہؒ وابو یوسفؒ کا ہے۔ پانی سے منہ صاف کرنا حرج لازم آنے کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہے۔ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں امام محمدؒ کا قول ہے۔ الا اذا مکثت ساعۃ. سے بھی ناپاک ہی ہوگا۔ کیونکہ ان کے نزدیک نجاست صرف پانی ہی سے زائل ہوتی ہے۔

تیمّم کا بیان

س: تیمّم کے لغوی و شرعی معنی کیا ہیں؟

ج: تیمّم کے لغوی معنی ارادہ کرنا، اور شرعی معنی یعنی اصطلاحی معنی ہیں مٹی کو استعمال کرنا یا وہ چیز جو جنس زمین سے ہو حدث کو دور کرنے کیلئے طہارت کی نیت سے۔ اس مسئلہ کی دلیل قرآن پاک کی ہو جیسے سورۂ مائدہ آیت نمبر ۷ میں ہے۔

(ترجمہ) اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاکیزہ مٹی سے تیمّم کرو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو ملو۔

س: کس وقت تیمّم کرنا جائز ہے؟

ج: اگر محدث آدمی سفر شرعی میں ہو یا شہر سے دور ہو اس آدمی اور پانی کے درمیان ایک میل یا زیادہ فاصلہ ہو تو ازالہ نجاست کیلئے تیمّم کرنا جائز ہے۔

س: اگر پانی موجود ہو لیکن محدث بیمار ہو گیا کیا تیمّم کر سکتا ہے؟

ج: مریض تیمّم کر سکتا ہے جب اسکو مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو۔ اور جنبی بھی اگر اس کو خوف ہو کہ ٹھنڈا پانی اسکو ہلاک کر دے گا۔ یا بیمار کر دے گا جبکہ پانی گرم کرنے کے اسباب موجود نہ ہوں۔ (بحر الرائق میں ہے جنبی کیلئے تیمّم ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے جبکہ پانی گرم کرنے کے اسباب نہ ہوں حمام کی اجرت بھی ادا نہ کر سکتا ہو ایسا کپڑا یا مکان بھی نہیں پاتا جس سے سردی کو دور کرے۔

س: تیمّم کس طرح کیا جائے؟

ج: سب سے پہلے حدث اصغر یا حدث اکبر کو دور کرنے کی نیت کرے یا نماز وغیرہ کیلئے نیت کرے پھر اپنے ہاتھوں کو مٹی پر مار کر اپنے سارے چہرہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی جگہ بال برابر باقی نہ رہے۔ پھر دوسری دفعہ ہاتھ زمین پر مار کر بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر پھیرے اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر پھیرے انگلیوں سے لیکر کہنیوں تک اس طرح کہ کوئی جگہ بال برابر بھی باقی نہ رہے۔

س: تیمّم کا جو طریقہ بیان کیا گیا یہ حدث اصغر والے کیلئے ہے یا حدث اکبر والے کیلئے؟

ج: تیمّم کا جو طریقہ ابھی ہم نے ذکر کیا حدث اصغر اور اکبر والا دونوں برابر ہیں ان دونوں کے تیمّم میں کوئی فرق نہیں ہے۔

س: تیمّم کس چیز سے کیا جائے؟

ج: پاک مٹی سے اور ہر اس چیز سے تیمّم جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو جیسے ریت، گچ، چونا، سرمہ، پتھر اگرچہ صاف شفاف ہو اس پر غبار وغیرہ نہ ہو بشرطیکہ یہ چیزیں پاک ہوں یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا ہے لیکن امام یوسفؒ کے

نزدیک تیمم صرف مٹی اور ریت ہی سے جائز ہے۔ جبکہ وہ پاک ہوں۔

س: اگر کسی نے مکان گرایا یا ہوا نے غبار اڑایا وہ چہرہ اور ہاتھوں پر پہنچ گیا۔ کیا اس سے تیمم ہو گیا اس سے نماز جائز ہے؟

ج: اس سے تیمم نہیں ہوا نہ طہارت حاصل ہوئی اس لئے کہ تیمم میں نیت فرض ہے اس کے بر خلاف کسی نے نہر میں غوطہ لگایا غسل کی نیت نہیں کی تو اس کا غسل ہو گیا اس طرح بارش اگر اعضاء وضوء پر پہنچ گئی اور پانی جاری ہو گیا اور سر پر ہاتھ پھیر لیا تو اس کا وضوء ہو گیا اگر چہ نیت وضوء کی نہ ہو۔ کیونکہ وضوء اور غسل میں نیت کرنا فرض نہیں بلکہ سنت ہے۔

س: جب کوئی شخص تیمم کرے تو کیا اس سے نوافل ادا کر سکتا ہے؟

ج: تیمم کرنے والا ہر قسم کی نماز خواہ فرض ہو یا نفل پڑھ سکتا ہے۔ اور ہر کام کرنے کی اجازت ہے یعنی جنبی غسل جنابت کرنے کے بعد اور بے وضوء وضوء کرنے کے بعد جو کچھ کر سکتا ہے تیمم والا بھی کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ طہارت جو غسل یا وضوء سے حاصل ہوتی ہے۔ اسمیں اور اس طہارت میں جو تیمم سے حاصل ہوتی ہے۔ کوئی فرق نہیں ہے۔ تیمم کرنے والا قرآن کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔ تلاوت کر سکتا ہے۔ بیت اللہ کا طواف کر سکتا ہے۔ مسجد میں داخل ہو سکتا ہے۔

س: کیا کسی صورت میں تندرست مقیم کیلئے بھی تیمم جائز ہے؟

ج: تندرست مقیم کیلئے پانی کے ہوتے ہوئے جب کہ وہ اس کے استعمال پر قادر بھی ہو تیمم کرنا درست ہے۔ اس صورت میں کہ جنازہ تیار ہو جائے جنازہ کا ولی اس کے علاوہ ہو۔ اب اس کو یہ خوف ہے کہ اگر یہ وضوء کرے تو جنازہ فوت ہو جائے گا۔ اس کو چاہئے کہ تیمم کر کے جنازہ پڑھ لے۔

س: اگر یہی صورت عید کے دن بے وضوء کے ساتھ پیش آجائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو؟

ج: اگر اس کو یقین ہو کہ وضوء کرتے ہوئے نماز عید فوت ہو جائے گی تو تیمم کر کے امام کیساتھ نماز عید پڑھ لے۔

س: اگر یہی مذکورہ صورت جمعہ کے دن پیش آجائے وضوء کی وجہ سے جمعہ فوت ہونے کا خوف ہو کیا تیمّم جائز ہے؟

ج: ایسے شخص پر وضوء کرنا لازم ہے وضوء کے بعد امام جمعہ کے ساتھ جمعہ پڑھے ورنہ چار رکعت نماز ظہر پڑھے۔

س: اگر وقت تنگ ہو وضوء کرنے سے نماز قضاء ہونے کا خوف ہو جیسے کوئی شخص طلوع آفتاب سے کچھ پہلے بیدار ہوا وہ تیمّم کر سکتا ہے؟

ج: ایسے شخص کیلئے جائز نہیں، اگر جنبی ہو تو غسل کرے اگر بے وضوء ہے تو وضوء کرے اور سورج نکلنے کے بعد قضاء پڑھے کیونکہ وقت کا تنگ ہونا جواز تیمم کیلئے کوئی عذر نہیں۔

س: کیا اس شخص پر نماز کا موخر کرنا واجب ہے جس کے پاس فی الحال پانی نہیں لیکن آخر وقت تک پانی ملنے کی امید ہے؟

ج: فرض نماز کو موخر کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے کہ نماز کو موخر کر دے پھر اگر پانی پائے تو وضوء کرے ورنہ تیمّم کر کے نماز پڑھے لے۔

س: مسافر اپنا پانی جو اس نے اپنی سواری میں خود رکھا تھا یا اس کے حکم سے رکھا گیا تھا بھول گیا تیمّم کر کے نماز پڑھ لی اب پھر وقت کے ہوتے ہوئے یاد آگیا تو کیا نماز لوٹائے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور امام محمدؒ کے نزدیک اسپر اعادہ نماز نہیں لیکن امام یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں نماز لوٹائے۔

س: مسافر پر پانی کی تلاش ضروری ہے؟

ج: اگر اس کو غالب گمان ہو کہ قریب میں کہیں پانی نہیں تو تلاش لازم نہیں۔ اگر

گمان ہو کہ پانی ادھر ادھر مل جائیگا۔ تو تلاش لازم ہے تیمّم جائز نہیں۔

س: اگر مسافر کے ساتھیوں کے پاس پانی ہے کیا اس پر ان سے مانگنا ضروری ہے؟

ج: ہاں پانی طلب کرنا ضروری ہے اگرچہ مناسب قیمت سے ملے یا بغیر قیمت کے اگر وہ نہ دیں تو تیمّم کرے اور نماز پڑھے۔ (صاحب عنایہؒ فرماتے ہیں کہ اس کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) وہ اس قیمت پر پانی دیتے ہوں جو اس کے قریب چل رہی ہے۔ (۲) یا معمولی منافع کے ساتھ۔ (۳) یا بہت زیادہ منافع کیساتھ۔ پہلی دو صورتوں میں تیمّم جائز نہیں۔ تیسری صورت میں جائز ہے۔ غبن فاحش کی تفسیر میں اختلاف ہے نوادر میں ہے کہ غبن فاحش یہ ہے کہ ڈبل قیمت وصول کریں۔ بعض نے کہا ہے کہ غبن فاحش یہ ہے کہ جو قیمت لگانے والوں کی قیمت سے بڑھ جائے)

س: تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے؟

ج: تیمّم ہر اس چیز سے ٹوٹ جاتا ہے جس سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے جبکہ تیمّم وضوء کی جگہ کیا گیا ہو۔ اور جنبی کا تیمّم ان چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے جس سے غسل واجب ہوتا ہے۔ اس طرح ان دونوں صورتوں کا تیمّم پانی حاصل ہونے سے جبکہ اس کے استعمال پر قادر بھی ہو ٹوٹ جاتا ہے۔

موزے اور پٹی پر مسح کا بیان

س: کیا وضوء میں پاؤں دھونے کا کوئی بدل ہے؟

ج: موزوں پر مسح کا ثابت ہونا پاؤں دھونے کا بدل ہے اور یہ بہت سی صحیح احادیث سے ثابت ہے (نصب الرایہ میں الحسنؒ سے مروی ہے کہ مجھ سے ستر اصحاب رسول ﷺ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ موزوں پر مسح کیا کرتے تھے)

س: کیا موزوں پر مسح کرنے کے جواز کی کوئی شرط ہے؟

ج: مسح کے جواز کی شرط یہ ہے کہ موزے طہارت حاصل کرنے کے بعد پہنیں گئے ہوں۔

س: مسح کا کوئی وقت مقرر ہے؟

ج: اگر طہارت کامل کے بعد موزے پہنے پھر حدث لاحق ہو گیا اب مقیم کو ایک دن رات اور مسافر کو تین دن رات مسح کرنا جائز ہے۔ اگر مدت میں جب بھی وضو کی ضرورت پڑے تو موزوں پر مسح خواہ سفر میں ہو یا حضر میں کرے۔

س: ایک دن ایک رات یا تین دن تین راتوں کی ابتداء موزے پہننے کے وقت ہو گی یا حدث لاحق ہونے کے وقت؟

ج: مدت مسح کا اعتبار حدث لاحق ہونے کے وقت سے ہو گا مثلاً ایک شخص نے زوال کے بعد وضوء کر کے موزے پہنے اور غروب کے وقت حدث لاحق ہو گیا تو اب آئندہ دن کے غروب تک مسح کرنا جائز ہے اس طرح مسافر کا مسئلہ ہے۔

س: جس شخص پر غسل واجب ہو وہ موزوں پر مسح کر سکتا ہے؟

ج: ایسے آدمی کو مسح جائز نہیں بلکہ سارے جسم کیساتھ پاؤں بھی دھونے ہوں گے۔

س: اگر موزے پھٹے ہوئے ہوں کیا مسح جائز ہے؟

ج: اگر پھٹن اسقدر ہے کہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے بقدر ہے تو مسح جائز نہیں اگر کم ہے تو جائز ہے۔

س: پھٹن کا اندازہ ایک موزے سے جمع کریں گے یا دونوں موزوں سے؟

ج: صرف ایک موزے کی پھٹن کا اعتبار ہو گا دونوں کی پھٹن کو جمع نہیں کیا جائیگا۔ مثلاً اگر دونوں موزوں سے تین انگلیوں کے بقدر پھٹن پائی گئی تو دونوں پر مسح جائز ہے اگر تین انگلی کی مقدار ہر ایک میں کامل ہے یا صرف ایک میں کامل ہے تو کسی موزے پر بھی مسح جائز نہیں۔

س: موزوں پر مسح کیسے کیا جائے؟

ج: موزے کے اوپر کے حصہ پر مسح کیا جائے اس طرح کہ ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے پاؤں پر پوری انگلیاں رکھ دی جائیں پھر پاؤں کی انگلیوں کے سرے سے پنڈلی کی طرف کھینچا جائے کم از کم ہر موزے پر ہاتھ کی تین انگلیوں کے بقدر مسح ضروری ہے۔ (صرف انگلیوں کے پوروں سے خط کھینچ دینا کافی نہیں بلکہ ساری انگلیوں سے مسح ضروری ہے)

س: کونسی چیزیں مسح کو توڑ دیتی ہیں؟

ج: جن چیزوں سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ انہیں چیزوں سے مسح بھی ختم ہو جاتا ہے اس کے علاوہ موزے کا اتار دینا اور مقرر وقت کا ختم ہو جانا بھی مسح کو ختم کر دیتا ہے۔

س: اگر مدت مسح ختم ہو گئی یا موزہ اتار دیا حالانکہ کوئی چیز نواقص وضوء میں پیش نہیں آئی اب کیا کرے؟

ج: ان دونوں صورتوں میں پاؤں دھو کر نماز پڑھ سکتا ہے سارے وضوء کا لوٹانا ضروری نہیں۔

س: یہ بات معلوم ہو چکی کہ مقیم یوم ولیلۃ مسح کرے اور مسافر ثلاثہ ایام ولیالیہا پر عمل کرے لیکن اگر مسح کرنے والا مسافر تھا اب مقیم ہو گیا یا مقیم تھا اب مسافر ہو گیا انکے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: جس نے سفر میں مسح شروع کیا پھر مقیم ہو گیا اب تک اگر مسح ایک دن رات یا اس سے زیادہ کر چکا اب موزوں کا اتارنا لازم ہو گیا اگر اس سے کم ہے تو ایک دن رات پورا کرے اگر مقیم نے مسح کیا پھر مسافر ہو گیا ایک دن رات سے پہلے تو اب تین دن رات مسح مکمل کرے۔

س: اگر کسی نے موزوں پر جرموق پہنے ہوں (جرموق موزے کی حفاظت کیلئے پہنا جاتا ہے) کیا ان پر مسح جائز ہے؟

ج: اگر حدث لاحق ہونے سے پہلے جرموق پہنے ہوں تو مسح جائز ہے۔

س: جرابوں پر مسح کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر جرابیں ایسی ہوں (کہ ان کے اوپر نیچے یا صرف نیچے جوتے کی طرز پر چمڑا لگا ہو) تو امام اعظمؒ سید المحدثین کے نزدیک مسح جائز ہے لیکن امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک ہر قسم کی جرابوں پر مسح جائز ہے۔ بشرطیکہ اتنے موٹے کپڑے سے بنائی گئی ہو جس میں پانی داخل نہ ہو۔

س: موزوں کے علاوہ دوسری چیزوں پر مسح کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر کسی زخم یا ٹوٹے ہوئے اعضاء پر پٹی باندھی تو اس پر مسح جائز ہے۔ (اس زمانہ میں پلاستر کا حکم بھی جبیرۃ والا ہے) جیسے ٹوٹے ہوئے بازو یا پنڈلی پر لکڑی والی پٹی باندھی گئی ہے۔

س: کیا پٹی یا جبیرۃ پر مسح کیلئے شرط ہے کہ یہ وہ پٹی وغیرہ طہارت حاصل کرنے کے بعد باندھی گئی ہو؟

ج: ان میں طہارت شرط نہیں اگر بے وضوء پٹی باندھی تو بوقت وضوء مسح کر سکتا ہے۔

س: اگر پٹی کھل کر زخم کے ٹھیک ہونے کے بعد گر گئی کیا مسح باقی رہیگا؟

ج: اس صورت میں پٹی یا جبیرۃ کا مسح باطل ہو جائیگا۔ پھر اگر اس نے اس پٹی باندھنے سے قبل وضو کیا تھا اور پٹی جبیرۃ پر مسح کیا پھر انکو اتار کر پھینک دیا ضرورت نہ ہونیکی وجہ سے اور نواقض وضوء سے بھی کوئی چیز اسکو پیش نہ آئی تو اس صورت میں وہ پٹی کی جگہ کو دھو کر نماز پڑھ سکتا ہے (یعنی سارا وضوء لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے)

س: کیا پگڑی اور ٹوپی برقع اور دستانوں پر مسح جائز ہے؟

ج: ان چیزوں پر مسح جائز نہیں۔

حیض و نفاس اور استحاضہ کے مسائل

س: حیض کیا ہے؟

ج: خدائی ترتیب ہے تمام عورتوں کے رحموں سے ہر ماہ خون جاری ہوتا ہے اس خون کے جاری ہونے کو حیض کہتے ہیں۔ جیسے اسکے مقابل کو طہر کہتے ہیں۔

س: کیا شریعت میں ان کے کوئی احکام بھی ہیں؟

ج: ہاں ان کے احکام کتب فقہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔

س: اگر عورت کو حیض آجائے تو کونسے احکامات اس سے متعلق ہیں؟

ج: اس حالت میں اس سے پانچ احکامات متعلق ہیں۔ (۱) حیض کے دنوں میں نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے خواہ نماز روزہ فرض ہو یا نفل۔ (۲) مسجد میں داخل ہونا طواف کرنا منع ہے۔ (۳) تلاوت قرآن بھی نہیں کر سکتی۔ (۴) قرآن کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتی مگر کسی کپڑے سے۔ (۵) خاوند سے ہمبستری بھی نہیں ہو سکتی۔

س: جب حیض والی پاک ہو جائے تو کیا نماز روزہ کی قضا لازم ہے؟

ج: نماز کی قضاء نہیں وہ معاف ہے البتہ پاک ہونے کے بعد رمضان کے روزوں کی قضاء لازم ہے۔

س: کیا حیض کی کوئی مدت مقرر ہے؟

ج: حیض کی کم از کم مدت تین دن رات اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات ہے۔

س: کیا حیض کے خون کی کوئی خاص رنگت ہے؟

ج: حیض کے دنوں میں سرخی زردی مٹیالہ رنگ کا خون حیض ہی کا خون ہے۔ مگر یہ کہ خالص سفید پانی آنے لگے۔

س: حیض ختم ہو جائے سفید پانی آجائے تو بیوی سے صحبت جائز ہے؟

ج: اگر حیض دس دن سے پہلے ختم ہو گیا تو جب تک عورت غسل نہ کرے صحبت جائز نہیں (ھدایہ میں ہے یہ اس وقت ہے جب عادت کے مطابق اسکا حیض پورا ہو گیا ہو۔ اگر عادت سے پہلے ختم ہو گیا تو ہمبستری جائز نہیں اگرچہ غسل کر لیا ہو۔ یہاں تک کہ اسکی عادت پوری ہو جائے کیونکہ عادت میں حیض کا دوبارہ شروع ہونے کا غالب گمان ہے اس لئے اجتناب میں ہی احتیاط ہے) یا اس پر نماز کا پورا وقت گزر جائے۔ (الجواھر النیرۃ میں ہے اگر ناقص وقت گزرے جیسے اشراق کی نماز یا عید کی نماز اس سے صحبت جائز نہیں یہاں تک کہ غسل کرے یا نماز ظہر کا مکمل وقت گزر جائے) اگر پورے دس دن کے بعد حیض ختم ہوا ہے تو بغیر غسل کے بھی صحبت جائز ہے۔

س: اگر حیض کے دوران چند دن طہارت کے آئے تو وہ حیض کے حکم میں ہونگے یا طہر کے حکم میں؟

ج: حیض کی مدت میں حیض کے درمیان طہارت کے ایام حیض ہی کے حکم میں ہونگے اور حیض والے احکام لازم ہونگے۔

س: کیا طہارت یعنی پاک رہنے کی کوئی مدت مقرر ہے؟

ج: پاک رہنے کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حیض دس دن کے بعد ختم ہوا۔ پھر پندرہ دن پورے ہونے سے پہلے پھر شروع ہو گیا ہو تو یہ حیض نہیں ہوگا۔ لیکن پاک رہنے کی زیادہ سے زیادہ مدت مقرر نہیں اگر سالہا سال تک حیض نہ آئے تو یہ سارا زمانہ طہر ہی کا شمار ہوگا یہاں تک کہ حیض آئے۔

س: نفاس کیا ہے؟

ج: نفاس وہ خون ہے جو بچہ کی پیدائش کے بعد عورت کے رحم سے نکلے۔

س: کیا اسکی کوئی مدت مقرر ہے؟

ج: زیادہ سے زیادہ چالیس دن رات کم از کم مقرر نہیں۔

س: کون سے احکام نفاس کے زمانے سے متعلق ہیں؟

ج: نفاس کے احکام حیض والے حکام کی طرح ہیں۔ نماز، روزہ، صحبت، مسجد کا داخلہ، بیت اللہ کا طواف کرنا، تلاوت القرآن، قرآن کا ہاتھ لگانا سب منع ہے۔ صرف روزہ کی قضاء ہے نماز کی قضاء نہیں۔ جیسے احکام حیض میں مذکور ہے۔

س: اگر حمل سے دو بچے پیدا ہوں تو نفاس کی ابتداء کس بچے پر ہو گی؟

ج: ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ابتداء پہلے بچہ کے پیدا ہونے سے ہو گی۔ لیکن امام محمدؒ اور امام زفرؒ فرماتے ہیں کہ دوسرے سے ہے۔

س: اگر پیٹ چیر کر بچہ نکالا گیا تو کیا وہ نفاس والی کہلائیگی۔ اور اس پر احکام نفاس جاری ہوں گے؟

ج: اگر معروف عادت کے مطابق رحم سے خون جاری ہوا تو وہ نفاس والی کہلائیگی اگر رحم سے خون جاری نہ ہوا تو اس کا حکم عام زخموں والا حکم ہو گا۔ (تفصیل البحر الرائق میں دیکھئے)

س: اگر بچہ پیدا ہوا مگر رحم سے خون جاری نہیں ہوا کیا اس ولادت کی وجہ سے اس پر نفاس کا حکم جاری ہو گا؟

ج: اس پر نفاس کا حکم لگے گا غسل کر کے بغیر کسی انتظار کے نماز پڑھے گی روزہ رکھے گی۔

س: اگر حمل ساقط ہو جائے تو اس پر نفاس کا حکم لگے گا؟

ج: اگر بچہ سے کوئی اعضاء جیسے ہاتھ یا پاؤں یا انگلیاں یا ناخن یا بال وغیرہ میں سے کوئی چیز ظاہر ہوئی تو نفاس کا حکم لگے گا ورنہ عام خون کی طرح خون سمجھا جائے گا۔ اگر چہ جو خون تین دن رات لگاتار جاری رہا اور اس سے پہلے ایک کامل طہر کی مدت گزر چکی تھی تو یہ حیض ہو گا ورنہ استحاضہ۔ (تفصیل در مختار میں دیکھئے)

س: نفاس کے زمانہ میں طہر متخلل کا کیا حکم ہے؟ (طہر متخلل یہ ہے کہ مثلاً بیس یوم کے بعد پانچ یوم عورت پاک رہے۔ پانچ یوم کے بعد پھر خون شروع ہو گیا)

ج: اگر چالیس دنوں کے درمیان ایسا ہوا تو پاک رہنے کے دن بھی نفاس میں شمار ہونگے؟

س: استحاضہ کیا ہے؟

ج: اسکی کئی صورتیں ہیں۔ (۱) اگر خون شروع ہوا پھر تین دن پورے ہونے سے پہلے ختم ہو گیا یہ استحاضہ ہے۔ (۲) جو عورت کی عادت سے بڑھ جائے دس روز سے بھی بڑھ جائے تو عادت سے لیکر یہ سارا زمانہ استحاضہ کا شمار ہو گا۔ (۳) اگر پہلی مرتبہ خون آیا لیکن دس دن سے بڑھ گیا تو پہلے دس روز حیض شمار کریں گے۔ باقی استحاضہ شمار کریں گے۔ اگر پہلے حیض والی کا خون سالہا سال تک جاری رہا تو ہر مہینے کے بعد دس دن حیض شمار ہونگے باقی استحاضہ۔ (۴) حامل عورت اگر حمل کے دنوں میں خون دیکھے تو یہ استحاضہ ہو گا۔ (۵) حاملہ ولادت کے وقت بچہ پیدا ہونے سے قبل جو خون دیکھے وہ بھی استحاضہ ہو گا۔ (۶) اگر کسی عورت کی نفاس کی عادت مقرر ہے اور اب خون چالیس روز سے بھی بڑھ گیا تو عادت مشہورہ سے لیکر سب استحاضہ ہے۔ (۷) اگر عورت نے پہلی مرتبہ بچہ جنا اور خون چالیس روز سے بڑھ گیا تو چالیس روز کے اوپر استحاضہ ہو گا۔ (۸) اگر بچہ گر گیا اعضاء ظاہر نہیں ہوئے اور حیض کا آنا بھی ممکن نہیں تو یہ استحاضہ ہو گا۔

س: استحاضہ والی عورت کے کیا احکام ہیں؟

ج: اس کا حکم پاک عورتوں کی طرح ہے تلاوت قرآن میں۔ مسجد میں داخل ہونے میں فرض اور نفل روزہ رکھنے میں اور خاوند سے ہمبستری کرنے میں۔ لیکن خون ہر وقت جاری رہتا ہے تو یہ معذور کے حکم میں ہو گی ہر نماز کے شروع وقت میں وضوء کرے پھر جو چاہے پڑھے فرض یا نفل۔ بیت اللہ کا طواف۔ قرآن کو چھونا

مگر اس نماز کا جس کے لئے وضوء کیا تھا وقت ختم ہوتے ہی وضوء ختم ہو جائیگا۔

معذور کے احکام

س: دائمی نکسیر والا اور ایسے زخم والا جس کا زخم خشک نہ ہوتا ہو اور مسلسل پیشاب کی بیماری والا اور جسکی ہوا نہ رکتی ہو وہ کیا کریں؟

ج: یہ لوگ ہر نماز کیلئے مستقل وضوء کریں۔ پھر جو چاہیں پڑھیں نفل یا فرض۔ وقت ختم ہونے تک ان امراض کی وجہ سے ان کا وضوء نہیں ٹوٹے گا۔ مگر وقت کے ختم ہوتے ہی وضوء خود بخود ٹوٹ جائیگا۔

س: اگر دائمی مرض والے کو وقت کے اندر کوئی دوسرا ناقض وضوء پیش آجائے تو کیا وضوء ٹوٹ جائیگا؟

ج: ہاں اس سے وضوء ٹوٹ جائیگا۔ جیسے کہ دائمی نکسیر والا وضوء کے بعد پیشاب کرے تو پیشاب کی وجہ سے وضوء ٹوٹ جائیگا خوب سمجھ لو آخر وقت تک وضوء باقی نہیں رہیگا۔

نجاست کی اقسام اور ان سے پاکی حاصل کرنیکا طریقہ

س: نجاست کی قسمیں بیان کرو؟

ج: نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) نجاست غلیظہ (۲) نجاست خفیفہ۔

نجاست غلیظہ: (۱) ہر وہ جو انسان کے جسم سے خارج ہو جس سے غسل یا وضوء لازم آئے جیسے پیشاب، پخانہ منی، مذی، ودی پیپ زرد پانی قے منہ بھر کے اس طرح حیض و نفاس و استحاضہ کا خون اسی طرح چھوٹے لڑکے یا لڑکی کا پیشاب خواہ وہ کھانا کھائے یا نہ کھائے اس طرح شراب، دم سفوح مردار کا گوشت اسکی چربی اور اسکی کھال، اس طرح ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ اس

طرح لید گائے بھینس کا گوبر کتے کا پخانہ مرغی کی بیٹ اور بڑی چھوٹی بطخ کی بیٹ اسی طرح درندوں کا پیشاب پخانہ یہ سب نجاست مغلظہ ہے خنزیر کی ہر چیز نجاست مغلظہ ہے۔

نجاست خفیفہ کی قسمیں: ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے گھوڑے کا پیشاب و پرندوں کی بیٹ جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا (خشو طیر لا یوکل لحم) کی قید اس لئے لگائی ہے کہ وہ پرندے جن کا گوشت کھایا جاتا ہے انکی بیٹ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پاک ہے مثلاً کبوتر اور چڑیا وغیرہ)

س: نجاست غلیظہ اور خفیفہ کا فرق کن چیزوں میں ظاہر ہوگا؟

ج: مسائل نماز میں ان کا فرق معلوم ہوگا اگر نمازی کے جسم یا کپڑے کو نجاست غلیظہ ایک درہم یا اس سے کم مقدار میں لگ جائے تو نماز اس کے ساتھ جائز ہے۔ مگر مکروہ اور اگر نجاست خفیفہ نماز کے کپڑے یا بدن چوتھائی حصہ سے کم میں لگ جائے تو نماز اس کیساتھ جائز ہے[1]۔ اگر نجاست غلیظہ کی مقدار درھم سے بڑھ گئی یا خفیفہ چوتھائی تک پہنچ گئی تو ان کے ہوتے ہوئے نماز درست نہیں۔ (ربع الثوب سے مراد ہر اعضاء کا چوتھائی ہے جیسے بازو، آستین، دامن وغیرہ)

س: اگر بدن یا کپڑے پر نجاست لگ جائے تو اس کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج: اگر نجاست ایسی ہے جو دیکھائی دیتی ہے تو اس کو پاک پانی سے یا بہنے والی پاک چیز سے زائل کرنا یعنی دور کرنا ضروری ہے۔ جیسے سرکہ، عرق، گلاب، اگر نجاست ایسی ہے جو دیکھائی نہیں دیتی ہے جیسے پیشاب یا نجس پانی تو اسکو اتنا دھویا جائے کہ دھونے والے کا غالب گمان ہو کہ پاک ہو چکا۔

س: اگر وہ نجاست جو دیکھائی دیتی ہے۔ زائل ہو جائے لیکن نشان باقی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) اگر آلہ تناسل کا اگلا حصہ پیشاب کی وجہ سے نجس تھا تو کرید نے سے پاک نہ ہوگا۔

ج: اگر نجاست دھونے کی وجہ سے زائل ہوگئی تو نشان جسکا زائل کرنا مشکل ہو تو نقصان دہ نہیں جیسے بو اور رنگ وغیرہ۔

س: کیا نجاست کو دور کرنیکا دوسرا طریقہ ہے؟

ج: ہاں۔ ان کی تفصیل فقہائے کرام نے ذکر کی ہے بعض کا یہاں بیان ہوتا ہے۔ (۱) اگر جسم والی نجاست اگر جوتے یا موزہ کو لگی پھر خشک ہوگئی تو زمین پر رگڑنے سے اس کا وجود ختم ہو جائے تو نماز اسمیں جائز ہے۔ (۲) اگر کپڑے کو منی لگ گئی اگر وہ تر ہے تو دھوئے بغیر چارہ نہیں اگر خشک ہوگئی تو کریدنے سے پاک ہو جائیگا بشرطیکہ اس میں پیشاب نہ ملا ہو[1]۔ (محیط سرخسیؒ اور فتاویٰ عالمگیری میں اس طرح ہے) (۳) اگر شیشہ یا تلوار وغیرہ کو نجاست لگ جائے تو اسکو پونچھ دینا کافی ہے۔ (۴) اگر زمین پر گندگی پہنچی پھر خشک ہوگئی اس کا اثر یعنی نشان جاتا رہا تو اس جگہ نماز جائز ہے۔ لیکن تیمّم جائز نہیں۔ اگر زمین پانی سے دھوئی گئی اور نجاست ختم ہوگئی اب دونوں چیزیں جائز ہیں۔ (۵) جب کھال کو رنگ دیا گیا تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ اسپر نماز جائز ہے۔ اور اس برتن میں وضوء بھی جائز ہے۔ جو رنگی ہوئی کھال سے بنایا گیا ہو۔ البتہ خنزیر کی کھال کبھی بھی پاک نہیں ہوتی۔ اور انسانی کھال کا استعمال بھی کسی صورت میں جائز نہیں بوجہ اسکی بلند شان ہونے کے۔

استنجاء کے مسائل

س: استنجاء کا کیا حکم ہے؟

ج: استنجاء کرنا سنت ہے۔ خواہ پتھر سے یا ڈھیلے سے ہو اس کے علاوہ کسی ایسی چیز سے جو محل نجاست کو صاف کر دے ایتار یعنی ایک یا تین یا پانچ ڈھیلے استعمال کرنا بہتر ہے واجب نہیں اور پانی سے استنجاء افضل ہے۔ اگر نجاست اپنے نکلنے کی جگہ سے

---

(۱) اگرچہ شرم گاہ پر ہی کیوں نہ ہو جبکہ وہ پیشاب سے ناپاک ہے کریدنے سے پاک نہیں ہوگا۔

تجاوز کر جائے تو ڈھیلے وغیرہ کا استعمال کافی نہیں۔ بلکہ پانی یا کسی بہنے والی چیز سے استنجاء واجب ہے۔

س: وہ کون سی چیزیں ہیں جن سے استنجاء کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے؟

ج: دائیں ہاتھ سے۔ ھڈی گوبر کھانے کی چیز سے اور ہر احترام والی چیز سے منع ہے۔

س: جنگل یا شہر میں پیشاب پخانہ کے وقت قبلہ کیطرف منہ یا پشت کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: دونوں جگہوں پر اور دونوں چیزوں میں منہ اور پشت کرنا مکروہ ہے۔

س: کن جگہوں پر پیشاب پخانہ کرنا ممنوع ہے؟

ج: پانی میں، پانی لینے والوں کی اترنے کی جگہوں پر، پھل دار درخت کے نیچے اور ایسے سایہ میں جس سے لوگ نفع اٹھاتے ہوں۔ راستہ پر، ہوا کے رخ پر، سوراخ میں اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی منع ہے۔

کتاب الصلاۃ / نماز کا بیان

س: نماز کا اسلام میں کیا درجہ ہے؟

ج: ارکان اسلام میں اہم ترین رکن ہے۔ کلمہ شہادت کے بعد نماز کو اسلام کا ستون قرار دیا۔ اللہ پاک نے قرآن پاک میں اس کو قائم کرنے کا بار بار حکم دیا ہے۔ اور ہر بالغ عاقل مسلمان مرد عورت پر فرض ہے۔ جو شخص اسکی فرضیت کا انکار کرے وہ اسلام سے خارج ہے۔

س: بچوں کو نماز کا کس عمر میں حکم کیا جائے؟

ج: حضور ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو جب سات برس کی عمر ہو جائے نماز کا حکم کرو۔ اور جب دس برس کی ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارو اور انکے بستر علیحدہ کر دو۔ (ابوداؤد) ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اپنی اولاد کو جب سات برس کی ہو جائے نماز سکھاؤ اور جب دس سال کی ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارو (ترمذی) والدین پر لازم ہے کہ اولاد کو نماز کے اہتمام کا حکم کرتے رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم سورۂ طٰہٰ آیت نمبر ۱۳۲ میں ہے۔

ترجمہ: اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے۔

نمازوں کے اوقات اور ان کا مستحب وقت

س: دن رات میں کتنی نمازیں فرض ہیں؟

ج: دن رات میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرنا فرض ہے۔ پانچ وقتوں میں ہر نماز کا وقت مقرر ہے جس کی ابتداء اور انتہا بھی ہے۔

س: پانچ وقتوں کا شروع اور آخر بیان کیجئے؟

ج: ظہر کا وقت زوال شمس سے شروع ہوتا ہے۔ اور اس کا آخری وقت جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے سوائے سایہ اصلی کے (سایہ اصلی وہ ہے کہ دوپہر کو سورج سر پر آنے کے وقت باقی رہتا ہے) یہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے۔

اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں زوال سے لیکر جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو جائے اصلی سایہ کے علاوہ۔

دوم: عصر کا وقت ظہر کی وقت کے ختم ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے ہر قول کے مطابق (یعنی ابو حنیفہؒ کے نزدیک مثلین کے بعد اور صاحبین کے نزدیک ایک مثل کے بعد) اور اس کا آخری وقت غروب شمس تک ہے۔

سوم: نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہو کر شفق کے غروب ہونے تک ہے۔

چہارم: عشاء کا وقت شفق کے غروب ہونے سے لیکر صبح صادق تک ہے۔

پنجم: صبح کی نماز کا وقت فجر ثانی سے لیکر سورج نکلنے تک ہے۔

س: شفق کیا ہے؟

ج: اگر سورج کے غروب ہونے کے بعد مغرب کی طرف دیکھیں تو آسمان کے کناروں پر ایک سرخی نظر آئے گی جو تقریباً چالیس منٹ رہتی ہے پھر یہ آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے پھر ایک سفیدی آتی ہے۔ اسی کو شفق کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ سفیدی ہی شفق ہے (۔ اسی کو امام ابو حنیفہؒ نے اختیار کیا ہے اور یہ ہی ابو بکر صدیقؓ، و عمر فاروقؓ، و معاذؓ، و عائشہؓ کا مذہب ہے۔ البحر الرائق نے اسی کو ذکر کیا ہے۔ اور سرخی کا شفق ہونا صرف بیہقی نے حضرت ابن عمر سے نقل کیا ہے۔

محدث ابن خزیمہؒ نے فرمایا جب سرخی غائب ہو جائے اور سفیدی باقی ہو تو عشاء

کے وقت داخل ہونے میں شک ہے یقین نہیں ہے۔ اس لئے کہ علماء نے شفق میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ سرخی بعض نے کہا کہ سفیدی ہے کیونکہ حضور ﷺ نے شفق کی تفصیل نقل نہیں کی ہے)۔

اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ شفق سرخی کا نام ہے جب سرخی غائب ہو جائے تو عشاء کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔

س: فجر ثانی کیا ہے؟

ج: جب رات ختم ہونے کے قریب ہو تو مشرقی کنارے پر عمود کی طرح لمبی روشنی ظاہر ہوتی ہے اسکو فجر اول کہتے ہیں اسی کو صبح کاذب کہتے ہیں پھر اس کے بعد اندھیرا چھا جاتا ہے اندھیرے کے بعد پھر ایک روشنی مشرقی کنارے پر چوڑائی میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور بڑھتی ہی رہتی ہے۔ اس روشنی کو فجر ثانی اور صبح صادق کہتے ہیں۔

س: فرض نمازوں کی رکعات کی تعداد کیا ہے؟

ج: ظہر اور عصر اور عشاء کے وقت میں چار چار رکعتیں فرض ہیں۔ مغرب میں تین اور فجر میں دو رکعت فرض ہیں۔

س: کیا اس نماز کے ساتھ دوسری نماز بھی ہے جسکو ہم نے ذکر نہ کیا ہو؟

ج: ہاں اس کے علاوہ واجب نماز ہے جسے وتر کہتے ہیں۔ ان دو کے علاوہ سنت نماز ہے۔ جسکے فضائل احادیث میں کثرت سے آئے ہیں۔ عنقریب ہم اسکو بیان کریں گے۔

س: نماز وتر کا وقت کیا ہے؟

ج: وتر نماز کا وقت عشاء والا ہے لیکن فرضوں سے پہلے پڑھنا جائز نہیں۔ کیونکہ ترتیب واجب ہے۔ اور اسکا آخری وقت فجر ثانی تک ہے۔

س: کیا نمازوں کے بعض اوقات بعض پر فضیلت بھی رکھتے ہیں۔

ج: بالکل اس کی تفصیل یہ ہے۔(۱) فجر کو روشنی میں پڑھنا مستحب ہے اسفار کی تفصیل یہ ہے کہ مسنون قراءت سے نماز پڑھی جائے اگر نماز میں کوئی خرابی لازم آجائے تو وضوء کر کے نئے سرے سے مسنون قرات کیساتھ اس طرح نماز پڑھی جائے کہ سورج نہ نکلے۔(بحر الرائق میں اس طرح ہے) (۲) موسم گرما میں نماز ظہر کو دیر سے پڑھنا اور موسم سرما میں جلدی پڑھنا۔ (۳) نماز عصر ہر موسم میں اتنا دیر سے پڑھنا کہ سورج کا رنگ نہ بدلے۔ رنگ نہ بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی طرف دیکھا جائے تو آنکھوں کو نہ جلائے۔ (۴) نماز مغرب ہر موسم میں جلدی پڑھنا۔(۵) نماز عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کرنا یہ عام حالات اور عام دنوں کے لحاظ سے ہے لیکن اگر موسم بادل والا ہو تو عصر اور عشاء کو جلدی پڑھنا مستحب ہے اور باقی نمازوں میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔(۶) جس شخص کو نماز تہجد کی عادت ہے اسکو اپنے اٹھنے پر بھی اعتماد ہے اسکو نماز وتر آخیر رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔ ورنہ سونے سے پہلے پڑھنا افضل ہے۔

اوقات مکروھہ کا بیان

س: کیا دن رات میں ایسے اوقات ہیں جن میں نماز پڑھنا منع ہو؟

ج: تین وقت ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (۱) سورج نکلنے کے وقت۔ (۲) سورج غروب ہونے کے وقت۔(۳) زوال کے وقت ان تینوں اوقات میں نہ فرض جائز ہے نہ نفل نہ سنت، نہ میت پر نماز جنازہ، نہ سجدہ تلاوت۔

س: کیا ان اوقات میں کسی نماز کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے؟

ج: صرف وہ شخص جس نے عصر اسی دن کی ابھی تک نہ پڑھی ہو وہ غروب کے وقت میں کراہت کے ساتھ نماز ادا کرے۔ اور تاخیر پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسری نماز جائز نہیں۔

س: کیا ان تین وقتوں کے علاوہ بھی کوئی ایسا وقت ہے جس میں نماز مکروہ ہو؟

ج: دو وقت ایسے ہیں جن میں نماز نفل مکروہ ہے۔(۱) نماز فجر کے بعد سورج کے بلند ہونے تک۔(۲) نماز عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک۔

س: اگر کوئی نماز فجر یا عصر کے بعد طواف بیت اللہ کرے تو طواف کی دو رکعت پڑھے؟

ج: طواف کی دو رکعت نہ پڑھے بلکہ طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کا انتظار کرے۔

(امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں باب باندھا ہے باب الطواف بعد الصبح والعصر اور اس میں ذکر کیا کہ عمرؓ نے طواف کیا نماز فجر کے بعد پھر سوار ہوئے اور بذی طوی میں پہنچ کر نماز پڑھی اس طرح مؤطاء میں ہے امام طحاویؒ نے باب باندھا ہے باب صلاۃ الطواف بعد الصبح والعصر اسی سند سے ہے۔ پھر فرمایا یہ عمرؓ جنہوں نے اس وقت رکعتیں نہیں پڑھی اس لئے کہ ان کے نزدیک نماز کا وقت نہیں تھا۔ اور انکو مؤخر کیا یہاں تک کہ نماز کا وقت داخل ہو گیا۔ پھر نماز پڑھی اور یہ فعل تمام صحابہؓ کی موجودگی میں کیا کسی ایک نے بھی اسپر اعتراض نہیں کیا اگر ان کے نزدیک نماز کا وقت ہوتا تو وہ ضرور نماز پڑھتے اور اسکو مؤخر نہ کرتے کیونکہ کسی آدمی کیلئے (جو بیت اللہ کا طواف کرے یہ مناسب نہیں کہ وہ بلا عذر نماز چھوڑ دے)

س: اگر نماز فجر یا نماز عصر کے بعد قضاء نماز پڑھنا چاہے تو اسکو اجازت ہے؟

ج: پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ سورج زرد ہونے سے پہلے نماز مکمل کرلے۔

س: اگر کوئی نماز فجر یا عصر کے بعد جنازہ پڑھنا چاہتا ہے یا سجدہ تلاوت کرنا چاہے کر سکتا ہے؟

ج: اسکو اجازت ہے جنازہ پڑھے اور سجدہ تلاوت کرے۔

س: اگر کوئی صبح صادق کے بعد نماز فجر سے پہلے نفل پڑھتے تو کیا حکم ہے؟

ج: نفل پڑھنا مکروہ ہے صبح صادق کے بعد صرف دو رکعت سنت پڑھ سکتا ہے۔

س: مغرب سے پہلے غروب کے بعد نفل نماز کیا کیا حکم ہے؟

ج: نفل نہ پڑھے بلکہ مغرب پڑھنے میں جلدی کرے (حضور ﷺ نے فرمایا نماز پڑھو مغرب سے پہلے تین مرتبہ فرمایا) تیسری مرتبہ میں فرمایا جو چاہے ناپسند کرتے ہوئے اسکو کہ لوگ مستقل سنت نہ بنالیں۔(بخاری) واضح حدیث ہے مغرب سے قبل نماز پڑھنے کی لیکن اس حدیث میں یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ سنت مؤکدہ نہیں۔ سنن مغنی میں ابن قدامہؒ فرماتے ہیں۔ امام احمدؒ کی بات سے یہ ظاہر ہے کہ یہ جائز ہے لیکن سنت نہیں۔ اس بارے میں دو فریق ہیں۔ ایک جماعت اس کو مستقل پڑھتی ہے کبھی بھی نہیں چھوڑتے جو لوگ نہیں پڑھتے پڑھنے والون کو غصہ سے ترچھی نظر سے دیکھتے ہین۔ جیسے عنقریب اسپر حملہ کرنے والے ہی ہیں۔ یہ غلو ہے اور حد سے تجاوز کرنے والے ہیں جو لوگ التزام سے پڑھتے ہیں ان کا یہ عمل دلالت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک مؤکدہ ہے، جسکو کبھی نہیں چھوڑتے اور وہ حضور ﷺ کے قول کے خلاف ہے جسمیں آپ نے فرمایا لمن شاء ناپسند کرتے ہوئے اسکو مستقل سنت نہ بنالیں۔ اور دوسری جماعت یہ خیال کرتی ہے۔ کہ نفل قبل از مغرب سخت منع ہے۔ اور کبھی بھی وہ دو رکعت نہیں پڑھتے۔ اگرچہ وقت میں گنجائش ہو۔ امام کے انتظار کرنے کیلئے بالخصوص آخر میں حرمین شریفین میں امام اذان کے بعد[1] تاکہ اگر کوئی پڑھنا چاہے تو پڑھ لے۔ پس کیا حرج ہے اگر کبھی پڑھ لیں اور کبھی چھوڑ دی جائیں۔ احناف کی بعض کتب میں نفل قبل از مغرب کو مکروہ لکھا ہے۔ وہ اس وقت جب رکعتیں لمبی ہو جائیں اذان اور اقامت میں وقفہ زیادہ ہو جائے۔ لیکن اگر تھوڑا وقفہ ہو اور جلدی سے پڑھ لی جائیں۔ تو کوئی کراہت نہیں بعض دوسری کتب میں ہے کہ رکعتیں ہلکی نماز سے تجاوز نہ کریں تو اجازت ہے۔ ان "دونوں باتوں کو سمجھ لو" میں کہتا ہوں بخاری

(۱) تھوڑی سی تاخیر کیساتھ نماز پڑھاتے ہیں

كتاب الاذان باب كم بين الاذان والآقامة. میں عثمان بن جبلہؓ سے ابوداؤدؒ میں شعبہؓ سے مروی ہے کہ ان دونوں میں بہت تھوڑا سا وقفہ ہوتا ہے۔ پس زیادہ تاخیر کرنا یا رکعتیں لمبا کرنا اس طرح کہ تعجیل نماز مغرب میں خلل آئے مکروہ ہے۔ اور کیسے مکروہ نہیں جبکہ بخاریؒ میں رافع ابن خدیجؓ سے مروی ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھتے تھے جب ہم لوٹتے تو ہر شخص اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتا تھا)

اذان واقامت کا بیان

س: شریعت مطہرہ میں اذان کا کیا درجہ ہے؟

ج: پانچوں نمازوں اور جمعہ کیلئے اذان سنت مؤکدہ ہے۔ ان کے علاوہ نمازوں کے لئے نہیں عیدین، سنن اور نوافل اور نماز استسقاء اور نماز کسوف کیلئے اذان کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔

س: اذان کے الفاظ کیا ہیں؟

ج: اذان کے الفاظ یہ ہیں۔ الله اکبر. الله اکبر. الله اکبر الله اکبر. أشهدأن لا اله الا الله. أشهدأن الا اله الا الله. أشهدأن محمد رسول الله. أشهدأن محمد رسول الله. حی علی الصلاة. حی علی الصلاة. حی علی الفلاح. حی علی الفلاح. الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله.

س: کیا کسی وقت ان الفاظ میں زیادتی بھی ہوتی ہے؟

ج: صبح کی اذان میں حی الفلاح کے بعد الصلاة خیر من النوم دو مرتبہ کہا جائیگا۔

س: کیا اذان میں ترجیع ہے؟

ج: احناف کے نزدیک اذان میں ترجیع نہیں (ترجیع یہ ہے کہ شہادتین کو پہلے آہستہ کہنا پھر زور سے کہنا یہ شوافع کے نزدیک سنت ہے۔

س: اقامت کا وقت اور اس کے الفاظ کیا ہیں؟

ج: جب لوگ نماز کیلئے کھڑے ہوں تو مؤذن اذان والے کلمے دہرائے پھر حی الفلاح کے بعد دو مرتبہ قد قامت الصلاۃ اتنی آواز سے کہے مسجد میں حاضرین سن لیں۔

س: کیا اذان اور اقامت کے اداء کرنے میں کوئی فرق ہے؟

ج: اذان ٹھہر ٹھہر کر دی جائیگی اور اقامت (لگاتار) جلدی جلدی کہی جائیگی۔

س: اذان اور اقامت میں استقبال قبلہ کا کیا حکم ہے؟

ج: ان دونوں میں استقبال قبلہ کرنا چاہیے کیونکہ حضور ﷺ کے زمانہ سے آج تک اسی طرح چلا آرہا ہے۔

س: کیا بعض کلمات کے ادا کرتے وقت چہرہ کو پھیرنا چاہیئے؟

ج: مؤذن کے لئے مستحب ہے جب حی علی الفلاح کہے تو اپنے چہرے کو بائیں طرف پھیرے۔

س: اذان کے اندر کانوں میں انگلیاں دینے کا کیا حکم ہے؟

ج: ایسا کرنا اذان میں سنت ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تھا کہ اس طرح تیری آواز زیادہ ہوگی۔ (ابن ماجہ)

س: قضاء نمازوں کیلئے اذان اور اقامت کا کیا حکم ہے؟

ج: قضاء نمازوں کے لئے اذان واقامت (یعنی تکبیر) دونوں کہنی چاہیئے اگر کئی نمازیں فوت ہوگئیں بیک وقت قضاء کا ارادہ کرتا ہے تو پہلی نماز کیلئے اذان اور تکبیر دونوں کہے اس کے بعد اختیار ہے اگر چاہے تو بعد میں ہر نماز کیلئے اذان و تکبیر دونوں کہے اگر چاہے تو صرف تکبیر کہے۔

س: کیا بے وضوء اذان و تکبیر کہہ سکتا ہے؟

ج: بہتر ہے کہ باوضوء اذان و تکبیر کہے اگر بے وضوء کہے تو بھی جائز ہے۔ اگر بے

وضوء تکبیر کہے تو مکروہ ہے۔اس طرح اگر اذان جنبی حالت میں دے (یعنی اسکو غسل کرنالازم ہے) تو مکروہ ہے۔

س: اگر جنبی شخص نے اذان و تکبیر کہی تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اذان دوبارہ کہی جائے لیکن تکبیر نہ لوٹائی جائے (ھدایہ میں اس طرح ہے یہی صحیح ہے جیسے کہ مجتبیٰ میں ہے کہ اذان کا تکرار تو مشروع ہے یعنی جائز ہے۔ جیسے جمعہ کی اذان لیکن تکبیر کا تکرار جائز نہیں اس لئے اس سے یہ بات سمجھ میں آگئی کہ بے غسل کی اقامت کو لوٹایا نہیں جائیگا۔(بحر الرائق)

س: کیا بچے کی اذان بے وضوء کفایت کر جائیگی؟

ج: بچہ اگر عقلمند ہے اچھے برے کی تمیز کر سکتا ہے تو جائز ہے۔اس اذان کا اعادہ نہ کریں۔

س: نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے اذان کا کیا حکم ہے؟

ج: جائز نہیں اگر اذان کہہ دی تو دوبارہ کہی جائے مگر امام یوسفؒ کے نزدیک صرف اذان فجر قبل از وقت جائز ہے۔

نماز کی شرطوں کا بیان

س: وہ کونسی شرائط ہیں جن کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی؟

ج: (۱) نمازی کیلئے ضروری ہے کہ شروع نماز سے آخر تک حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہو۔ (۲) اسکا جسم نجاست سے پاک ہو۔ (۳) پاک کپڑا پہنے ہوئے ہو جس سے ستر چھپ جائے کیونکہ ستر کے کھلنے سے نماز نہیں ہوتی جیسے نجس کپڑے سے نماز نہیں ہوتی۔ (۴) نماز کی جگہ پاک ہو۔ (۵) ہر نماز اپنے وقت کے اندر پڑھی جائے قبل از وقت نماز نہیں ہوتی۔ (۶) استقبال قبلہ کرے۔ (۷) نیت کر کے نماز شروع کرے کہ نیت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان فرق نہ

ہو اور دل سے نیت کرے کہ میں کونسی نماز پڑھ رہا ہوں مقتدی امام کی اقتداء کی نیت کرے۔

س: اگر نمازی کو پاک کپڑا نہ ملے اور نجاست زائل کرنے کی کوئی چیز بھی مہیا نہ ہو تو کیا کرے؟

ج: اسی کپڑے میں نماز پڑھے اسکی نماز صحیح ہے دہرانے کی ضرورت نہیں (صاحب قدوریؒ کا کلام مجمل ہے لیکن صاحب ھدایہ نے اسکی تفصیل اس طرح بیان کی ہے کہ اگر چوتھائی یا اس سے زیادہ کپڑا پاک ہو تو اسی میں نماز پڑھے اگر ننگے نماز پڑھے گا تو جائز نہیں کیونکہ کسی چیز کا چوتھائی اس کے کل کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اور اگر چوتھائی سے کم پاک ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک پھر بھی اسی کپڑے میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ ایک قول امام شافعیؒ کا بھی یہی ہے کیونکہ اس کپڑے میں نماز پڑھنا ایک فرض کا ترک کرنا ہے اور ننگے نماز پڑھنا میں دو فرض چھوٹتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک اختیار ہے خواہ ننگا نماز پڑھے یا انہی کپڑوں میں پڑھے افضل ہے)۔

س: اگر نمازی ستر چھپانے کا کپڑا نہ پائے تو کیسے نماز پڑھے؟

ج: اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے رکوع سجدہ بھی کرے تو جائز ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارہ سے رکوع سجدہ کرے۔ (اسکی چار صورتیں ہیں)۔ (۱) نماز بیٹھ کر رکوع سجدہ اشارہ سے۔ (۲) بیٹھ کر رکوع سجدہ سے۔ (۳) کھڑے ہو کر رکوع سجدہ اشارہ سے۔ (۴) کھڑے ہو کر رکوع سجدہ سے سب صورتیں جائز ہیں لیکن پہلی صورت افضل ہے جیسے کہ در مختار میں ہے) لیکن اپنے کو ہر صورت میں لوگوں سے چھپائے۔

س: مرد کی شرم گاہ کی حد کیا ہے جسکے چھپائے بغیر نماز نہیں ہوتی؟

ج: مرد کی شرم گاہ ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے گھٹنے ستر میں شامل ہیں ناف ستر میں

شامل نہیں ہے۔

س: عورت کا ستر کیا ہے؟

ج: اگر عورت آزاد ہو تو سارا جسم ستر ہے جسکا چھپانا لازم ہے۔ مگر چہرہ اور ھتیلیاں اور قدم یہ نماز کے جائز ہونے کے لئے ہے لیکن عورت اپنے چہرہ کو محرم کے علاوہ نہیں کھول سکتی (صاحب در مختار نے تنبیہ کی ہے فرماتے ہیں جوان لڑکی اپنا چہرہ مردوں کے درمیان نہ کھولے فتنہ کے خوف سے نہ ستر کے لحاظ سے جیسا چھونا اس کا اگرچہ شہوت سے امن ہو اسلئے کہ یہ سخت بات ہے)

اگر عورت باندی بھی ہو تو مرد کی طرح ہے۔ مگر اس کا پیٹ اور اسکی پشت زیادہ یعنی شرمگاہ ہیں۔ اس کے علاوہ باقی تمام بدن ستر نہیں ہے۔

س: اگر کوئی شخص درندے کے خوف سے یا دوسری وجوہات سے استقبال قبلہ نہ کر سکتا ہو تو کیا کرے؟

ج: جس طرف چاہے منہ کرے نماز پڑھے۔

س: اگر جہت قبلہ مشتبہ ہو جائے کوئی بتانے والا بھی نہ ہو تو کیا کرے؟

ج: خوب غور خوض کرے پھر اپنے غالب گمان پر نماز اداء کرے۔

س: اگر غور و فکر کر کے نماز پڑھ لے بعد میں معلوم ہو کہ جہت قبلہ غلط تھا کیا نماز لوٹائے؟

ج: اسپر نماز لوٹانا نہیں ہے۔

س: اگر اس کو نماز میں معلوم ہو جائے کہ اسکا رخ غلط ہے تو کیا کرے؟

ج: قبلہ کی طرف گھوم جائے اور اپنی نماز مکمل کرے نئے سرے سے نماز پڑھنا لازم نہیں۔

(فائدہ) اگر نماز بیت اللہ کے سامنے مسجد حرام میں حاضر ہو تو سارے بیت اللہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے۔ اگر غائب ہے تو جہت قبلہ ہونا ضروری ہے

اگرچہ مکہ میں ہو۔

نماز کے فرضوں کا بیان

س: نماز کے فرض کیا ہیں؟

ج: نماز کے چھ فرض ہیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قراءت (۴) رکوع (۵) سجدہ۔ (۶) آخر نماز میں بیٹھنا التحیات پڑھنے کی مقدار۔

س: نماز کے فرضوں کا کیا حکم ہے؟

ج: سب فرضوں کا ادا کرنا لازم ہے اگر کوئی فرض جان بوجھ کر یا بھول کر چھوٹ گیا تو نماز نہیں ہوگی۔ نماز کا لوٹانا ضروری ہے فرض چھوٹ جانے سے سجدہ سہو کرنا کافی نہیں۔

نماز کے واجبات

س: واجبات نماز کیا ہیں؟

ج: وہ یہ ہیں۔ (۱) سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ (۲) فاتحہ کے ساتھ کوئی سورۂ یا تین آیتیں پڑھنا۔ (۳) فاتحہ کو سورۂ سے پہلے پڑھنا۔ (۴) فرضوں کی پہلی دو رکعتوں کو قراءت کیلئے مقرر کرنا۔ (۵) تمام ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا۔ (۶) پہلا قعدہ کرنا۔ (۷) دونوں قعدوں میں التحیات پڑھنا۔ (۸) السلام علیکم کہنا جب نماز کا ختم کرنے کا ارادہ ہو۔ (۹) وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا۔ (۱۰) عیدین کی زائد تکبیریں کہنا۔ (۱۱) امام کا فجر اور جمعہ اور دونوں عیدوں میں تراویح اور وتر رمضان میں مغرب اور عشاء میں بلند قراءت پڑھنا۔ (۱۲) امام ظہر عصر مغرب اور عشاء کی آخری دونوں رکعتوں میں قراءت آہستہ کرنا۔

س: واجب کا حکم کیا ہے؟

ج: اگر جان بوجھ کر واجب چھوڑ دیا تو نماز لوٹانا واجب ہے اگر غلطی سے چھوٹ گیا تو سجدہ سہو سے نماز مکمل ہو جائیگی۔

نماز کی سنتوں کا بیان

س: نماز کی سنتیں کیا ہیں؟

ج: نماز کی سنتیں یہ ہیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ کیلئے ہاتھ اٹھانا مردوں کو کانوں کے برابر کرنا۔ اور عورتوں کو کندھوں کے برابر کرنا پھر مردوں کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر باندھ کر ناف کے نیچے رکھنا۔ (۲) تحریمہ کے بعد سبحانك الله پڑھنا۔ (۳) اعوذ باللہ پڑھنا۔ (۴) بسم الله پڑھنا۔ (۵) آمین کہنا۔ (۶) سمع الله لمن حمده کہنا۔ ربنالك الحمد کہنا۔ (۸) رکوع اور سجدہ اور اٹھتے بیٹھتے وقت تکبیر کہنا۔ (۹) رکوع سجدہ میں تسبیح کہنا۔ (۱۰) رکوع میں گھٹنے کو پکڑنا انگلیاں کھلی رکھ کر۔ (۱۱) دونوں التحیات اور سجدہ کے درمیان میں بائیں پاؤں کو بچھا کر اسپر بیٹھنا اور دائیں کو کھڑا کرنا۔ (۱۲) التحیات میں اشهدان لا اله الا الله کہتے ہوئے انگلی سے اشارہ کرنا۔ (۱۳) التحیات میں رانوں پر ہاتھ رکھنا۔ (۱۴) فرضوں کی آخری دو رکعتوں میں قراءت (یعنی فاتحہ کی) کرنا۔ کیونکہ غیر فرائض میں قراءت لازم ہے تمام رکعتوں میں۔ (۱۵) امام تکبیرات اور سمع اللہ اور سلام کو بلند کہے۔ (۱۶) آخری التحیات کے بعد حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنا۔ (۱۷) درود شریف کے بعد ایسی دعا پڑھنا جسکے الفاظ قرآن اور حدیث نبوی ﷺ کے مشابہ ہو۔ (۱۸) سلام کرتے ہوئے دائیں بائیں متوجہ ہونا۔ (۱۹) سلام میں امام تمام مردوں اور اعمال لکھنے والوں کی اور نیک جنات کی نیت کریں۔ (۲۰) مقتدی کی نیت سلام میں امام کی وجہ جہت امام میں اگر وہ امام کے پیچھے ہو ہر دو جانب امام کی نیت کرے۔ (۲۱) مقتدی کی نیت ہر دو جانب نمازیوں کی

فرشتوں کی نیک جنات کی نیت کرے۔ (۲۲) اکیلے نماز پڑھنے والے کی نیت سلام میں صرف فرشتوں کی نیت کرے۔

نماز کے آداب میں

س: آداب نماز کیا ہے؟

ج: وہ یہ ہیں۔ (۱) تکبیر کے وقت ہاتھوں کو بازوؤں سے باہر نکالنا۔ (۲) نمازی کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ دیکھے رکوع کی حالت میں پاؤں پر نظر رکھے۔ سجدہ ناک پر۔ بیٹھنے کی حالت میں گود میں سلام پھیرتے وقت کندھوں پر۔ (۳) طاقت کے مطابق کھانسی کو روکنا۔ (۴) جماہی کے وقت منہ بند کرنا۔

تحریمہ سے سلام تک نماز اداء کرنے کی ترتیب

س: نماز کی شروع سے آخر تک ترتیب بیان کریں؟

ج: جب انسان نماز کا ارادہ کرے تو بلند[1] مد تکبیر کہے کھڑے ہو کر ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے ہوئے اور تکبیر کے بعد دائیں کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھے پھر سبحانك اللّٰھم وبحمدك آخر تک پڑھے پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ ان تینوں کو آہستہ کہے مقتدی اعوذ باللہ اور بسم اللہ نہ پڑھے کیونکہ اس نے قراءت نہیں کرنی پھر فاتحہ پڑھے اس کے بعد آہستہ آمین کہے۔ اگرچہ جہری نماز ہو۔ اس کے بعد کوئی سورۃ یا کم از کم تین آیات کسی جگہ سے پڑھے جب قراءت سے فارغ ہو جائے تو رکوع کو جھکتے ہوئے تکبیر کہے بغیر رفع الیدین کے اور ہاتھوں کو گٹوں پر ایسے رکھے کہ انگلیاں کھلی ہوئی ہوں اور پنڈلیاں کھڑی ہوئی ہوں اور اپنی کمر کو برابر کرے نہ جھکی ہوئی ہو نہ اوپر کو اٹھی ہوئی اور نہ سر جھکا ہوا ہو اور رکوع میں کم

---

(۱) بلا مد

ازکم تین مرتبہ تسبیح کہے یعنی سبحان ربی العظیم پھر رکوع سے سیدھا کھڑا ہو جائے سمع الله لمن حمده کہتا ہوا اس کے فوراً بعد ربنالك الحمد کہے اگر نمازی اکیلا ہو اگر امام ہو تو صرف سمع الله کہنا کافی ہے اور مقتدی کو صرف ربنا لك الحمد کہنا پھر سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کو جھکتے ہوئے سجدہ کرے پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ پھر چہرہ ہاتھوں کے درمیان انگلیاں ملاتے ہوئے قبلہ رخ کرے ناک اور پیشانی پر سجدہ کرے بازوؤں کا بغلوں سے دور رکھنا اور پیٹ کا رانوں سے۔پاؤں کا رخ قبلہ کی طرف کرنا اور کم از کم تین تسبیحات کہنا سبحان ربی الاعلی پھر تکبیر کہتے ہوئے سر کو اٹھائے اطمینان سے سیدھا بیٹھ جائے۔اپنے ہاتھوں کو رانوں پر پھیلائے پھر تکبیر کہہ کر اطمینان سے دوسرا سجدہ کرے تین مرتبہ تسبیح کہے پھر تکبیر کہتے ہوئے پاؤں کے پنجوں پر زور دیتے ہوئے کھڑا ہو جائے نہ زمین پر ہاتھ لگائے نہ بیٹھے پہلے سر اٹھائے پھر ہاتھ پھر گھٹنے اور دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ہے مگر اس میں رفع الیدین اور سبحانك اللّٰهم اور اعوذ باالله نہیں ہے۔اور جب دوسری رکعت کے سجدہ سے فارغ ہو جائے تو بائیں پاؤں کو بچھا کر اسپر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا کرے اس طرح کہ اسکی انگلیاں قبلہ رخ ہو دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر بائیں کو بائیں ران پر رکھے انگلیوں کو پھیلا کر اور حضرت ابن مسعودؓ سے جو التحیات نقل کی گئی ہے وہ پڑھے وہ یہ ہے۔

ألتحيات لله والصلوات والطيبات ألسلام عليك أيها النبى ورحمة الله وبركاته. السلام علينا وعلى عباد الله الصلحين أشهد أن لا اله الا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله .

اور دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے اس طرح کہ انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بنائے چھوٹی اور اسکے ساتھ والی انگلی کو بند کرے اگر صرف

دو رکعت کی نیت کی تھی تو التحیات کے بعد حضور ﷺ پر درود پڑھیں پھر ایسی دعا جسکے الفاظ قرآن یا حدیث کے مشابہ ہو نہ لوگوں سے کلام کرے پھر دو مرتبہ سلام پھیرے یہ کہے السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ دائیں طرف پھر بائیں طرف اس طرح پر کہ رخسار کی سفیدی نظر آئے اپنے کندھے کو دیکھتے ہوئے، سلام میں ان سب کی نیت کرے ہوئے جسکو قریب ہم نے ذکر کیا اگر تکبیر تحریمہ کے وقت چار رکعت کی نیت تھی تو پہلی التحیات سے فارغ ہو کر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے نہ ہاتھ اٹھائے نہ ثناء پڑھے نہ اعوذ باللہ پھر تیسری رکعت کا سجدہ کر کے چوتھی رکعت کیلئے کھڑے ہو جائے اور تمام کام جیسے پہلی دو رکعتوں میں کیا اب بھی کرے چوتھی رکعت کے سجدہ کے بعد بیٹھے جیسے دوسری رکعت کے بعد بیٹھا تھا التحیات پڑھے۔ درود شریف اور دعا پڑھے پھر دائیں بائیں سلام پھیریں جیسے ابھی گزرا اگر تکبیر تحریمہ کے وقت تین رکعت کی نیت کی تھی تو تیسری رکعت کے سجدے کے بعد بیٹھ کر التحیات درود شریف دعا پڑھے اور سلام پھیرے۔

س: پگڑی کے پیچوں پر یا بچے ہوئے کپڑے پر سجدہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر پگڑی کے بل پیشانی پر ہوں تو سجدہ کراہت کے ساتھ جائز ہے اگر عذر کی وجہ سے کیا گیا تو بلا کراہت جائز ہے۔

عورتوں اور مردوں کی نماز کا فرق

س: ابھی جو تم نے ترتیب نماز ذکر کی ہے یہ مردوں کی نماز تھی یا مرد اور عورت دونوں کی نماز؟

ج: یہ دونوں کی نماز کی ترتیب بیان کردی گئی ہے مگر مرد ان جگہوں پر اسکے خلاف کریگا۔ جس کو ہم ابھی ذکر کر رہے ہیں۔ (۱) عورت اپنے ہاتھوں کو سینے پر باندھے گی۔ (۲) اپنی ہتھیلیوں کو بازوؤں سے باہر نہیں نکالے گی۔ (۳) رکوع

میں انگلیوں کو نہ کھولے گی بلکہ ملا کر ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے گی۔ (۵) رکوع میں بالکل تھوڑا سا جھکے گی کہ رکوع شمار ہو جائے۔ (۶) اپنی کہنیوں کو رکوع میں اپنے پہلو سے ملائے گی۔ (۷) پیٹ کو رانوں سے سجدہ میں ملائے گی۔ (۸) ہر قعدہ میں تورک کی طرز پر بیٹھے گی یعنی دونوں پاؤں کو دائیں طرف نکالے گی دائیں پنڈلی کو بائیں پنڈلی پر رکھ کر زمین پر بیٹھے گی۔ (۹) اپنے بازوؤں کو سجدہ میں زمین پر رکھے گی (۱۰) کسی جگہ بھی بلند قراءت نہیں کرے گی۔ (تفصیل کیلئے در مختار اور طحطاوی علی مراقی الفلاح دیکھئے)

قراءت قرآن کا بیان

س: امام اور مقتدی اور منفرد کیلئے قراءت کے احکام کیا ہیں؟

ج: ذیل کی سطور میں آنے والے احکام کو خوب سمجھو۔ (۱) مطلق قراءت فرض ہے۔ تمام نمازوں میں۔ (۲) سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ (۳) ایک سورۃ یا تین آیات کا پڑھنا واجب ہے مطلق قراءت ان دو میں سے کسی ایک کے ادا کرنے سے ادا ہو جاتی ہے۔ (۴) فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت مستثنیٰ ہے کیونکہ ان میں قراءت فاتحہ سنت ہے فرض یا واجب نہیں۔ (۵) فرضوں کی پہلی دو رکعتوں کو قراءت کیلئے مقرر کرنا واجب ہے۔ (۶) فاتحہ کو غیر فاتحہ پر مقدم کرنا واجب ہے۔ (۷) فرضوں کی آخری دو رکعتوں میں نمازی کو اختیار ہے اگر چاہئے تو فاتحہ پڑھے یہی افضل ہے اگر چاہے تو تسبیح پڑھے اگر فاتحہ سے کچھ زیادہ پڑھ لیا تو سجدہ سہو لازم نہیں آئیگا۔ (۸) مقتدی امام کے پیچھے کسی نماز میں کچھ نہ پڑھے گا (کیونکہ مسلم میں ابی موسیٰؓ سے حدیث مروی ہے کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو۔ (۹) امام پر صبح کی نماز میں اور عیدین اور جمعہ اور مغرب اور عشاء میں بلند قراءت کرنا واجب ہے۔ (۱۰) امام اور اکیلے نماز پڑھنے والے پر واجب ہے

ظہر اور عصر کی تمام رکعتوں میں اور مغرب کی تیسری رکعت میں عشاء کی آخری رکعتوں میں قراءت آہستہ پڑھنا۔ (۱۱) اکیلے نمازی کو اختیار ہے خواہ آہستہ پڑھے یا بلند ان نمازوں میں جن میں امام بلند پڑھتا ہے۔ (۱۲) امام اور منفرد کیلئے سنت یہ ہے کہ صبح اور ظہر کی نماز طوال مفصل میں سے پڑھے۔ (یعنی سورۃ الحجرات سے سورۃ بروج تک) اور عصر اور عشاء میں اور ظہر (سورۃ طارق سے لیکر سورۃ البنیہ میں سے پڑھے) اور مغرب میں قصاء سے (یعنی سورۃ اذا زلزلہ سے آخر قرآن تک میں سے پڑھے) یہ مقیم کیلئے ہے مسافر جو چاہے پڑھے۔

س: کیا امام اور منفرد بسم اللہ اور اعوذ باللہ کو جہری نمازوں میں بلند پڑھیں؟

ج: بلند نہ پڑھیں بلکہ آہستہ پڑھیں۔

س: کیا امام اور مقتدی فاتحہ کے ختم پر آمین زور و شور سے کہیں؟

ج: نہیں بلکہ آہستہ کہیں۔

س: عورت جب اکیلی نماز پڑھے تو جہری نمازوں میں قراءت بالجہر کر سکتی ہے؟

ج: جہر نہ کرے بلکہ آہستہ پڑھے۔

س: کیا بعض نمازوں کے لئے کوئی سورتوں کی قراءت معین ہے؟

ج: کوئی معین سورۃ نہیں کہ اس کے بغیر نماز نہ ہوتی ہو بلکہ سورۃ کو معین کرنا کہ اسکے علاوہ نہ پڑھے یہ مکروہ ہے۔

س: کوئی معین سورۃ کسی نماز میں واجب نہیں ہے کیا کسی نماز میں سورۃ کا پڑھنا سنت ہے اگر نمازی اس کو پڑھے تو اجر و ثواب حاصل ہو؟

ج: ہاں بعض نمازوں میں بعض سورتوں کا پڑھنا وارد ہوا ہے اس سے اجر اور فضیلت میں اضافہ ہوتا ہے جسکو ہم ابھی ذکر کرتے ہیں۔ (۱) جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں الم سجدہ دوسری میں سورہ دھر پڑھنا سنت ہے۔ (بخاری مسلم ابی ھریرۃؓ سے مروی ہے) (۲) جمعہ کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ جمعہ دوسری میں

سورہ منافقون پڑھنا سنت ہے۔ (مسلم میں ابی ھریرۃؓ سے مروی ہے) (۳) نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ دوسری میں سورہ الغاشیہ سنت ہے۔ (مسلم میں نعمانؓ سے مروی ہے) (۴) اورانہی دونوں سورتوں کا عید کی نمازوں میں پڑھنا بھی سنت ہے۔ (مسلم میں نعمانؓ سے مروی ہے)

نماز وتر کا بیان

س: نماز وتر کیسے پڑھیں اور کتنی رکعتیں پڑھیں؟

ج: نماز وتر تین رکعت ہے۔ عشاء کے بعد پڑھی جائے قبل از عشاء جائز نہیں جب وتر کا ارادہ کرے تکبیر تحریمہ کہے پھر ثناء اعوذ باللہ بسم اللہ اور فاتحہ اس کے بعد سورۃ پڑھے پھر رکوع اور سجدہ کرے پھر دوسری رکعت میں وہی کرے جیسے تمام نمازوں میں کیا جاتا ہے۔ پھر بیٹھ کر التحیات پڑھے پھر تیسری رکعت میں کھڑے ہو کر فاتحہ اور سورت پڑھے جب قراءت سے فارغ ہو جائے تو تکبیر کہے (ابن ابی شبیہ نے عن شعبہ روایت ہے کہ میں نے حکم اور حماد اور ابا اسحاق کو قنوت وتر کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب قراءت سے فارغ ہو جائے تو تکبیر کہے پھر قنوت پڑھے) اپنے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے (مصنف ابن ابی شیبہ عن السود عن ابیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ وتر کی آخری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے پھر اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے پھر رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے اور امام بخاریؒ نے اس کو صحیح بتلایا) پھر قنوت پڑھے (مصنف ابن ابی شیبہ میں عن ابراہیم مروی ہے فرمایا کہ قنوت وتر میں یوں کہو۔

اللّٰھم انا نستعینك ونستغفرك ونومن بك ونتوكل علیك ونثنی علیك الخیر ونشكرك ولا نكفرك ونخلع ونترك من یفجرك اللّٰھم ایاك نعبد ولك نصلی ونسجد والیك نسعی ونحفد ونرجوا رحمتك ونخشی

عذابك ان عذابك بالكفار ملحق.

دوسری روایت میں عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ ہم کو حضرت ابن مسعودؓ نے دعاء قنوت یوں سکھائی اللّٰھم انا نستعینك و نستغفرك. الخ) جب دعاء قنوت پڑھ چکے تو رکوع کیلئے جھکتے ہوئے تکبیر کہے (مصنف ابن ابی شیبہ میں علقمہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اور دوسرے اصحاب رسول ﷺ وتروں میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔ دوسری روایت میں ابن الاسود سے عن ابیہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ جب قراءت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے پھر قنوت پڑھتے جب قنوت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہہ کر رکوع کرتے) پھر باقی نماز کو عام نمازوں کی طرح پوری کرے۔

س: کیا وتر کی ہر رکعت میں سورت اور فاتحہ دونوں پڑھے؟

ج: سب رکعات میں دونوں پڑھیں۔

س: کیا وتروں میں مسنون قراءت وارد ہے؟

ج: پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں سورۃ الکافرون تیسری میں سورۂ اخلاص پڑھے اور بعض روایات میں آخری رکعت میں اخلاص اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اکٹھے وارد ہیں۔ (ترمذی، نسائی، احمد دارمی، مشکوۃ المصابیح)

س: کیا دعائے قنوت بلند پڑھی جائے یا آہستہ؟

ج: آہستہ پڑھی جائے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد۔

س: کیا وتر جماعت سے پڑھ سکتے ہیں؟

ج: پورے رمضان شریف میں تراویح کے بعد وتر جماعت سے پڑھنا سنت ہے۔

س: اگر نماز وتر جماعت سے پڑھی جائے تو امام قراءت بلند کرے؟

ج: امام وتر کی تینوں رکعتوں میں قراءت با آواز بلند پڑھے۔

س: کیا وتر کے علاوہ کسی نماز میں دعا قنوت پڑھنا چاہیے؟

ج: وتر کے علاوہ کسی نماز میں دعائے قنوت نہ پڑھی جائے اگر دشمن مسلمانوں پر حملہ کرے (یا مسلمان کسی وجہ سے پریشان ہوں) تو قنوت نازلہ رکوع کے بعد پڑھی جائے گی امام مسلمان کیلئے دعا اور دشمنوں کیلئے بد دعا کرے۔

سنت اور نفل کا بیان

س: فرض سے پہلے اور بعد میں کتنی رکعت سنت ہے؟

ج: بارہ رکعت سنت کی تاکید ہے۔ جسکو ہم سنت مؤکدہ کہتے ہیں جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جو بارہ رکعت سنت کا اہتمام کرے گا جنت میں گھر بنایا جائیگا۔ چار ظہر سے پہلے دو ظہر کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد۔ اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے (ترمذی نسائی یہ الفاظ ترمذی سے نقل کئے گئے ہیں۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں اس باب میں حضرت ام حبیبہؓ وابی ھریرۃؓ وابی موسیٰؓ وابن عمرؓ سے بھی روایات مروی ہیں پھر ام حبیبہؓ کی حدیث کو بیان فرما کر صحیح بتلایا اور امام مسلمؒ نے حضرت ام حبیبہؓ کی حدیث کے آخر میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں میں نے کبھی بھی ان سنتوں کو پڑھنا نہ چھوڑا) دوسری روایت حضرت شریحؒ حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ جب بھی نماز عشاء پڑھ کر میرے پاس تشریف لاتے ضرور چار یا چھ رکعت نماز پڑھتے (اس میں عشاء کے بعد چار یا چھ رکعت کا ذکر ہے جو شخص اسپر عمل کرے تو بہت ہی اچھا ہے مگر دو رکعتوں کی تاکید آئی ہے۔ کیونکہ اس کو آپ ﷺ ہمیشہ پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد)

س: کیا بعض سنتوں کی بعض سے زیادہ تاکید وارد ہوئی ہے؟

ج: سنت الفجر کی زیادہ تاکید آئی ہے۔ پھر چار رکعت ظہر سے قبل کی جیسے کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے آپ ﷺ کسی نفلی نماز کا صبح کی دو رکعت سے زیادہ اہتمام نہیں فرماتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ ظہر سے پہلے

چار رکعت اور صبح سے پہلے دو رکعت کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔(بخاری)

س: چار رکعت نماز جمعہ سے پہلے اور چار بعد میں سنت ہیں؟

ج: نماز جمعہ کے بعد چار کی روایت مسلم میں ابی ھریرہؓ سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم نماز جمعہ پڑھو تو اس کے بعد چار رکعت پڑھو دوسری روایت میں فرمایا جب تم جمعہ پڑھ لو اس کے بعد چار رکعت پڑھو پہلی روایت استحباب پر دلالت کرتی ہے۔دوسری وجوب پر ہم نے اس کو سنت مؤکدہ کہا ہے تاکہ دونوں روایتوں میں تطبیق ہو جائے اور جمعہ سے قبل چار رکعت گذشتہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ زوال کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے تو یہ جمعہ کی نماز کو بھی شامل ہے۔ میں کہتا ہوں مسلم میں ابی ھریرہؓ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص غسل کرے پھر جمعہ کیلئے آئے پھر اپنی طاقت کے بقدر نماز پڑھے اور پھر خاموش ہو کر خطبہ سنے اور امام کے ساتھ نماز پڑھے الخ۔اس میں خطبہ سے پہلے نماز پڑھنے کی صریح وضاحت ہے۔اور ان لوگوں کا جواب ہے جو نماز جمعہ سے پہلے نماز کو صحیح نہیں سمجھتے۔حالانکہ مصنف عبدالرزاقؒ و مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ جمعہ سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔ مصنف عبدالرزاقؒ نے الثوری سے عطاء سے ابی الاحوص سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ ہم کو حکم دیا کرتے تھے جمعہ سے پہلے چار رکعت کا اور جمعہ کی دو رکعت پھر چار رکعت کا۔حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ میں اس کے راوی ثقہ ہیں اور وہ موقوف مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ ظاہر بات ہے کہ جس کا وہ حکم دے رہے ہیں وہ انہوں نے حضور ﷺ سے ضرور سنی ہو گی۔امام طحاویؒ باب التطوع باللیل والنھار کیف ھو. میں جبلہ بن سحیم سے ابن عمرؓ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نماز جمعہ سے پہلے ایسی چار رکعت پڑھتے تھے کہ درمیان میں سلام نہیں پھیرتے تھے پھر جمعہ کے بعد دو رکعت پھر چار رکعت

پڑھتے تھے اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ علامہ نیمویؒ نے آثار السنن میں اس طرح ذکر کیا ہے) یہ ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے لیکن امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں ہیں۔

س: کیا عصر سے پہلے بھی نماز سنت وارد ہے؟

ج: بے شک چار رکعت کی ترغیب وارد ہوئی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحمت فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے۔(ابوداؤد) دوسری روایت حضرت علیؓ سے ہے کہ حضور ﷺ عصر سے پہلے دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔(ابوداؤد)

س: کیا عشاء سے پہلے بھی سنتیں ہیں؟

ج: مستحب ہے کہ عشاء سے پہلے بھی چار رکعت پڑھی جائے (حلبیؒ شرح منیۃ المصلی میں فرماتے ہیں کہ عشاء سے پہلے چار رکعت کا حدیث میں کوئی خصوصیت سے ذکر نہیں لیکن استدلال عمومی روایت سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے تیسری مرتبہ فرمایا چاہیئے۔اس سے معلوم ہوا کہ نوافل کا قبل از وقت منع نہ ہونا دلیل ہے کہ یہ مستحب ہے۔ لیکن چار رکعت یہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کیونکہ یہ ان کے نزدیک افضل ہے۔ تاکہ اسپر لفظ نماز کا اطلاق کامل طور پر ہو سکے۔

س: ان سنتوں کا کیا حکم ہے؟

ج: عصر سے پہلے اور عشاء سے پہلے سنتیں غیر مؤکدہ ہیں۔

س: کیا بعض سنتوں میں مسنون قراءت وارد ہے؟

ج: ترمذی میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ شمار نہیں کر سکتا جو میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ مغرب کے بعد رکعتیں اور صبح سے پہلے دو رکعت میں قل یا أیها الکفرون اور قل هو الله احد پڑھا کرتے تھے۔اور مسلم

میں حضرت ابی ھریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ صبح کی سنتوں میں قل یا أیھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔ مسلم میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ صبح کی سنتوں کی پہلی رکعت میں قولوا آمنا باللہ وما انزل لینا...... پوری آیت پڑھتے تھے جو بقرہ میں ہے اور دوسری رکعت میں آمنا باللہ واشھد بانا مسلمون جو آل عمران میں ہے۔ اس طرح مسلم میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ صبح کی سنتوں میں قولوا آمنا باللہ وما أنزل إلینا (یعنی پہلی رکعت میں پوری آیت پڑھتے تھے۔ بیہقی میں اسکی وضاحت ہے کہ یہ قراءت نحن لہ مسلمون تک ہوتی تھی۔ اس طرح آخری رکعت میں بھی پوری آیت آل عمران سے یعنی (قل یا أھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ ...... سے آخر تک) اور وہ جو آل عمران میں ہے تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم. (الآیۃ)

س: کیا فرض اور وتر اور سنت نماز جن کا ابھی ذکر کیا ہے اسکے علاوہ کوئی اور بھی نماز ہے؟

ج: اس کے علاوہ بھی نماز پڑھنا چاہئے وہ نفل ہیں۔ جتنے چاہو رات میں پڑھو اسکی بڑی فضیلت ہے۔ مگر مکروہ اوقات جسکا ذکر کر چکے ہیں ان میں نہ پڑھے۔ (کیونکہ حدیث میں ہے سب سے پہلے اعمال میں نماز کا حساب ہوگا۔ اگر نماز اچھی نکل آئی تو وہ کامیاب بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو وہ نامراد خسارہ میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ دیکھو میرے بندے کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں۔ اگر نکل آئیں تو ان سے فرضوں کی تکمیل کر دی جائے گی۔ الخ (ابوداؤد)

س: یہ نفل نماز ہر وقت ہر حال میں ہے جسکا ذکر ہم نے کیا کوئی خاص نوافل ہیں۔ (مخصوص اوقات)

ج: آخیر رات میں نفلوں کی فضیلت آئی اسکو تہجد کہتے ہیں۔

(ترمذی میں ابی اسامہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رات کی نماز کا اہتمام کرو تم نیک لوگوں کی سواری تھی اور تمکو تمہارے رب کے قریب کرنے والی ہے اور گناہوں کا کفارہ ہے اور گناہوں سے روکنے والی ہے) اور چاشت کے وقت میں (ترمذی ابن ماجہ احمد میں عن ابی ھریرہؓ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص دو رکعت چاشت کا اہتمام کرے اس کے سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ دوسری روایت مسلم میں عن معاذؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حضور ﷺ چاشت کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا چار رکعت کبھی زیادہ موؑطاء میں ہے کہ حضرت عائشہؓ چاشت کی آٹھ رکعت پڑھا کرتی تھیں اور کہتی تھیں اگر میرے والدین میرے سامنے زندہ ہو کر آجائیں پھر بھی نہ چھوڑونگی) اور رمضان میں خاص کر لیلۃ القدر میں (بخاری و مسلم میں عن ابی ھریرہؓ روایات ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کا روزہ رکھا حالت ایمان میں ثواب کی امید کرتے ہوئے اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور جس نے رمضان میں نماز پڑھی (یعنی تراویح و نفل) ایمان کی حالت میں ثواب کی امید پر اس کے بھی پہلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے) اور وضوء کے بعد بخاری و مسلم میں عن ابی ھریرہؓ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے بلالؓ تم اپنا سب سے اچھا عمل بتاؤ کہ میں نے تمہارے جوتوں کی آواز جنت میں اپنے آگے سنی تھی۔ حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ کوئی خاص عمل تو میرا ہے نہیں بس یہ ہے کہ دن رات میں جب بھی وضوء کرتا ہوں اسکے بعد جو میسر ہو نماز پڑھتا ہوں) اور مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے (بخاری و مسلم میں عن ابی قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھو) اور پریشانی کے وقت (ابوداؤد میں عن حذیفہؓ روایت ہے فرماتے

ہیں کہ حضور ﷺ کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تو فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے) اور نماز توبہ بھی جائز ہے (ابن ماجہ میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو بکرؓ نے بیان فرمایا اور ابو بکرؓ نے سچ کہا حضور ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی گناہ کرے پھر وضوء کر کے نماز پڑھے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں) صلاۃ حاجت بھی جائز ہے (ترمذی میں حضرت عبداللہ بن اوفیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کا کوئی معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا بندوں کے ساتھ ہو اچھی طرح وضوء کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ کی حمد و ثناء کرے اور حضور ﷺ پر درود پڑھے پھر یہ دعا کرے۔

لا اله الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم والحمدللہ رب العالمین. أسئلك موجبات رحمتك وعزائم مغفراتك والغنيمة من كل بر والسلامة من كل اثم لا تدع لى ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجته ولا حاجةً هى لكِ رضا الا قضيتها يا ارحم الراحمين.

(رواہ الترمذی وابن ماجہ)

اور نماز استخارہ بھی جائز ہے (بخاری میں عن جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہم کو استخارہ کا طریقہ اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے آپ ﷺ فرماتے تھے جب تم کو کوئی معاملہ پیش آئے تو دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا مانگے۔

اللّٰهم انى أستخيرك بعلمك وأستقدرك بقدرتك وأسئلك بفضلك العظيم فانك تقدر ولا أقدر وتعلم ولا أعلم وأنت علام الغيوب اللّٰهم ان كنت تعلم أن هذا الأمر خير لى فى دينى ومعاشى وعاقبة أمرى أو قال فى عاجل أمرى وآجله) فا قدره لى ويسره لى ثم بارك

لی فیه وان کنت تعلم أن هذا الأمر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة أمری (أو قال فی عاجل أمری وآجله) فا صرفه عنی واصرفنی عنه واقدرلی الخیر حیث کان ثم أرضنی به. قال ویسمی حاجة. (أی عند قوله هذا الأمر) (رواہ البخاری)

س: ایک سلام سے کتنی رکعتیں پڑھ سکتیں ہیں؟

ج: دن میں دو رکعت نفل اور چار رکعت ایک سلام سے پڑھ سکتے ہیں اس سے زیادہ مکروہ ہے۔ لیکن رات کو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک آٹھ رکعت ایک سلام سے پڑھ سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ مکروہ ہے۔ لیکن امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں رات کو ایک سلام سے دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھنی چاہئے۔

س: جس نے نماز نفل شروع کی پھر توڑ دیا اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اس کی قضاء لازم ہے کیونکہ نفل شروع کرنے سے ضروری ہو جاتا ہے۔

س: اگر کسی نے چار رکعت کی نیت کی نماز نفل شروع کی پہلے قعدہ کر کے نماز فاسد کر دے تو کتنی رکعتیں قضاء کریں؟

ج: صرف دو رکعتیں قضاء کرے کیونکہ پہلی دو مکمل ہو چکیں لیکن امام یوسفؒ فرماتے ہیں چار ہی قضاء کرے۔

س: کھڑے ہونے کی طاقت کے باوجود نفل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے؟

ج: جائز ہے لیکن ثواب آدھا ملے گا۔

س: اگر نفل کھڑے ہو کر شروع کی پھر بیٹھ گیا تو کیا حکم ہے؟

ج: ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن صاحبینؒ کے نزدیک بغیر عذر کے جائز نہیں۔

س: کیا سواری پر نفل پڑھنا جائز ہے؟

ج: جائز ہے سواری پر نفل اشارہ سے رکوع سجدہ کرے جس طرف بھی رخ ہو بشرطیکہ شہر سے باہر ہو۔

قضاء نمازوں کا بیان

س: جب نماز قضاء ہو جائے تو کب قضاء کرے؟

ج: جب یاد آجائے تو قضاء کرے لیکن ان تینوں وقتوں میں جو مکروہ ہیں قضاء نہ کرے۔

س: جس کی کئی نمازیں فوت ہو جائیں وہ کیسے قضاء کرے؟

ج: جس ترتیب سے واجب ہوئیں تھیں اسی ترتیب سے قضاء کرے لیکن صاحب ترتیب کیلئے ترتیب کا خیال کرنا واجب ہے۔

س: صاحب ترتیب سے کیا مراد ہے؟

ج: فقہاء کے نزدیک جس کی چھ نماز سے کم نمازیں فوت ہوں وہ صاحب ترتیب ہے۔ وقتی اور قضاء نمازوں کے ادا کرنے میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ وقتی نمازوں کو ان سے پہلے نہ پڑھے اگر ایسا کیا تو وقتی نمازیں پھر لوٹانی پڑیں گی۔ اس کی مثال یہ ہے صاحب ترتیب کی دو نمازیں فوت ہو گئیں اس نے ظہر سے پہلے عصر پڑھ لی۔ تو اسکو ظہر پڑھ کر پھر اس عصر کو دھرانا ہوگا۔ یہ قضاء نمازوں کا حکم ہے۔ لیکن اگر وقتی اور قضاء کا معاملہ ہو تو اسکی مثال یہ ہے۔ کہ صاحب ترتیب کو ظہر کے وقت قضاء نمازیں یاد آگئیں اس نے ظہر پہلے پڑھ لی اب اس کے ذمے یہ ہے کہ پہلے قضاء نمازوں کو پڑھے پھر اس ظہر کو لوٹائے۔

س: کیا وتر اور فرضوں مین ترتیب لازم ہے؟

ج: بالکل ترتیب واجب ہے۔ اگر کسی نے وتر عشاء سے پہلے پڑھ لئے۔ تو وتروں کو دھرانا ضروری ہے۔ فرض پڑھنے کے بعد اگر وتر والا سو گیا صبح صادق ہو گئی تو پہلے وتر پڑھے پھر فجر اگر اس کا الٹ کیا تو نماز فجر کو دھرانا پڑیگا۔

س: کیا بعض حالات میں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے؟

ج: تین وجہ سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ (۱) وتروں کے علاوہ چھ نمازیں فوت ہو جائیں (در مختار میں ہے جب وقت تنگ ہو تو ترتیب لازم نہیں ہوتی یا قضاء نمازیں بھول جائے کیونکہ یہ عذر ہے) یا فوت شدہ نمازیں چھ اعتقادی ہوں کیونکہ اس وقت وہ حد تکرار میں داخل ہو جاتی ہیں جس سے حرج لازم آتا ہے ابن عابدین نے اعتقادیہ لفظ پہ حاشیہ میں فرمایا ہے کہ اس سے فرض عملی (یعنی وتر خارج ہو گیا کیونکہ وتر اور دوسری نمازوں کے درمیان ترتیب اگرچہ فرض ہے مگر فوت شدہ نمازوں میں اس کا حساب نہ لگایا جائے گا کیونکہ اس کے ساتھ وہ کثرت نہیں ہوتی جو سقوط کی طرف پہنچاتی ہو کیونکہ یہ رات دن کے وظیفہ کی تکمیل ہے۔ اور کثرت تو اس زیادتی کیساتھ حاصل ہوتی ہے جو اعتبار اوقات کے ہو یا با اعتبار ساعات کے اور وتر کو ان دونوں میں کوئی دخل نہیں ہے۔ (۲) فوت شدہ نمازیں بھول جائیں۔ (۳) اور وقت تنگ ہو اگر فوت شدہ نمازیں چھ ہو جائیں جو نماز چاہے پڑھ سکتا ہے۔ اس طرح اداء وقتیہ اور قضاء میں بھی ترتیب نہیں رہتی اگرچہ قضاء نمازیں یاد ہوں اگر قضاء نمازیں بھول جائیں اور وقت میں وقتی نماز ادا کی پھر قضاء نماز یاد آئی تو جو نماز پڑھ لی وہ ہو گئی۔ اسکا لوٹانا ضروری نہیں اگر سونے والا سورج نکلنے سے تھوڑا پہلے بیدار ہوا حالانکہ اسکو یاد تھا کہ عشاء کی نماز رہ گئی ہے۔ یا وتر باقی ہیں اس نے پہلے صبح کی نماز پڑھی پھر عشاء اور وتر سورج نکلنے کے بعد پڑھے تو اس پر نماز فجر کا اعادہ ضروری نہیں۔ کیونکہ وقت کے تنگ ہونے سے ترتیب ساقط ہو گئی۔

نماز توڑنے والی چیزیں

س: وہ کونسے اقوال و افعال ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

ج: وہ کام جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) کھانا پینا اگرچہ بھول کر ہو۔

(۲) عمل کثیر کرنا۔ (۳) نماز میں جان بوجھ کر بے وضو ہونا۔ (۴) لگاتار تین یا زیادہ قدم چلنا۔ (۵) قبلہ سے سینہ کا پھر جانا۔ (۶) بے ہوش ہو جانا۔ (۷) پاگل ہو جانا۔ (۸) کسی کو دیکھنے سے یا احتلام سے جنابت ہو جائے۔ (۹) جوان عورتوں کے برابر میں کھڑے ہونا تمام نماز میں جسکی تکبیر تحریمہ مشترک ہو ایک جگہ پر بغیر کسی پردہ کے۔ (۱۰) ایسی حالت میں ایک رکن ادا کرنا کہ ستر کھلا ہو یا ایسی نجاست لگی ہو جسکے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا منع ہے۔ (۱۱) اتنی آواز سے ہنسنا کہ اپنے آپ کو سنائی دے۔ باقی وہ باتیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (۱) بولنا اگرچہ ایک کلمہ ہو بھول کر یا جان بوجھ کر یا غلطی سے۔ (۲) کسی کو سلام کرنا۔ (۳) سلام کا جواب دینا۔ (۴) اف کرنا۔ (۵) کراہنا۔ (۶) آہ آہ کرنا۔ (۷) درد یا مصیبت کی بنا پر با آواز رونا۔ کیونکہ جنت اور جہنم کے ذکر کی وجہ سے رونے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ (۸) چھینک کے جواب پر یرحمك الله کہنا۔ (۹) کسی نے سوال کیا کیا اللہ کا کوئی شریک ہے اس نے کہا لا الہ الا اللہ (کسی نے یہ کہا تو نماز ٹوٹ جائیگی گویا اس نے پورا جواب دے دیا)۔ (۱۰) کسی مصیبت کی خبر سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا۔ (۱۱) اچھی خبر سن کر الحمدللہ کہنا۔ (۱۲) کسی چیز پر تعجب کرتے ہوئے لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہنا۔ (۱۳) ہر وہ کلام جس کے جواب کا یا خطاب کا ارادہ کیا جائے جیسے کسی کو مخاطب کرتے ہوئے آیت قرآن پڑھی یایحییٰ خذالکتاب بقوۃ (اس سے بھی نماز فاسد ہو جائیگی)۔ (۱۴) اپنے امام کے علاوہ دوسرے کو لقمہ دینا۔ (۱۵) تلاوت میں یا تکبیر ایسی قراءت کرنا جس سے معنی بدل جائیں جیسے اللہ اکبر ہمزہ کو لمبا کرنا (جس سے پہلے ہمزہ استفہام معلوم ہو)

بارہ اختلافی مسائل

(۱) اگر تیمم کرنے والا نماز میں پانی دیکھ لے اور استعمال کرنے پر بھی قادر ہے۔

(۲) موزے پر مسح کرنے والے کی مدت مسح میں ختم ہو جائے۔ (۳) یا موزہ عمل قلیل سے اتار دیا۔ (۴) نمازی ان پڑھ تھا اب کوئی آیت سیکھ لی۔ (۵) یا ننگا تھا اب کپڑا مل گیا۔ (۶) اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا اب رکوع سجدہ کی طاقت حاصل ہو گئی۔ (۷) یا فوت شدہ نماز یاد آگئی اور نمازی صاحب ترتیب تھا۔ (۸) یا امام کو حدث لاحق ہو گیا اس نے ان پڑھ کو خلیفہ بنادیا۔ (۹) یا صبح کی نماز میں سورج طلوع ہو گیا۔ (۱۰) یا جمعہ پڑھتے ہوئے عصر کا وقت شروع ہو گیا۔ (۱۱) یا پٹی پر مسح کئے ہوئے تھا وہ تندرست ہونے کی وجہ سے گر گئی۔ (۱۲) عورت استحاضہ والی تھی اب اس کا خون رک گیا۔ اگرچہ یہ چیزیں آخری قعدہ میں التحیات کی بقدر بیٹھنے کے بعد پیش آئیں تو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائیگی[1]۔ اگر یہ چیزیں آخری قعدہ میں التحیات کی بقدر بیٹھنے کے بعد پیش آئیں۔

نماز کے مکروہات

س: وہ کون سی چیزیں ہیں جن کے کرنے سے نماز میں کراہت آجاتی ہیں؟

ج: نماز میں بہت سی چیزیں مکروہ ہیں۔ (۱) جسم یا کپڑے سے کھیلنا۔ (۲) کنکریوں کو الٹ پلٹ کرنا ہاں اگر سجدہ ممکن نہ ہو تو ایک مرتبہ میں برابر کرے۔ (۳) انگلیاں چٹخانا یا ایک دوسرے میں ڈالنا۔ (۴) کوکھ پر ہاتھ رکھنا۔ (۵) کپڑا یا ہاتھ لٹکانا۔ (۶) بالوں کو گوندھنا۔ (۷) گردن کے ساتھ دائیں بائیں متوجہ ہونا۔ (۸) کتے کی طرح بیٹھنا۔ (۹) سجدہ میں بازوؤں کو زمین پر بچھانا۔ (۱۰) ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔ کیونکہ اگر کوئی زبان سے جواب دے تو اسکی نماز باطل ہو جائیگی۔ (۱۱) چوکڑی مار کر بیٹھنا مگر عذر کی وجہ سے اجازت ہے۔ (۱۲) پیشانی

---

(۱) لیکن امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک نماز مکمل ہو جائیگی جب یہ چیزیں آخری قعدہ میں اندازہ تشہد کے بیٹھنے کے بعد پیش آئیں ہوں۔

اور ناک کی مٹی کو صاف کرنا۔ (۱۳) منہ میں ایسی چیز رکھنا جس سے تلاوت نہ ہو سکے۔ (۱۴) ہر وہ چیز جو دل کو نماز کے علاوہ میں مشغول رکھے اور خشوع میں خلل ڈالے۔

جماعت اور امامت کے مسائل

س: شریعت میں جماعت کی نماز کا ثواب اور درجہ کیا ہے؟

ج: مردوں کیلئے جماعت کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔ اسکا بہت زیادہ ثواب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جماعت اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہے۔ (بخاری ومسلم) دوسری روایت میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس گاؤں یا جنگل میں تین آدمی ہوں وہاں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کو لازم سمجھو اسلئے کہ بھیڑیا اکیلی بکری کو کھا جاتا ہے۔ (احمد ابوداؤد ونسائی) تیسری روایت میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میرا دل چاہتا ہے کہ چند جوانوں سے کہوں کہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو جلادوں۔ (بخاری)

س: امامت کا کون مستحق ہے؟

ج: کتاب وسنت کا زیادہ علم والا ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک امامت کا مستحق قرآن کا قاری ہے۔ اگر وہ دونوں اس میں برابر ہوں پھر پرہیزگار مقدم ہوگا اگر اس میں بھی دونوں برابر ہوں تو بڑی عمر والا۔

س: کن لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

ج: غلام، دیہاتی، فاسق، اندھا جبکہ وہ پاک رہنے میں احتیاط نہ کرتا ہو۔ حرام زادہ لیکن ان کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائیگی۔

س: کیا عورتوں کو مسجد میں آکر جماعت سے نماز پڑھنا جائز ہے؟

ج: ان کا مسجد میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔ اور گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اگر بوڑھی عورتیں بغیر زیب وزینت فجر مغرب عشاء میں آجائیں تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ فرماتے ہیں کہ سب نمازوں میں بوڑھیوں کا آنا جانا جائز ہے۔

س: صرف عورتوں کی جماعت کیا حکم ہے؟

ج: صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے۔ لیکن اگر وہ جماعت کروائیں توان کی امامہ ننگوں کی طرح درمیان میں کھڑی ہو۔

س: اگر صرف ایک مقتدی ہو تو کہاں کھڑا ہو؟

ج: دائیں طرف کھڑا کرے اگر مقتدی بڑھ جائیں توامام آگے بڑھ جائے۔

س: اگر صرف ایک عورت ہواور مرد کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے تو کہاں کھڑی ہو۔

ج: پیچھے علیحدہ کھڑی ہو۔

س: اگر مقتدیوں میں مرد عورتیں بچے ہوں تو صف کیسے بنائیں؟

ج: امام کے پیچھے مردوں کی صف پھر بچوں کی صف پھر خسروں کی صف پھر عورتوں کی صف بنائی جائے۔

س: مقتدی کے امام کے پیچھے نماز درست ہونے کے کیا مسائل ہیں؟

ج: تفصیل یہ ہے۔ (۱) فرض پڑھنے والے کی فرض پڑھانے والے کے پیچھے نماز درست ہے۔ جبکہ دونوں ایک ہی نماز پڑھ رہے ہوں لیکن اگر ان دونوں میں سے ایک ظہر پڑھ رہاہے دوسرا عصر یا ایک ظہر پڑھ رہاہے دوسرا ظہر قضاء تو یہ نماز جائز نہیں۔ (۲) تیمّم کرنے والا وضوء کرنے والوں کا امام بن سکتا ہے۔ (۳) موزوں پر مسح کرنے والا پاؤں دھونے والوں کا امام بن سکتا ہے۔ (۴) کھڑے ہونے والوں کی نماز ایسے امام کے پیچھے جو بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر

نماز پڑھائے تو جائز ہے۔ (۵) اشارہ کرنے والے کے پیچھے رکوع سجدہ کرنے والے کی نماز جائز نہیں۔ (۶) نفل پڑھنے والا فرض پڑھانے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (۷) لیکن اس کا الٹ جائز نہیں۔ (۸) غیر معذور کی معذور کے پیچھے نماز درست نہیں جیسے کہ مسلسل بول والا یا وہ جس کی ہوا خارج ہوتی رہتی ہے صحیح تندرست اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ (۹) پاک عورت استحاضہ والے کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ (۱۰) جو جو بقدر فرض قراءت کر سکتا ہے امی کے پیچھے نہ پڑھے یعنی جو بقدر فرض قراءت نہ کر سکے۔ (۱۱) کپڑے پہنے ہوئے ننگے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔

س: ایک شخص نے امام کے پیچھے نماز پڑھی پھر اسکو معلوم ہوا کہ امام بے وضوء تھا کیا کرے؟

ج: نماز دوبارہ پڑھے۔

منفرد اگر جماعت پائے تو کیا کرے

(مؤلف کتاب فرماتے ہیں ان مسائل کو صاحب قدوری نے ذکر نہیں کیا لیکن میں نے فتح القدیر اور فتاویٰ عالمگیری سے ان کو بیان کر دیا ہے)

س: ایک شخص نے ظہر یا عشاء کی ایک رکعت پڑھ لی پھر جماعت کھڑی ہو گئی تو کیا کرے؟ (کہتے ہیں کہ اقامت سے امام کا نماز شروع کرنا مراد ہے۔ اور اگر اقامت سے مؤذن کا تکبیر کہنا مراد ہو اور ابھی اس نے پہلی رکعت کا سجدہ بھی نہ کیا ہو تو بلا اختلاف اس کو دو رکعت پوری کرنی چاہئے)

ج: دوسری رکعت ملا کر سلام پھیر دے۔ پھر امام کے ساتھ شامل ہو جائے (اس سے یہ حکم بھی واضح ہو گیا۔ اگر وہ اس وقت التحیات پڑھ رہا تھا۔ اسکو اس التحیات کے بعد سلام کہہ کہ امام کے ساتھ شامل ہو جانا چاہئے۔

س: اگر اس نے پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو کیا کرے؟

ج: نماز توڑ کر امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔

س: اگر ظہر یا عشاء کی تین رکعت پڑھ چکا اور تیسری کا سجدہ بھی کر لیا تو کیا کرے؟

ج: وہ اپنی نماز پوری کرے پھر امام کے ساتھ نوافل کی نیت سے شامل ہو جائے۔

س: اگر تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو کیا کرے؟

ج: نماز توڑ کر امام کی نماز میں شامل ہو جائے۔

س: نماز کیسے توڑے؟

ج: نمازی کو اختیار ہے اگر چاہے تو بیٹھ کر سلام پھیر دے اگر چاہے تو کھڑے کھڑے تکبیر کہہ کر امام کے ساتھ شامل ہونے کی نیت کرے ان دو میں سے ایک کرنے سے گویا نماز ٹوٹ گئی دوسری شروع ہو گئی۔

س: نماز عصر کا کیا حکم ہے اگر منفرد شروع کر دے؟

ج: عصر کی نماز کا حکم جب منفرد ایک رکعت یا تین رکعت پڑھ چکے تو اسکا حکم توڑنے یا مکمل کرنے میں ظہر اور عشاء کا حکم ہے مگر یہ کہ نماز مکمل کرنے کے بعد امام کے ساتھ شامل نہ ہو کیونکہ عصر کے بعد نفل نماز مکروہ ہے۔

س: اگر اکیلا نماز پڑھنے والا صبح یا مغرب کی ایک یا دو رکعت پڑھ لے پھر جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا کرے؟

ج: اگر فجر یا مغرب کی ایک رکعت پڑھ چکا اور جماعت کھڑی ہو جائے تو نماز توڑ دے سجدہ کر چکا ہو یا نہ اس طرح اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب بھی نماز توڑ دے اور ان تینوں صورتوں میں امام کے ساتھ شامل ہو جائے اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو پھر نماز نہ توڑے بلکہ نماز مکمل کرے۔

س: کیا ان مذکورہ صورتوں میں نماز پوری کرنے کے بعد امام کے ساتھ شامل ہو جائے؟

ج: ان صورتوں میں امام کے ساتھ شامل نہ ہو (صاحب کنز فرماتے ہیں اگر فجر یا مغرب کی ایک رکعت پڑھ چکا ہو اور جماعت کھڑی ہو جائے تو نماز توڑ کر امام کی اقتداء کرے صاحب بحر فرماتے ہیں اگر دوسری رکعت ملائی جائیگی تو فجر حقیقتاً فوت ہو جائے گی۔ اس طرح مغرب میں بھی شبہ ہوگا۔ کیونکہ اکثر کل کے حکم میں ہوتا ہے۔ اور یہی تقریر دوسری رکعت کو بھی شامل ہے۔ جب تک اس کا سجدہ نہ کر چکا ہو صرف ایک رکعت پڑھ چکا ہو۔ احترازاً اس سے کہ دوسری رکعت کو سجدہ مقید کر چکا ہو اب نماز نہ توڑے بلکہ نماز مکمل کرے۔ اور امام کے ساتھ شامل نہ ہو۔ (تفصیل کے لئے کنز مع البحر دیکھئے)

س: ایک شخص نے ظہر یا جمعہ سے قبل سنتیں شروع کیں پھر جماعت کھڑے ہو گئی یا خطبہ شروع ہو گیا کیا کرے؟

ج: دو رکعت پوری کر کے ظہر میں شامل ہو جائے۔ اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جائے۔ (ہدایہ میں ہے کہ یہ امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اپنی نماز مکمل کرے۔ ابن ھمام نے فتح القدیر میں فرمایا کہ اول صورت یعنی دو رکعتوں پہ سلام پھیر دینا زیادہ لائق ہے کیونکہ فرضوں کے بعد انکو قضاء کر دیا جائے گا۔ اور دو رکعت مکمل ہونے پر سلام پھیرنے سے کوئی ابطال بھی نہیں ہے پس فرض استماع اور اداء کرنا اکمل طریقہ پہ ان کا فوت ہونا بلا سبب نہ ہوگا۔

س: اگر نماز نفل شروع کی اور جماعت کھڑے ہو گئی تو کیا کرے؟

ج: صرف پہلی دو رکعتوں کو پورا کرے اس سے تجاوز نہ کرے۔

س: ایک شخص ایک ایسے وقت میں حاضر ہوا کہ صبح کی نماز کھڑی تھی لیکن اس نے ابھی تک سنتیں نہیں پڑھی تو اب کیا کرے؟

ج: اگر اس کو دوسری رکعت کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو مسجد کے دروازے کے پاس سنتیں پڑھ لے لیکن اگر اسکو دونوں رکعتوں کے فوت ہونے کا خوف ہو تو

سنتیں چھوڑ دے امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ (ہدایہ میں اس طرح مذکور ہے صاحب الکفایہؒ فرماتے ہیں یہ بات کتاب میں نہیں ملی کہ اگر صرف قعدہ مل جانے کی امید ہو تو کیا کرے؟ پس واضح ہو گیا جو کتاب میں ہے جسکو ہم ابھی ذکر کر چکے أنه ان خاف أن يفوته الركعان. الخ۔ اس پر دلیل ہے کہ وہ امام کے ساتھ شامل ہو جائے۔ فقیہ ابی جعفرؒ سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہؒ وامام ابو یوسفؒ کے نزدیک سنتیں ہر حال میں پڑھ لینی چاہئیں کیونکہ ان کے نزدیک تشہد کا مل جانا گویا، جماعت کا مل جانا ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں سنتوں کو باب المسجد کے ساتھ مقید کرنا۔ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ مسجد میں سنتیں پڑھنا مکروہ ہے جب نماز کھڑی ہو جائے۔ (انتہی) ابن ھمامؒ فرماتے ہیں کہ جماعت کی صفوں میں مل جل کر سنتیں اداء کرنا شدید مکروہ ہے۔ جیسا کہ اکثر جاہل لوگ کرتے ہیں۔ (انتہی)

س: ایک شخص کی صبح کی نماز فوت ہو گئی۔ اب وہ سورج نکلنے کے بعد قضاء کرنا چاہتا ہے کیا فرض اور سنتیں دونوں قضاء کرے یا صرف فرض قضاء کرے؟

ج: اگر اسی دن زوال سے پہلے قضاء کرے تو سنتیں بھی قضاء کرے۔ وگرنہ فرض قضاء کرے (صاحب ہدایہ فرماتے ہیں زوال کے بعد سنتیں قضاء کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ (انتہی) صاحب العنایہ یعنی علماء ماوراء النہر فرماتے ہیں کہ بعض کا قول ہے کہ قضاء کرے اور بعض کہتے ہیں کہ قضاء نہ کرے۔ صاحب الکفایہ محیط سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زوال کے بعد سنتیں قضاء نہ کرے اگرچہ وہ فرضوں کے ساتھ رہ گئی ہوں)

س: اگر صبح کی نماز میں شامل ہونے کی وجہ سے یا فجر کے وقت تنگ ہونے کی وجہ سے فرض ادا کیے لیکن سنتیں نہیں پڑھیں اب سنتیں کس وقت قضاء کرے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ وابی یوسفؒ فرماتے ہیں کہ نہ سورج نکلنے سے پہلے قضاء کرے نہ بعد

میں۔ لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے قضاء کرے۔

س: اگر ظہر کی سنتیں پہلے فوت ہوگیں تو کب قضاء کرے؟

ج: ظہر کے بعد وقت ظہر کے اندر اندر قضاء کرے اگر وقت ختم ہوگا تو قضاء نہیں۔

س: اگر ظہر کے بعد پہلی چار سنتیں قضاء کرنا چاہے تو پہلے چار پڑھے یا بعد والی دو رکعتیں پہلے پڑھے؟

ج: پہلے بعد والی دو رکعت پڑھے پھر چار پہلے والی قضاء کرے (ان مذکورہ صورتوں میں کونسی صورت افضل ہے اسمیں اختلاف ہے صاحب الکنز فرماتے ہیں کہ چار پہلے قضاء ادا کرے لیکن ابن ھمامؒ فرماتے ہیں رکعتین کو مقدم کرنا بہتر ہے کیونکہ چار تو اپنے مخصوص وقت سے مؤخر ہو گئیں اب بلاضرورت دو رکعت کو جان بوجھ کر وقت مسنونہ سے مؤخر کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

س: اگر جمعہ کی پہلی چار رکعت قضاء ہو گئیں تو بعد میں قضاء کر سکتا ہے؟

ج: جمعہ کی چار رکعت کا حکم ظہر کی چار رکعت کی طرح ہے۔ (قال صاحب البحر ھکذا)

نماز میں بے وضوء ہونا

س: اگر نماز میں وضوء ٹوٹ جائے تو نمازی کیا کرے؟

ج: نماز سے پھر جائے وضوء کر کے پھر اسی رکن سے شروع کر دے از سر نو پڑھنا افضل ہے۔

س: اگر بے وضوء ہونے والا امام ہو تو مقتدیوں سے کیا معاملہ کرے؟

ج: اگر امام ہو تو کسی مقتدی کو آگے کر دے وہ بقیہ نماز مکمل کروائے۔

س: اگر امام مسبوق کو خلیفہ بنائے؟ (مسبوق کہتے ہیں جسکی کچھ نماز شروع سے رہ جائے)

ج: وہ مقتدیوں کو بقیہ نماز پڑھائے پھر وہ مدرک کو خلیفہ بنائے (مدرک کہتے ہیں جو شروع سے امام کے ساتھ شامل ہو) وہ لوگوں کو سلام پھروائے۔

س: اگر نمازی کو آخری قعدہ میں تشہد کی مقدار کے بعد حدث لاحق ہو جائے تو کیا کرے؟

ج: وضوء کر کے اپنی جگہ بیٹھ کر سلام پھیر دے۔

س: اگر نمازی نے بے وضوء ہونے کے بعد کلام کیا تو کیا حکم ہے؟

ج: نماز باطل ہو گئی بناء جائز نہیں خواہ کلام عمداً ہو یا بھول کر یا غلطی سے۔

س: اگر نمازی ان مذکورہ صورتوں میں چلنے کا محتاج ہو یا قبلہ سے رخ پھیرنے کا کیا انکی نماز ٹوٹ جائیگی؟

ج: ان کی اجازت ہے اگرچہ تین یا زیادہ قدم چلے۔

س: اگر نماز میں حدث اکبر لاحق ہو جائے تو کیا بناء کرنا جائز ہے؟

ج: اگر کوئی نماز میں سو گیا۔ اسکو احتلام ہو گیا یا پاگل ہو گیا یا بے ہوش ہو گیا یا نماز میں ہنسا اسکی نماز باطل ہو جائیگی اسکو بناء کرنا جائز نہیں بلکہ پہلی صورت غسل کرے دوبارہ نماز پڑھے باقی تین صورتوں میں وضوء کرے از سر نو نماز لوٹائے۔

سجدہ سہو کے مسائل

س: اگر نمازی نماز میں بھول جائے تو کیا کرے؟

ج: اگر نمازی نے بھول کر ایسا عمل زیادہ کر دیا جو نماز کی جنس سے ہو جیسے ڈبل رکوع کیا یا رکعت زیادہ کر دی یا کوئی واجب کم کر دیا۔ جیسے فاتحہ چھوڑ دی یا اس کے علاوہ سورۃ یا پہلا قعدہ یا کسی قعدہ میں تشہد کا پڑھنا یا وتر میں دعاء قنوت یا عیدین کی تکبیرات چھوڑ دیں یا امام نے بلند پڑھا جس میں آہستہ پڑھنا تھا یا آہستہ پڑھا جس میں بلند پڑھنا تھا۔ تو آخری قعدہ میں التحیات کے بعد سلام پھیرے پھر دو سجدے

کرے پھر دوبارہ تشہد پڑھ کر سلام کرے۔ (اور حضور ﷺ پر درود اور دعا بھی پڑھے آخری قعدہ میں اور کہا گیا ہے کہ احتیاطاً دونوں میں پڑھے)

س: کیا امام کے سہو کی وجہ سے مقتدی پر بھی سہو لازم ہوگا؟

ج: امام کے سہو کی وجہ سے امام اور مقتدیوں دونوں پر سجدہ سہو کرنا ہوگا۔

س: اگر امام سجدہ سہو نہ کرے تو مقتدی کیا کرے؟

ج: مقتدی بھی سجدہ سہو نہ کرے۔

س: اگر مقتدی کو سجدہ سہو ہو جائے تو کیا اسکو سجدہ سہو لازم ہوگا؟

ج: نہ اس کو سجدہ سہو کرنا ہوگا نہ امام کو۔

س: اگر کوئی تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلا قعدہ بھول جائے پھر یاد آئے تو کیا کرے؟

ج: اگر وہ بیٹھنے کے زیادہ قریب ہو تو بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور باقی نماز پوری کرے لیکن اگر کھڑا ہونے کے قریب ہو تو کھڑا ہو جائے آخری قعدہ میں تشہد کے بعد سجدہ سہو کرے اور سلام پھیرے۔

س: اگر کوئی شخص آخری قعدہ بھول جائے تو کیا کرے؟

ج: اگر چار رکعت والی نماز میں قعدہ بھول کر پانچویں رکعت کو کھڑا ہو گیا تو جب تک سجدہ نہ ہو قعدہ کی طرف لوٹ آئے پانچویں رکعت کو چھوڑ کر سجدہ سہو کرے۔

س: اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو کیا کرے؟

ج: اس صورت میں اس کی فرض نماز باطل ہو گی کیونکہ اس نے ایک فرض یعنی قعدہ آخیر کو چھوڑا اب اس کی نماز نفل ہو گئی۔ اسکو چاہئے کہ چھٹی رکعت ملا کر چھ پوری کرے۔ (ہدایہ میں ہے کہ اگر وہ چھٹی رکعت نہ ملائے تو اسپر کچھ لازم نہیں لیکن کیا سجدہ سہو کرے؟ فتح القدیر میں ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے کیوں کہ ایسا نقصان جس سے فساد لازم آجائے سجدہ سہو کفایت نہیں کرتا)

(فائدہ) اس پر تین رکعت یادو رکعت والی نماز کے قعدہ آخیرہ کو قیاس کرلو۔

س: اگر چوتھی رکعت میں قعدہ کیا تشہد کے بعد یہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ دوسری رکعت ہے کھڑا ہو گیا۔ پھر یاد آیا تو اب کیا کرے؟

ج: اگر پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کر کے اسکی نماز صحیح ہو گی۔

س: اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو اب کیا کرے؟

ج: اس کے ساتھ چھٹی رکعت ملائے آخر میں سجدہ سہو کرے اس کے چار فرض بھی مکمل ہو گئے اور دو رکعت نفل بھی ہو گئے۔

س: جسکو اپنی نماز میں شک ہو جائے معلوم نہیں تین رکعت پڑھی ہیں یا چار اس کیلئے کیا حکم ہے؟

ج: اگر یہ بات زندگی میں پہلی مرتبہ پیش آئی تو از سر نو نماز لوٹائے اگر ایسا واقعہ بہت دفعہ پیش آیا تو غالب گمان پر عمل کرے اور ہر دفعہ قعدہ کرے کیونکہ اب شک ہو گیا ممکن ہے یہی موقع قعدہ کا ہو۔ (عنایہ فرماتے ہیں کہ شک اگر چار رکعت والی نماز میں واقع ہوا کہ یہ رکعت پہلی ہے یا دوسری اول تو غور وفکر کرے غالب گمان پر عمل کرے اگر غالب گمان نہ ہو تو اقل پر بناء کرے پس اس رکعت کو پہلی سمجھے لیکن سجدہ کے بعد قعدہ کرے کیونکہ ممکن ہے کہ دوسری ہو اور دوسری رکعت میں قعدہ واجب ہے۔ پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھے پھر قعدہ کرے کیونکہ یہ دوسری رکعت کے حکم میں ہے۔ پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت پڑھے اور قعدہ کرے کیونکہ ممکن ہے یہ چوتھی رکعت ہو پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت پڑھے اور قعدہ کرے کیونکہ یہ چوتھی رکعت ہے اسمیں قعدہ فرض ہے اس پر تین رکعت والی نماز کو قیاس کرلو) اور اگر اس کو غالب گمان نہ ہو تو اپنے یقین کے موافق یعنی اقل پر عمل کرے اور دونوں صورتوں میں سجدہ کرے (صاحب

قدوریؒ نے بنی علی الاقل اور ولا فیما عمل بغالب الظن کی وجہ سے سجدہ سہو کو درج نہیں کیا۔ کہا صاحب در مختار کہ شک کی صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔ خواہ بنی علی الاقل پر عمل کیا ہو یا تحری کی ہو اور اسکو فتح القدیر کی طرف منسوب کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ اسراج میں ہے اگر مطلقاً اقل پر عمل کیا یا ایک رکن کے بقدر غور و فکر کیا تو سجدہ سہو کرے فتح القدیر کی عبارت اس طرح ہے کہ اگر تحری کے بعد کوئی چیز ظاہر ہو تو اپنی نماز کو مکمل کرے اور سجدہ سہو کرے۔ اس طرح شک کی تمام صورتوں میں بھی سجدہ کرے جب غور و فکر سے عمل کیا ہو یا بنی علی الاقل کی ہو۔

صاحب ہدایہ اور صاحب نہایہ نے بھی سجدہ سہو کا ذکر کیا ہے۔ اگر غور و فکر سے کوئی بات واضح نہ ہو اقل پر بناء کرے اور علامہ ابن عابدینؒ نے سراج والی بات پر تاکید کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب تحری کی اور گمان غالب ہو گیا تو اسکو اختیار کرنا لازم ہے۔ سجدہ سہو واجب ہونے کی کوئی وجہ بیان نہیں کی مگر جب غور و فکر طویل بقدر رکن ہو جائے جسکی تفصیل گزر چکی میں کہتا ہوں جو صاحب فتح القدیر نے کہی ہے وہی صحیح ہے۔ کیونکہ وہ موید با الحدیث ہے جو بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔ کہ جب کسی کو شک ہو جائے اس کو چاہئے کہ غور و فکر کر کے نماز مکمل کرے اور پھر سلام پھیر کر دو سجدے کرے۔ باقی غور و فکر بقدر ایک رکن کے طویل ہونے کی وجہ سے سجدہ سہو کا واجب ہونا اس میں کوئی واضح دلیل وارد نہیں اگر وہ فریضہ سجدہ سہو کو احناف کے نزدیک لازم کرنیوالی ہے جب ایک رکن کے بقدر ہوا اور قراءت میں مشغول رہو۔

سجدہ تلاوت کے مسائل

تلاوت کرنے والے تلاوت کرتے ہوئے ایک سجدہ کرتے ہیں اس سجدہ کی

خصوصیت کیا ہے؟

ج: اسکو سجدہ تلاوت کہتے ہیں یہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو آیت سجدہ تلاوت کرے یا سنے خواہ اس نے سننے کا ارادہ کیا ہو یا نہیں۔

س: وہ کونسی سورتیں ہیں جن میں سجدہ کی آیات موجود ہیں اور یہ کتنی ہیں؟

ج: آیات سجدہ کل چودہ ہیں اور سورتوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) الاعراف (۲) الرعد (۳) النحل [۱] (۴) بنی اسرائیل (۵) مریم (۶) حج (۷) فرقان (۸) نمل (۹) الم سجدہ (۱۰) ص (۱۱) حم سجدہ (۱۲) النجم (۱۳) الانشقاق (۱۴) العلق [۲]۔

س: اگر امام سجدہ آیت تلاوت کرے تو کیا مقتدی پر سجدہ واجب ہے؟

ج: اگر امام آیت سجدہ تلاوت کرے خواہ جہراً یا سراً امام بھی سجدہ کرے اور مقتدی بھی۔

س: اگر مقتدی آیت سجدہ پڑھے تو کیا امام اور اسکو سجدہ لازم ہوگا؟

ج: مقتدی کی تلاوت سے اسپر سجدہ ہوگا نہ امام پر۔

س: اگر نمازی نے نماز میں ایسے شخص سے آیت سجدہ سنی جو نماز میں انکے ساتھ شامل نہیں تھا تو کیا ان پر سجدہ واجب ہوگا؟

ج: ان پر سجدہ واجب لیکن نماز میں سجدہ نہ کریں بلکہ نماز کے بعد سجدہ کریں۔

س: اگر انہوں نے نماز میں سجدہ کر لیا کفایت کریگا یا نہیں؟

ج: کفایت نہیں کریگا (بلکہ نماز کے بعد دوبارہ سجدہ کرنا پڑے گا)۔

س: کیا اس زائد سجدہ کی وجہ سے نماز ٹوٹ جائیگی؟

ج: نماز نہیں ٹوٹے گی۔

س: اگر ایک شخص نے نماز سے باہر آیت سجدہ تلاوت کی پھر سجدہ کئے بغیر نماز شروع

---

(۱) آیات سجدہ معروف ہیں اور مصحف میں علامت بھی لگی ہوتی ہیں

(۲) آیات سجدہ معروف ہیں اور مصحف میں علامت بھی لگی ہوتی ہیں

کر دی پھر دوبارہ اسی آیت کو پڑھ کر سجدہ کیا۔ تو کیا یہ ایک سجدہ دونوں تلاوتوں کو کافی ہو جائیگا؟

ج: اگر دونوں مرتبہ تلاوت ایک ہی جگہ ہوئی تو کافی ہو جائیگا۔

س: کسی نے آیت سجدہ نماز سے باہر تلاوت کی اور سجدہ کیا پھر نماز میں دوبارہ اسی آیت کو پڑھا کیا پہلا سجدہ کافی ہو گا؟

ج: پہلا سجدہ کافی نہیں ہو گا بلکہ اب وہ دوبارہ سجدہ کرے۔

س: جو شخص ایک ہی سجدہ تلاوت آیت کو بار بار پڑھے کیا اسکو ایک ہی سجدہ کافی ہو گا؟

ج: اگر ایک ہی مجلس میں بار بار پڑھا تو ایک ہی سجدہ کافی ہو گا۔ اگر مجلس بدلتی رہی تو مجلسوں کے مطابق سجدے واجب ہونگے۔ اور مختلف سورتوں سے آیت سجدہ تلاوت کی تو ہر آیت کا علیحدہ سجدہ تلاوت لازم ہو گا اگرچہ ایک ہی مجلس میں تلاوت کی ہو۔

س: سجدہ تلاوت کیسے کریں؟

ج: بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہے اور ایک سجدہ کرے پھر تکبیر کہہ کر سر اٹھائے نہ اس پر تشہد ہے نہ سلام۔

مریض کی نماز کا بیان

س: اگر مریض قیام پر قدرت نہ رکھتا ہو تو کیسے نماز پڑھے؟

ج: اگر مریض قیام پر قدرت نہ رکھتا ہو تو بیٹھ کر رکوع سجدہ سے نماز پڑھے۔

س: اگر مریض رکوع سجدہ بھی نہ کر سکے تو؟

ج: اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرے سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارے سے کچھ جھکا ہوا ہو۔ لیکن چہرے کی طرف کوئی چیز نہ اٹھائی جائے۔

س: اگر مریض بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو؟

ج: چت لیٹ کر پاؤں قبلہ کی طرف کرے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ دیکر سر کو اونچا کرے تاکہ چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے اسی حالت میں اشارہ کے ساتھ نماز پڑھے۔

س: اگر مریض ایک پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھے تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر پہلو پر لیٹ کر چہرہ قبلہ کو ہو جائے اور اشارے سے رکوع سجدہ کرے تو جائز ہے۔

س: اگر مریض سر سے اشارہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو کیا آنکھوں سے یا آبروؤں یا دل سے اشارہ کر سکتا ہے؟

ج: صرف سر سے اشارہ کر سکتا ہے۔ اگر اس کی طاقت نہیں تو نماز مؤخر کر دے۔

س: مریض کھڑا تو ہو سکتا ہے لیکن رکوع سجدہ نہیں کر سکتا کیسے نماز پڑھے؟

ج: اسکو کھڑا ہونا لازم نہیں بلکہ افضل ہے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے اگر کھڑا ہو کر اشارہ سے پڑھی تو بھی جائز ہے۔

س: اگر تندرست نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی پھر نماز میں بیماری لاحق ہو گی کیسے نماز مکمل کرے؟

ج: بیٹھ کر رکوع سجدہ کرے اگر رکوع سجدہ کی طاقت نہ ہو تو اشارہ سے پوری کرے اگر بیٹھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر اشارہ سے پوری کرے۔

س: اگر مرض کی وجہ سے بیٹھ کر رکوع سجدہ سے نماز پڑھ رہا تھا پھر نماز میں تندرست ہو جائے نماز لوٹائے؟

ج: نہیں بلکہ کھڑے ہو کر اسی بقیہ نماز کو پورا کرے۔

س: اگر اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا پھر نماز میں ہی رکوع سجدہ کی طاقت حاصل ہو گئی کیا اسی نماز کو مکمل کرے؟

ج: نہیں بلکہ از سر نو نماز پڑھے۔

س: وہ نمازیں جو بے ہوشی کی حالت میں قضاء ہو جائیں ان کا کیا حکم ہے؟
ج: اگر پانچ یا اس سے کم نمازیں بے ہوشی کی حالت میں قضاء ہو گئیں تو قضاء کریگا۔ اگر اس سے زیادہ ہو گئیں تو قضاء نہیں کریگا۔

مسافر کی نماز کے احکام

س: کیا مسافر کے لئے شریعت میں کوئی احکام ہیں؟
ج: مسافر کے احکام کتب فقہیہ میں بیان کئے گئے ہیں۔
س: نماز سے متعلق احکامات بیان کیجئے؟
ج: جب مسافر سفر کا ارادہ کرے اتنا سفر جتنا اونٹ تین دن میں یا انسان تین دن میں پیدل سفر کر سکتا ہے۔ اور اپنے شہر یا بستی سے باہر نکل کر چار رکعت فرض والی نمازوں کو دو رکعت پڑھے گا اسکا مطلب یہ کہ ظہر عصر عشاء دو دو رکعت اور مغرب فجر اور وتر سنت اور نوافل میں قصر نہیں کریگا۔
(صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں وہ سفر جس سے احکام بدل جاتے ہیں وہ یہ کہ انسان اتنے سفر کا ارادہ کرے جتنا اونٹ تین دن میں یا پیدل چلنے والا تین دن متوسط رفتار سے کر سکے امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ اس کا اندازہ مراحل سے کیا جائیگا۔ یہ اونٹ کے سفر کے زیادہ قریب ہے میلوں کا اعتبار نہیں سو یہی صحیح ہے صاحب کفایہ فرماتے ہیں احکام بدلنے سے مراد ہے جیسے نماز کا قصر کرنا افطار کا جائز ہونا مدت مسح کا تین دن تک بڑھ جانا جمعہ عیدین اور قربانی کا ساقط ہو جانا اور آزاد عورت کا بغیر محرم کے سفر نہ کر سکنا وغیرہ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں جو کچھ صاحب ہدایہ نے کہا ہے وہی صحیح ہے عام علماء کے اقوال جو میلوں سے مروی ہیں سے احتراز کرتے ہوئے کیونکہ پھر ان میں اختلاف ہے بعض نے کہا اکیس فرسخ بعض نے کہا اٹھارہ بعض نے پندرہ فرسخ ہے متوسط قول پر فتویٰ ہے

مجتبیٰ میں ہے کہ فتوی آئمہ خوارزم کا تیسرے قول پر ہے۔ پھر چند سطور کے بعد صاحب درمختار کی عبارت اگرچہ وہ تیز چل کر دو دن میں پہنچ جائیں تو بھی قصر کریگا پر فرماتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہوا کہ اگر کسی کرامت وغیرہ کی وجہ سے تھوڑی ہی مدت میں پہنچ جائے۔ تو بھی قصر کریگا۔ لیکن فتح القدیر نے اسکو جائز نہیں بتایا کیونکہ اس میں مشقت تو رہی نہیں حالانکہ مشقت ہی علت ہے کہ قصر کرے۔ میں کہتا ہوں کہ زمانہ ماضی میں ہر شخص پیدل یا اونٹ پر سفر نہیں کرتا تھا۔ اور ہمارے اس زمانے میں تو لوگ ان سواریوں سے مستثنٰی ہیں پھر اگر کوئی گھوڑے پر یا ڈاک سواری پر پہلے زمانے میں سفر کرے یا جہاز ریل بس کار میں اس زمانے میں سفر کرے تو وہ کیسے اندازہ لگائے کہ وہ تین دن میں اونٹ چلنے یا پیدل چلنے کی مسافت طے کر چکا ہے۔ کیونکہ فقہاء ذکر کر چکے ہیں کہ تین دن کے بقدر اگر مسافت تیز رفتاری کی وجہ سے دو دن میں بھی طے کرے تو بھی قصر کریگا اور ہر وہ شخص جو اس کا اندازہ کرے کہ وہ تین دن کے بقدر سفر کر چکا جیسا کہ ابن ھمام نے کہا اور امام ابو حنیفہؒ سے بھی مروی ہے کہ اندازہ منزلوں سے کیا جائیگا (جیسا کہ ہدایہ میں ہے) پس یہی اندازے بالخصوص شریعت کے اندازہ سے خارج بھی نہ ہونگے۔ اس زمانے میں مسافر فرسخ اور میل کے محتاج ہیں پس مؤخرین میں سے جس نے فرسخ اور میلوں پر فتویٰ دیا اس نے اچھا کیا اور آسان کر دیا۔ اب اگر ہم اٹھارہ فرسخ والے قول کو لیں تو قصر کی مسافت چون (۵۴) میل بنے گی کیونکہ ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔ پھر جب ہم میل کا کلو میٹر سے حساب لگائیں گے تو مسافت قصر اٹھانوے (۹۸) کلو میٹر سے کچھ زیادہ بنے گی۔ اور اگر پندرہ (۱۵) فرسخ والے قول پر فتویٰ دیں تو مسافت قصر ۵۴ میل بنے گا اور وہ بیاسی (۸۲) کلو میٹر بنتا ہے جو علماء اٹھاسی (۸۸) کلو میٹر کا فتویٰ دیتے ہیں وہ سولہ (۱۶) فرسخ والے قول کو لیتے ہیں۔ جو ابن ھمام صاحبؒ نے کرامت کے بارے میں

فرمایا کہ اگر وہ اڑ کر تین دن کی مسافت چند منٹ میں کرے اسکی تصدیق کریں گے کیونکہ اس نے مسافت قصر طے کرلی اور اسکو قصر بھی لازم ہوگی۔ اگرچہ اس میں مشقت وغیرہ نہیں اٹھانی پڑی۔ اور وہی علت ہے قصر کی۔ تو اس میں ہم عرض کریں گے کہ سفر فی نفسہ مشقت کی چیز ہے خواہ مشقت اٹھانی پڑے یا نہ اٹھانی پڑے صرف مشقت کو نہیں دیکھیں گے۔ اسی وجہ سے فقہائے کرام نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی گھوڑے یا ڈاک سواری پر تین دن کی مسافت دو دن میں طے کرلے۔ تو اس کا حکم وہی ہوگا جو تین دن میں طے کرتا ہے۔ اگر معاملہ اس طرح کا ہے تو صاحب کرامت کا جو چند منٹ میں سفر طے کرے اس کا حکم بھی مختلف نہیں ہوگا اور اس کا جو تیز رفتار گاڑی یا جہاز پر سفر کرے اگر جہاز کی سواری علامہ ابن ہمام کے زمانہ میں ہوتی تو صاحب کرامت کی مثال کی کوئی ضرورت نہیں تھی بلکہ اس زمانے میں چند منٹ میں مسافت قصر طے کرنے میں نیک اور بد برابر ہیں۔

س: اگر کسی نے قصر نماز کے بجائے چار رکعت پڑھ لی تو کیا نماز کا ثواب ہوگا؟

ج: دو رکعتوں سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ قصر کرنے کی تاکید ہے۔

س: اگرچہ چار رکعت پڑھنا مکروہ ہے۔ مگر کیا اسکی دو رکعت فرض ادا ہوجائے گی یا نہیں؟

ج: اگر دو رکعت کے بعد قعدہ کیا تو کفایت کرجائیگی اول دو رکعت فرض دوسری دو رکعت نفل ہوجائیں گے۔

س: اگر دو رکعت میں بقدر تشہد قعدہ نہ کیا تو کیا حکم ہے؟

ج: اس کی نماز باطل ہوگئی لہذا دوبارہ نماز پڑھے (در مختار میں ہے اگر قعدہ نہ کیا تو فرض باطل ہوجائیں گے۔ اور ساری نماز نفل ہوجائے گی کیونکہ اس سے فرضی قعدہ چھوٹ گیا)

س: کیا بعض حالات میں مسافر چار رکعت پوری کرے؟

ج: جب مسافر مقیم کے وقت میں اقتدا کرے تو نماز مکمل کرے (وقت کی قید اس لئے لگائی ہے کہ وقت کے بعد مسافر کیلیئے مقیم کی اقتدا درست نہیں) یا کسی شہر یا کسی بستی میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت درست نہیں) یا کسی شہر یا کسی بستی میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے۔ تب بھی نماز مکمل کرے۔

س: اگر پندرہ دن سے کم کی نیت کرے؟

ج: قصر نماز پڑھے۔

س: اگر مسافر کسی جگہ پہنچ کر پندرہ دن کی نیت نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کل یا پرسوں چلا جاؤنگا اسکا کیا حکم ہے؟

ج: وہ قصر کریگا اگرچہ کئی سال وہاں رہے۔

س: اگر مسلمان فوج دشمن کے علاقہ میں داخل ہو کر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے کیا وہ نماز پوری پڑھیں؟

ج: انکی نیت کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے وہ قصر کرینگے۔

س: اگر مسافر مقیم لوگوں کی امامت کروائے تو کیا قصر کرے؟

ج: امام قصر کرے لیکن مقتدی امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رکعت مکمل کریں۔

س: کیا مسافر امام مقتدی کو کچھ بتلائے؟

ج: ہاں امام سلام پھیرنے کے بعد کہے تم اپنی نماز پوری کر لو ہم مسافر ہیں۔

س: اگر مسافر نے مکہ اور منی میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی کیا وہ مسافر ہو گا یا مقیم؟

ج: وہ مسافر ہو گا کیونکہ ایک بستی میں نیت کا اعتبار ہو تا ہے۔

س: مسافر اپنے وطن لوٹ کر پندرہ دن کی نیت نہ کرے تو نماز قصر پڑھے گا یا پوری؟

ج: مسافر اگر اپنے شہر یا بستی میں چند منٹ کیلئے بھی داخل ہو جائے تو نماز پوری پڑھے گا اسکا نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔

س: ایک شخص ایک جگہ پیدا ہوا وہاں عرصہ دراز تک رہا پھر اس نے دوسرے شہر کو اپنا وطن بنا لیا اگر یہ اب وطن میں آئے قصر کرے یا پوری نماز پڑھے؟

ج: اگر دونوں وطنوں کے درمیان تین دن کی مسافت کا سفر ہو تو قصر کریگا کیونکہ حضور ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی پھر جب مکہ تشریف لائے تو قصر فرمائی۔

س: مسافر کی سفر میں نماز قضاء ہو گئی۔ اپنے گھر پہنچ کر قضاء کرنا چاہتا ہے یا اسکی نماز گھر میں قضاء ہو گئی اب وہ سفر مین قضاء کرنا چاہتا ہے تو کیسے ادا کرے؟

ج: ان نمازوں کا حکم اصل نمازوں کی طرح ہے۔ یعنی سفر کی قضاء گھر میں قصر ادا کریگا۔ اور گھر کی قضاء سفر میں چار رکعت ادا کریگا۔

س: سفر میں نماز کا قضاء کرنا صرف نیک لوگوں کے لئے ہے یا نیک اور برے سب برابر ہیں؟ (یعنی ایک شخص نیک ارادہ سے سفر کرتا ہے جیسے حج یا طلب علم یا تجارت کیلئے ایک برا شخص برے ارادہ سے جیسے چوری کیلئے راہزنی کیلئے وغیرہ؟)

ج: نیک برے سب برابر ہیں۔

س: اس زمانہ میں لوگ ریل یا جہاز میں سفر کرتے ہیں اور انہیں کوئی تکلیف سفر میں نہیں ہوتی کیا پھر بھی قصر کریں؟

ج: جب وہ اپنی بستی یا شہر سے نکل جائیں تو قصر کریں گے کیونکہ سفر خود مشقت کی چیز ہے۔

س: کیا مسافر ظہر عصر مغرب عشاء کو ایک وقت میں اکٹھے پڑھ سکتا ہے؟

ج: فعلاً ایسا کرنا جائز ہے۔ لیکن وقتاً جائز نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: "بے شک مومنین پر مقررہ وقت پر نماز فرض کی گئی ہے۔"

س: فعلاً اور وقتاً کا کیا مطلب ہے؟

ج: فعلاً کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کو موخر کر کے آخر وقت میں پڑھے۔اور عصر کو مقدم کر کے شروع وقت میں پڑھے اور مغرب کو موخر کر کے آخر وقت میں پڑھے عشاء کو اول وقت میں پڑھے (مثلاً ظہر کا وقت پانچ بجے ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اب ظہر کو آخری پانچ منٹ میں پڑھ لو۔ پھر پانچ منٹ کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے عصر پڑھ لو) اسکو فعلاً جمع کرنا کہتے ہیں۔اور جمع صوری یعنی صورتاً یہ جمع ہے وقتاً کا مطلب یہ ہے کہ دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں یا عصر کے وقت میں پڑھے یہ ہمارے نزدیک جائز نہیں ہے۔اسکو جمع وقتی کہتے ہیں۔

نماز جمعہ کا بیان

س: نماز جمعہ کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ نماز ہر مرد عاقل بالغ آزاد تندرست پر جبکہ وہ مقیم اور بینا ہو فرض ہے۔

س: اداء جمعہ کیلئے کوئی شرطیں بھی ہیں؟

ج: اسکی بہت سی شرائط ہیں۔ (۱) بڑا شہر ہو یا بستی اوسط ودیہات میں جائز نہیں۔ (۲) حاکم شہر خود یا اسکا نائب جمعہ پڑھائے یا جس کو مسلمانوں نے متفقہ طور پر مقرر کیا ہو (صاحب قدوری فرماتے ہیں **لا تجوز اقامتها الا للسلطان** اور **لمن أمره السلطان أويقيمها من اجتمع عليه المسلمون وعينوه اماما فيجمع بهم**. الخ۔ کیونکہ صاحب فتاوی عالمگیری نے معراج الدرایہ سے نقل کیا ہے کہ جس جگہ کفار کی حکومت ہو تو مسلمانوں کو جمعہ پڑھنا جائز ہے جسکو مسلمانوں نے قاضی بنادیا ہو وہ ہی قاضی شمار ہوگا[1] الخ۔ علامہ ابن عابدین نے بھی درالمختار میں معراج الدرایہ سے اس طرح نقل کیا ہے) (۳) ظہر کا وقت ہو

(۱) اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنا ولی کوئی مسلمان تلاش کریں۔

قبل از ظہر اور اس طرح ظہر کا وقت گزرنے کے بعد جمعہ جائز نہیں۔ (۴) نماز سے پہلے خطبہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر صرف سبحان اللہ الحمد اللہ کہہ دیا تو بھی کافی ہے۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں۔ خطبہ طویل ہونا چاہئے۔ (۵) امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک امام کے علاوہ کم از کم تین آدمی ہوں اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ امام کے علاوہ کم از کم دو آدمی ہوں (قدوری اور ہدایہ میں اذن عام کی شرط مذکور نہیں لیکن احناف نے دیگر کتب میں ذکر کیا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ مسجد کے دروازے تمام لوگوں کے لئے کھلے ہوں اگر سارے لوگ جمع ہو گئے اور مسجد کے دروازے بند کر دیئے گئے تو جمعہ جائز نہیں۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں۔ کہ یہ شرط ظاہر الراویہ میں ذکر نہیں کی گئی ہے۔ اس لئے صاحب ہدایہ نے بھی ذکر نہیں کی لیکن وہ نوادر، کنز، وقایہ، نقابہ، ملتقی اور دیگر معتبر کتب میں مذکور ہے استاد محترم فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اگرچہ یہ شرط نوادر میں ہے لیکن عام مساجد میں اس پر عمل ہے۔ وہ کھلی رہتی ہیں ہر اس شخص کیلئے جو نماز جمعہ پڑھنے کا ارادہ کرے۔ لیکن یہ بات فوج کے چھاؤنیوں میں مشکل ہے کہ وہاں صرف فوج کو جمعہ کی اجازت ہوتی ہے ان کے علاوہ کسی کو اجازت نہیں ہوتی۔ پس اذن عام کی شرط وہاں نہ پائی گئی۔ لیکن اس مشکل کو مؤخرین فقہاء میں سے علامہ ابن عابدین نے اس طرح حل کیا ہے وہ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں۔

مناسب ہے کہ محل نزاع وہاں ہو جہاں جمعہ صرف ایک مقام پہ قائم ہو اگر جمعہ متعدد مقامات پہ قائم ہیں تو محل نزاع نہ ہو گا کیونکہ جمعہ کا فوت ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ دلیل سے سمجھایا گیا اس لئے مناسب ہے کہ جمعہ کی صحت کا فتویٰ دیا جائے کیونکہ اذن عام ظاہر روایت میں مذکور تھا اور کیونکہ نماز شہروں میں متعدد مقامات پہ منعقد ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

س: کن وجوہات سے جمعہ میں حاضر ہونا ضروری نہیں ہوتا؟

ج: وہ یہ ہیں۔ (۱) مسافر ہو۔ (۲) شیخ فانی۔ (۳) مرض۔ (۴) نابینا۔ (۵) پس جمعہ مسافر، عورت، بیمار اور نابینا اور غلام پر واجب نہیں۔

س: اگر یہ مذکورہ لوگ لوگوں کے ساتھ مل کر جمعہ پڑھیں کیا انکی فرض نماز ادا ہو جائیگی۔

ج: ادا ہو جائیگی۔

س: اگر غلام، مریض، مسافر یا نابینے کو جمعہ میں امام بنادیا جائے اور ان کے مقتدی آزاد تندرست مقیم ہوں کیا ان سب کی نماز درست ہو جائے گی؟

ج: ان کے لئے جمعہ کی امامت کروانا جائز ہے اور سب کی نماز صحیح ہوگی۔

س: اگر کوئی شخص عذر کی وجہ سے جمعہ سے رہ گیا وہ کیا کرے؟

ج: وہ نماز ظہر ادا کرے اور ہر وہ شخص جو حاضر نہ ہو سکے لیکن بغیر عذر کے جمعہ چھوڑنے والا گنہگار ہوگا۔

س: اگر کسی نے جمعہ کی نماز ادا ہونے سے قبل ظہر کی نماز گھر میں پڑھ لی کیا یہ جائز ہے؟

ج: ایسا کرنا حرام ہے۔

س: اگر اس نے ایسا کر لیا اور ظہر کا وقت بھی ختم ہو گیا کیا اسکی اس نماز سے فرض ادا ہو گئے؟

ج: یہ نماز وقتی نماز سے کفایت کر جائیگی۔

س: اگر ایسے شخص نے پھر مسجد میں جا کر امام کے ساتھ جمعہ ادا کر لیا تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اس کا جمعہ صحیح ہو گیا اور اسکی ظہر جب وہ جمعہ کیلئے گھر سے نکلا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک باطل ہو گئی لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں اسکی نماز اس وقت تک باطل نہیں

ہو گی جب تک وہ امام کے ساتھ شامل نہ ہو جائے۔

س: کیا معذور یا قیدی جمعہ کے دن ظہر کی جماعت کروائیں؟

ج: ان کو علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنا چاہئے۔ جماعت کرنا مکروہ ہے۔

س: اگر کسی کی ایک رکعت جمعہ کی فوت ہو گئی تو کیا کرے؟

ج: جمعہ کی نیت کرے جو رہ گئی اسکو قضاء کرے (یعنی مکمل کرے)

س: کوئی تشہد یا سجدہ سہو میں شامل ہو تو کیا کرے؟

ج: شیخینؒ کے نزدیک اسی پر جمعہ کی بناء ہے لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں اگر دوسری رکعت کا اکثر حصہ مل گیا تو جمعہ کی بناء کرے اور اگر دوسری رکعت کا تھوڑا حصہ ملے تو اسی تحریمہ کے ساتھ ظہر کی چار رکعت پوری کرے۔

س: جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟

ج: جمعہ کی اذان ہو جائے تو خرید و فروخت چھوڑ کر جمعہ کی تیاری میں لگ جائے۔

س: جب امام ممبر بیٹھ جائے تو نماز اور بات چیت کا کیا حکم ہے؟

ج: جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو لوگوں کو نماز اور کلام چھوڑ دینا چاہئے۔ ابو حنیفہؒ کے نزدیک لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں جب تک امام خطبہ شروع نہ کرے تو کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

س: جمعہ کی اذان کتنی مرتبہ کہنی چاہئے؟

ج: دو مرتبہ۔ (۱) جب زوال ختم ہو جائے اس اذان کے بعد لوگوں پر جمعہ کی تیاری کرنا اور خرید و فروخت چھوڑ دینا لازم ہے۔ (۲) اذان جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو اسکے سامنے کہی جائے پھر امام دو خطبے دے اور پھر نماز کھڑی ہو جائے۔

س: خطبہ کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

ج: امام باوضو کھڑے ہو کر دو خطبے دے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھے۔

س: کیا امام جمعہ کی نماز میں قراءت بلند کرے یا آہستہ؟

ج: بلند قراءت کرے۔

س: جو شخص خطیب سے دور ہو اس کیلئے خطبہ سننے کا کیا حکم ہے؟

ج: دور والا قریب والے کی طرح ہے خاموش ہو کر توجہ سے سننا واجب ہے خواہ قریب ہو یا دور امام کی آواز سنے یا نہ سنے۔

نماز عیدین کے احکام

س: نمار عید کا کیا حکم ہے؟

ج: نماز عید ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر جمعہ واجب ہو۔

س: نماز عید کا اول، اور آخر وقت کیا ہے؟

ج: اول وقت جب سورج طلوع ہو جائے (یعنی مکروہ وقت ختم ہو جائے) اور اس کا آخری وقت زوال تک ہے۔ لیکن قربانی والی عید کو جلدی پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اس کے بعد قربانی کرنی ہوتی ہے۔ اور عید الفطر میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔

س: عید کے دن کونسے کام سنت ہیں؟

ج: دونوں عیدوں کے دن مسواک کرنا غسل کرنا، خوشبو لگانا، اور اچھے کپڑے پہننا مستحب ہے۔ اگر عید الفطر ہو تو طاق کھجوریں کھائے یا کوئی میٹھی چیز کھائے عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرے اور اگر قربانی والی عید ہو تو کھانے کو مؤخر کرے حتی کہ نماز پڑھ کر قربانی کر لے پھر اپنی قربانی سے کھائے۔

س: کیا عید کی نمازوں کی طرف جاتے ہوئے تکبیریں کہے۔

ج: ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک عید الاضحیٰ کو جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیریں کہے لیکن عید الفطر کے دن صاحبینؒ کے نزدیک تکبیر کہے لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تکبیریں نہ کہے (قدوری میں اس طرح ہے کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے عید الاضحیٰ کے دن راستہ میں بلند آواز سے تکبیریں کہے اور جب عید گاہ پہنچ جائے

تو تکبیر کہنا بند کر دے۔اور عید الفطر میں مذہب مختار یہ ہے کہ تکبیریں با آواز بلند نہ کہے۔ آہستہ کہنا مستحب ہے۔ (الجوھرۃ النیرۃ میں اسی طرح ہے) اس سے معلوم ہوا کہ عید الفطر کے دن تکبیر کہنے میں اختلاف نہیں بلکہ جہر کہنے میں اختلاف ہے)

س: عید گاہ کی طرف جانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

ج: عید گاہ کو ایک راستہ سے جانا دوسرے سے واپس آنا مستحب ہے۔

س: کیا عید گاہ میں نماز عید سے قبل نفل پڑھ سکتا ہے؟

ج: عید گاہ میں نفل نماز نہ عید سے پہلے پڑھ سکتا ہے۔نہ بعد میں۔

س: نماز عید کیسے ادا کی جائے؟

ج: سارے لوگ امام کے ساتھ آبادی سے میدان کی طرف جائیں اور امام لوگوں کو دو رکعت نفل پڑھائے۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کہے پھر سبحانك الله پڑھ کر تین تکبیریں بلند آواز سے کہے اور ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے پر اعوذ باالله اور بسم الله آہستہ پڑھے پھر فاتحہ اور سورت پڑھے پھر اس رکعت کو پورا کرے جیسے عام نمازیں رکوع سجدہ کر کے پوری کی جاتی ہیں پھر دوسری رکعت کو جب کھڑا ہو تو بسم الله آہستہ پڑھ کر فاتحہ اور سورت پڑھے پھر تین تکبیریں بلند آواز سے کہے اور ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے پھر چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہہ کر رکوع کرے پھر رکعت مکمل کر کے تشہد درود و دعا کے بعد سلام پھیرے۔

س: عید کی زائد تکبیروں میں ہاتھ چھوڑے یا باندھے؟

ج: تمام زائد تکبیروں میں ہاتھ چھوڑے مگر پہلی رکعت کی تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھے۔

س: یہ تو امام کا عمل ہے مقتدی کیا کرے؟

ج: مقتدی وہ سب کام کرے جو امام نے کیے مگر اعوذ باللہ بسم اللہ اور قراءت قرآن نہ پڑھے کیونکہ یہ تینوں کام امام کا وظیفہ ہیں۔ جو مقتدیوں کی طرف سے بھی ہے۔ اور تکبیریں بغیر آواز کے کہے۔

س: کیا عید کی نمازوں میں بھی خطبہ ہے؟

ج: عید کے بعد دو خطبے مسنون ہیں عید الفطر کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے احکام اور ایام تشریق کے احکام ہیں۔

س: عید کے خطبہ کا کیا حکم ہے؟

ج: عید کا خطبہ سنت ہے اور یہ نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

س: حاضرین نماز کیلئے کیا حکم ہے؟

ج: خاموش ہو کر توجہ سے سننا خواہ جمعہ کا خطبہ ہو یا عیدین کا۔

س: ایک آدمی اتنی دیر سے پہنچا کہ عید ہو چکی تھی کیا وہ نماز عید قضاء کرے؟

ج: نماز عید کی قضاء نہیں ہوتی۔

س: اگر چاند (بادل وغیرہ کی وجہ سے) نظر نہ آئے اور دیکھنے والوں نے زوال کے بعد گواہی دی تو نماز عید کب پڑھی جائیگی؟

ج: دوسرے دن ادا کی جائیگی۔

س: اگر دوسرے دن بھی کسی عذر کی وجہ سے لوگ نماز عید نہ پڑھیں تو کب پڑھیں؟

ج: دوسرا دن گزرنے کے بعد نماز عید نہیں پڑھی جائیگی۔

س: اگر قربانی والی عید ادا کرنے میں کوئی عذر پیش آجائے تو کب نماز پڑھی جائیگی؟

ج: دوسرے دن پھر تیسرے دن اس کے بعد جائز نہیں۔

س: تکبیرات تشریق کیا ہیں؟

ج: وہ یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد یہ کہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد.

(اگر نماز عید کے بعد بھی کہی جائے تو مستحب ہے کیونکہ مسلمانوں کا اسی پر عمل ہے تو انکی اتباع واجب ہے۔اسی پر اھل بلخ کا عمل ہے)

س: یہ تکبیریں کب شروع ہوں گی کب ختم ہوں گی؟

ج: تکبیرات کا ابتدائی وقت نو(۹) ذوالحج کو فجر کے بعد سے شروع ہو کر بارہ ذوالحج کی عصر تک ہے۔امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ فرماتے ہیں ان کا آخری وقت تیرہ تاریخ کی عصر تک ہے۔اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔

س: تکبیریں آہستہ کہی جائیں یا بلند آواز سے؟

ج: امام اور مقتدی بلند آواز سے کہیں مگر عورتیں آہستہ کہیں۔

س: اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو کیا مقتدی کہہ سکتا ہے؟

ج: اگر امام بھول جائے تو مقتدی تکبیر کہے۔

س: ان تکبیروں کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ ہر فرض ادا کرنے والے پر واجب ہے خواہ جمعہ[1] ہو یا غیر جمعہ لیکن سلام پھیرتے ہی فوراً کہے(یعنی ایسا وقفہ کئے بغیر کہے جس سے بناء منع ہو لیکن اگر مسجد سے نکل گیا یا جان بوجھ کر کلام کیا یا بھول کر کلام کیا جان بوجھ کر بے وضوء ہو گیا تو اس سے یہ تکبیریں ساقط ہو جائیں گی۔اگر سلام پھیرنے کے بعد قبلہ کی طرف پشت کر لی تو اس میں دو روایات ہیں اگر سلام کے بعد بھول کر بے وضوء ہو گیا تو صحیح یہ ہے کہ تکبیریں کہے وضوء کیلئے نہ جائے۔

سورج گرہن کی نماز کے مسائل

س: جب سورج گرہن ہو جائے تو مسلمانوں کو اس وقت کیا کرنا چاہئے؟

---

(۱) عید کے بعد کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں سے یہی منقول ہے اور انکی اتباع کرنا ضروری ہے اسی پر عطاء بلخ ہیں۔اس کے قول لاباس بہ سے مراد ہے کہ یہ مستحب ہے۔

ج: جب سورج بے نور ہو جائے تو امام لوگوں کو دو رکعت نفل کی طرح بغیر اذان اور اقامت کے ایک رکوع دو سجدے سے پڑھائے اور دونوں رکعتوں میں قراءت لمبی کرے پھر دعا کرے یہاں تک کہ سورج کھل جائے۔

س: نماز کسوف میں قراءت بلند پڑھے یا آہستہ؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک آہستہ اور صاحبینؒ کے نزدیک بلند پڑھے۔

س: کون سا امام یہ نماز پڑھائے؟

ج: جمعہ والا امام ہی یہ نماز پڑھائے۔

س: امام جمعہ حاضر نہ ہو تو؟

ج: پھر یہ لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں۔

س: کیا ان نمازوں میں خطبہ بھی ہے؟

ج: اسمیں خطبہ نہیں ہے۔

س: اگر چاند بے نور ہو جائے تب مسلمان کیا کریں؟

ج: ہر آدمی اکیلا اکیلا نماز پڑھے۔

س: کیا ان حالات میں نمازوں کے علاوہ بھی کوئی عمل ہے؟

ج: بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا چاند اور سورج اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے ان کو گرہن نہیں لگتا اگر تم ایسا معاملہ دیکھو تو دعاء کرو اور نماز پڑھو اور صدقہ کرو دوسری روایت بخاری میں حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے سورج گرہن کے وقت ہمیں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔

نماز استسقاء

س: استسقاء کے کیا معنی ہیں؟

ج: قحط پڑ جانے پر بارش کا طلب کرنا استسقاء کہلاتا ہے۔

س: نماز استسقاء میں کیا کرنا چاہیے؟

ج: نماز استسقاء جائز ہے واجب نہیں اگر صرف دعا و غیرہ یا استغفار کر لیا جائے تو بھی جائز ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کبھی بارش کیلئے نماز پڑھ لیتے تھے کبھی منبر پر جمعہ کے دن بارش کیلئے صرف دعا فرما دیتے تھے۔ دونوں طریقے ثابت ہیں۔

س: فقہ کی بعض کتب میں ہے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ استسقاء میں کوئی نماز سنت نہیں ہے تو اس کے کیا معنی ہیں؟

ج: اس کا مطلب یہ ہے کوئی نماز متعین سنت مؤکدہ نہیں ہے کہ اسکے علاوہ دعاء وغیرہ سے طلب بارش صحیح نہ ہو۔ (صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی پڑھی کبھی چھوڑ دی تو یہ سنت نہ ہوئی۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ سنت وہ ہوتی ہے جس پر آپ ﷺ نے ہمیشہ عمل کیا ہو کبھی کرنا کبھی نہ کرنا اس سے استحباب ثابت ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مطلق نماز کی نفی احادیث کیخلاف ہے۔ اسلئے امام ابو حنیفہؒ کی نفی سے سنت ہونے کی نفی نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہونے کی نفی ہے)

س: جب امام لوگوں کو نماز استسقاء پڑھانے کا ارادہ کرے تو کیا کرے؟

ج: امام لوگوں کے ساتھ پیدل میدان کی طرف عاجزی کرتے ہوئے اور اپنے سروں کو جھکاتے ہوئے نکلے اور دو رکعت نماز پڑھائے اسمیں بلند قراءت کرے پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے دو خطبے دے اور خطبہ کے دوران اپنی چادر کو الٹا کرے اوپر کے حصہ کو نیچے اور نیچے کے حصے کو اوپر دائیں کندھے کے کنارے کو بائیں کندھے پر اور بائیں کندھے کے کنارے کو دائیں کندھے پر۔ لیکن لوگ اپنی چادروں کو نہ الٹیں امام خطبہ کے بعد قبلہ کی طرف منہ کرے دعا کرے لوگ بیٹھے ہوئے قبلہ رخ ہو کر دعاء کریں توبہ اور استغفار کرتے ہوئے ندامت کے ساتھ اور بہتر ہے کہ کمزور بوڑھے اور بچوں سے دعا منگوائی جائے۔

س: کیا اس کے علاوہ بھی کوئی عمل ہے؟
ج: نماز کیلئے جانے سے قبل صدقہ کریں۔

تراویح کا بیان

س: کیا رمضان میں پانچ نمازوں اور سنتوں وغیرہ کے علاوہ کوئی اور نماز بھی ہے؟
ج: حضور ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی امید پر رکھے تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی امید پر (رات) نماز پڑھی اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (بخاری و مسلم) اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کی راتوں میں کوئی اور نماز بھی ہے جو عام مہینوں کی نماز سے زائد ہے۔
س: رمضان میں لوگ کیسے نماز پڑھیں؟
ج: امام لوگوں کو عشاء کے بعد بیس رکعت نماز پڑھائے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اس طرح یہ پانچ ترویحہ ہو جائیں گے۔
س: پانچ ترویحوں سے کیا مراد ہے؟
ج: ہر چار رکعت کو ترویحہ کہتے ہیں اس لئے اسکو نماز تراویح کہتے ہیں۔ پس امام پر ترویحہ کے بعد اس کی مقدار بیٹھے تاکہ لوگ کچھ راحت حاصل کر لیں۔
س: کیا یہ نماز عورتوں کیلئے بھی اس طرح سنت ہے؟
ج: نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے مردوں اور عورتوں کیلئے مرد مسجدوں میں باجماعت اور عورتیں گھروں میں پڑھیں یہی ان کے لئے بہتر ہے۔
س: جماعت تراویح کا کیا حکم ہے؟
ج: یہ سنت مؤکدہ کفایہ ہے اگر سب مسجد والے چھوڑ دیں تو گنہگار ہونگے۔
س: کیا وتر رمضان میں باجماعت ادا کئے جائیں؟

ج: تراویح سے فارغ ہو کر امام وتر پڑھائے اور تینوں رکعتوں میں قراءت بلند کرے لیکن امام اور مقتدی دعائے قنوت آہستہ پڑھیں۔

س: کیا غیر رمضان میں بھی وتروں کو جماعت سے پڑھیں؟

ج: غیر رمضان میں وتروں کو جماعت سے نہ پڑھے۔

نمازِ خوف کے مسائل

س: جب دشمن گھیراء کرے اور خوف زیادہ ہو جائے تو امام کیسے نماز پڑھے؟

ج: امام لوگوں کی دو جماعتیں بنادے ایک دشمن کے مقابلہ میں کھڑی رہے دوسری امام کے پیچھے ان کو ایک رکعت مکمل پڑھائے۔ جب امام پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے تو یہ جماعت دشمن کے مقابلے میں چلی جائے۔ اور دوسری جماعت آجائے۔ اور امام کے ساتھ ایک رکعت تشہد سمیت پڑھے جب امام سلام پھیرے یہ سلام نہ پھیریں بلکہ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں۔ پہلی جماعت آکر بغیر قراءت کے اپنی ایک رکعت پوری کرے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے پھر یہ دشمن کے مقابلے میں چلی جائے دوسری جماعت اگر قراءت کے ساتھ اپنی ایک رکعت پوری کرے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرے۔

س: اگر امام مقیم ہو تو کیا کرے؟

ج: چار رکعت والی نماز پر جماعت کو دو دو رکعتیں پڑھائے۔

س: اگر مغرب کی نماز ہو تو کیسے پڑھائے؟

ج: پہلی جماعت کو دو رکعت پڑھائے اور دوسری جماعت کو ایک ایک رکعت پڑھائے۔

س: اگر خوف بہت سخت ہو جائے جماعت[1] اور سواریوں سے اترنے کی طاقت نہ ہو تو؟

---

(۱) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے۔

ج: ہر شخص اپنی سواری پر انفرادی نماز پڑھے اور اشارہ سے رکوع سجدہ کرے۔

س: اگر استقبال قبلہ پر طاقت نہ ہو تو؟

ج: جس طرف رخ ہو نماز پڑھیں۔

س: بعض لوگ زمین پر ہوں تو وہ کیسے نماز پڑھیں؟

ج: بغیر چلنے کے رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھیں اگر رکوع سجدہ پر قادر نہ ہوں تو اشارہ سے رکوع اور سجدہ کریں (فتاویٰ عالمگیری میں اس طرح ہے کہ پیدل رکوع سجدہ کی طاقت نہیں رکھتا تو اشارہ کرے)

س: اگر نماز کی حالت میں لڑنے پر مجبور ہو جائیں اور لڑائی شروع کر دیں تو نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر نماز میں لڑائی کی یا چلے تو نماز عمل کثیر کی وجہ سے باطل ہو جائے گی۔

س: اگر دشمن حملہ کر دیا اور مسلمان نماز پڑھنے پر کسی طرح بھی قادر نہ ہوں نہ اکیلے نہ جماعت سے نہ رکوع سجدہ سے نہ اشارہ سے تو کیا کریں؟

ج: نماز کو موخر کر دیں جیسے کہ حضور ﷺ نے جنگ خندق میں کیا جب وقت ملے تو قضاء کر دیں۔ (بخاری میں حضرت جابرؓ نقل کرتے ہیں کہ خندق کے دن حضرت عمرؓ سورج غروب ہونے کے بعد آئے کفار کو برا بھلا کر رہے تھے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نماز عصر کے قریب بھی نہیں گئے اور سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے بھی نماز نہ پڑھی پھر ہم وادی (بطحان) کی طرف گئے اور نماز کیلئے وضوء کیا پھر سورج غروب ہونے کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب پڑھی۔

بیت اللہ میں نماز کے مسائل

س: اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو نماز کی ادائیگی کے وقت قبلہ رخ بنایا ہے کیا کوئی بیت اللہ کے

اندر نماز پڑھے تو جائز ہے؟

ج: بیت اللہ کے اندر فرض اور نفل ہر قسم کی نماز جائز ہے۔

س: اگر بیت اللہ کے اندر امام جماعت کروائے اور بعض مقتدیوں کی پیٹھ امام کی پیٹھ کی طرف ہو تو کیا جائز ہے؟

ج: جائز ہے نماز ہو جائیگی۔

س: اگر بیت اللہ کے اندر بعض لوگ اپنے چہرے امام کے چہرہ کی طرف کریں تو کیا ان کی نماز درست ہو گی؟

ج: انکی نماز ہو جائیگی مگر مکروہ ہو گی۔

س: اگر بعض لوگ اپنی پیٹھ امام کے چہرہ کی طرف کریں تو کیا انکی نماز ہو جائیگی؟

ج: ان کی نماز بسبب امام سے آگے بڑھنے کے نہیں ہو گی۔

س: جب امام بیت اللہ سے باہر مسجد حرام میں نماز پڑھائے اور لوگ بیت اللہ کے اردگرد حلقہ بناتے ہیں اگر ان میں سے کوئی بیت اللہ کے امام سے زیادہ قریب ہو۔ تو کیا اسکی نماز ہو جائیگی؟

ج: ہاں ان کی نماز صحیح ہو گی۔

س: کیا یہ حکم عام ہے یا اس سے بعض نمازی مستثنیٰ ہیں؟

ج: اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو امام کی جانب کھڑے ہوں اگر وہ امام سے آگے بڑھ کر بیت اللہ کے قریب ہونگے تو ان کی نماز درست نہیں ہو گی۔ اور اگر دوسری طرف سے جس طرف امام نہیں کوئی امام سے زیادہ قریب ہو گیا تو اسکی نماز درست ہو جائیگی۔

س: اگر کوئی بیت اللہ کی چھت پر نماز پڑھے کیا اسکی نماز جائز ہو گی؟

ج: نماز جائز ہے مگر ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ خلاف تعظیم ہے۔

جنازہ کے مسائل

س: اگر کسی کی موت کا وقت آجائے تو حاضرین کیا کریں؟

ج: اسکو قبلہ رخ کیا جائے کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے۔ اگر فوت ہو جائے تو اسکے جبڑوں کو باندھو۔ آنکھیں بند کردو عورتوں کا حکم بھی اس طرح ہے۔

میت کو غسل دینے کے مسائل

س: جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو کیسے غسل دیا جائے؟

ج: جب میت کو غسل دینے کا ارادہ ہو تو اس کو ایسے تختہ پر جسکو طاق مرتبہ دھونی دی جاتی ہے۔ اس پر رکھیں (در مختار میں ہے طاق سے مراد سات مرتبہ تک ہے صرف جیسا کہ کفن کو دھونی دی جاتی ہے۔ لیکن وہ تین مرتبہ ہوتی ہے۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ تختہ کو ایک سے لیکر سات مرتبہ تک دھونی دی جاتی ہے۔ اس سے زیادہ نہ کیا جائے جیسا کہ فتح القدیر اور کافی اور نہایہ میں ہے لیکن تبیین میں ہے کہ پانچ مرتبہ سے زیادہ دھونی نہ دیجائے فتح القدیر میں ہے کہ ہر وہ چیز جس میں میت رکھی جاتی ہے۔ اسکو تین مرتبہ اسلئے دھونی دیجاتی ہے تاکہ وہ بدبو جو موت کے وقت نکلتی ہے اسکا ازالہ ہو سکے) اور اسکی شرمگاہ پر کپڑے کا ٹکڑا رکھ کر اس کے کپڑے اتارے جائیں اور اسکو بغیر کلی اور ناک میں پانی ڈالے وضوء کروایا جائے۔ اور اسکے سر اور ڈاڑھی کو خطمی (جو ایک قسم کی خوشبو ہے) سے دھویا جائے پھر بائیں پہلو پر رکھ کر غسل دیا جائے یہاں تک کہ نیچے تک پانی پہنچ جائے پھر دائیں پہلو پر لٹا کر غسل دیا جائے یہاں تک کہ پانی نیچے پہنچ جائے پھر غسل دینے والا اسکو سہارا دیکر بٹھائے اور اسکے پیٹ کو آرام سے صاف کیا جائے۔ اس دوران اگر کوئی چیز جسم سے نکل آئے صرف اسکو دھو دیا جائے۔

غسل دوبارہ نہ کروایا جائے۔ پھر اسکو بائیں پہلو پر لٹا کر غسل دیا جائے یعنی کافور (جو ایک قسم کی خوشبو ہے) والا پانی اسپر ڈال دیا جائے۔ یہ تین مرتبہ مکمل ہو گیا۔ (یہ تیسری مرتبہ غسل دینا اس لئے ہے کہ غسل مسنون حاصل ہو جائے اور ہر مرتبہ لٹانے کے وقت تین مرتبہ پانی بہایا جائے۔ جیسا کہ در مختار میں ہے۔ لیکن صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ اور صاحب کنز نے تیسری مرتبہ دھونے کو ذکر نہیں کیا۔ صاحب بحر نے کہا ہے کہ جو کہا گیا ہے کہ صاحب کنز نے اسکو یوں ذکر کیا (وصب علیه ماء مغلی بسدر) یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ان تین مرتبہ دھونے سے نہیں ہے اسکی دلیل اس کا یہ قول (جو بعد میں ہے) غسل رأسه ولحیته بالخطمی تحقیق سنت یہ ہے کہ شروع کرے ان دونوں کے دھونے سے پہلی مرتبہ دھونے سے قبل[1] حاصل یہ ہوا کہ جب وضوء سے فارغ ہو جائے تو سنت یہ ہے کہ سر اور ڈاڑھی کو خطمی سے دھوئے بغیر کنگھی دینے کے بعد پھر بائیں پہلو پر لٹا کر اسکو دھویا جائے یہ ایک مرتبہ ہوا پھر دائیں پہلو پر لٹا کر اسکو دھویا جائے یہ ایک مرتبہ ہوا پھر دائیں پہلو پر لٹا کر اسکو دھویا جائے یہ دوسری مرتبہ ہوا۔ پھر بیٹھا کر اس کے پیٹ کو صاف کر کے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں پھر بائیں پہلو پر لٹا کر اس پر پانی بہایا جائے یہ تیسری مرتبہ ہوا علامہ ابن ہمام نے بھی اس طرح ذکر کیا ہے)

س: کیا پانی کے علاوہ دوسری کوئی چیز صفائی کیلئے استعمال کرنی چاہئے؟

ج: بیری یا اشنان کے پتے ڈال کر پانی کو جوش دیا جائے پھر اس سے غسل کروایا جائے۔ اگر صابن وغیرہ استعمال کریں تو بھی جائز ہے۔ (ابن ہمام فرماتے ہیں بہتر یہ ہے کہ پہلے دو مرتبہ بیری والے پانی سے غسل دیا جائے۔ جیسا کہ کتاب سے ظاہر ہوتا ہے۔ ابوداؤد میں عن محمد بن سیرین عن ام عطیہؓ سے ہے کہ وہ دو مرتبہ

(۱) یہ کلام اجمالی ہے پانی کی کیفیت کے بیان میں۔

بیری کے پانی سے غسل دیتے ہیں۔ اور تیسری مرتبہ کافور والے پانی سے)

س: اگر یہ چیزیں نہ ملیں تو؟

ج: خالص پانی سے غسل دیا جائے۔

کفن کا بیان

س: کفن کے کپڑے کتنے ہوں۔ اور مرد و عورت کو کس طرح کفن دیا جائے؟

ج: اسکی تفصیل یہ ہے کہ مرد کا سنت کفن چادر اور قمیض اور لفافہ ہے لیکن صرف چادر اور لفافہ بھی کافی ہیں اور ضرورت کے وقت جو مل جائے لیکن بغیر عذر کے ایک کپڑے میں کفن دینا مکروہ ہے۔ (۲) چادر سر ...... سے لیکر پاؤں تک ہو اور لفافہ بھی ایسا ہی ہو اور قمیض گردن کے اوپر سے پاؤں تک ہو۔ بغیر جیب اور گریبان اور آستینوں کے۔ (۳) کفن دینے کی ترتیب یہ ہے کہ کفن دینے سے پہلے کفن کو طاق مرتبہ دھونی جائے پھر لفافہ کو پھیلا دیا جائے۔ اس پر چادر کو بچھا کر پھر میت کو چادر پر جسم خشک کر کے لٹا دیا جائے۔ اور حنوط (جو ایک قسم کی خوشبو ہے جس میں زعفران اور ورس نہ ملے ہوئے ہوں کیونکہ وہ مردوں کیلئے مکروہ ہے) اس کے سر اور ڈاڑھی پر لگائی جائے اور کافور، اعضاء، سجدہ پر جیسے پیشانی، ناک ہاتھ گھٹنے اور پاؤں پر لگائیں۔ پھر سب سے پہلے قمیض پہنائیں (اسکا طریقہ یہ ہے کہ نصف قمیض کو چادر پر بچھائیں اور نصف کو سر کی طرف اکٹھی کر دیں میت کو قمیض پر لٹا کر اسکی کٹی ہوئی جگہ سے سر گزاریں تاکہ نصف نیچے اور نصف اوپر آجائے) پھر چادر لپیٹی جائے پہلے بائیں طرف کا کنارہ پھر دائیں طرف کا پھر لفافہ بھی اس طرح لپیٹا جائے کہ دایاں کنارہ بائیں پر آئے۔ (۴) اگر کفن کھلنے کا ڈر ہو تو دونوں سروں سے کسی چیز کو باندھ دے۔ (۵) عورت کا سنت کفن پانچ کپڑے ہیں۔ قمیض، چادر، دوپٹہ، لفافہ اور ایک کپڑے کا ٹکڑا جس سے اس کے پستان باندھے

جائیں لیکن چادر دوپٹہ اور لفافہ کفایت کر سکتے ہیں۔ اور بوقت ضرورت جو مل جائے لیکن بغیر عذر کے صرف دو کپڑوں میں کفن دینا مکروہ ہے۔ (۶) کپڑے کا ٹکڑا پستان سے لیکر رانوں تک ہو۔ (۷) دوپٹہ تین ہاتھ ہو۔ (۸) کفن دینے سے پہلے اسکو تین مرتبہ دھونی دینی چاہئے۔ پہلے لفافہ پھیلایا جائے پھر اسپر چادر اور میت کو چادر پر رکھا جائے۔ اور قمیض پہنائی جائے اور بالوں کو دو حصوں میں کر کے (دائیں بائیں) قمیض کے اوپر سے سینہ پر رکھیں جائیں۔ پھر دوپٹہ ان پر (یعنی سر اور بالوں کے دونوں حصوں پر) پھر ٹکڑے کو قمیض کے اوپر باندھا جائے[1]۔ اور دوپٹہ قمیض کے اوپر باندھیں لیکن بعض فقہاء سے نقل کیا گیا ہے۔ کہ دوپٹہ کفن کے اوپر باندھا جائے۔ لیکن ہم اختیار والے قول کو پسند کرتے ہیں کہ حدیث بھی اسی قول کی تائید کرتی ہے (دیکھئے اعلاء السنن) پھر چادر کو لپیٹا جائے پھر لفافہ کو اگر کفن کھلنے کا خوف ہو تو دونوں سروں سے باندھ دیا جائے۔

س: کیا میت کے بالوں میں کنگھی کی جائے؟

ج: نہ کنگھی کی جائے نہ سر کے بالوں میں نہ ڈاڑھی میں اور نہ ہی ناخن کاٹیں نہ بال۔

نماز جنازہ کا بیان

س: نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے؟

ج: جب نماز کا ارادہ ہو تو امام میت کے سینہ کے برابر کھڑا ہو لوگ امام کے پیچھے کھڑے ہو کر تین صفوں میں تقسیم ہوں۔ (ابوداؤد میں حضرت مالک بن ھبیرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے۔ اس پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں۔ تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اسلئے اگر اہل جنازہ کی تعداد کم ہو تو انکو تین صفوں میں تقسیم کرنا

(۱) علامہ شامی مختار میں قول نقل کرتے ہیں کہ پہلے قمیض پہنائی جائے۔

چاہئے) پھر امام اور مقتدی تکبیر کہیں پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کریں۔ چاہیں تو سبحانك اللہ پڑھیں پھر دوسری تکبیر کہیں اور حضور ﷺ پر درود پڑھیں پھر تیسری تکبیر کہہ کر میت اور تمام زندہ مردہ مسلمانوں کیلئے دعا کریں۔ پھر چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیں۔ (ابن ابی شیبہ نے عن شعبی سے یہی طریقہ نقل کیا ہے۔ میت کی دعا جو پاکستان اور ہندوستان میں مشہور ہے اللّٰھم اغفر لحینا ومیتنا. الخ (صاحب الدر والرد سے اس طرح ذکر کیا اور بخاریؒ نے بھی تعلیقاً ذکر کیا ہے حسن سے مروی ہے کہ بچے کے جنازہ میں فاتحہ پڑھی جائے (بطور ثناء کے اور یہ بڑے کے جنازہ میں بھی جائز ہے اور یہ کہے۔ اللّٰھم اجعله لنا فرطًا وسلفا وأجراً. الخ)

س: کیا جنازہ کی تکبیرات میں ہاتھ اٹھائے جائیں؟

ج: ہاتھ نہ اٹھائے جائیں مگر صرف پہلی تکبیر میں اٹھائیں۔

س: کیا جنازہ کیلئے جماعت شرط ہے؟

ج: جماعت شرط نہیں اگر ایک مرد یا ایک عورت بھی جنازہ پڑھ لے تو نماز ہو جائیگی یعنی فرض کفایہ ادا ہو جائیگا۔

س: نماز جنازہ میں کیا شرطیں ہیں اور کیا فرض ہیں؟

ج: شرطیں یہ ہیں حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاکی حاصل کرنا۔ کپڑے اور مکان (جگہ) کا پاک ہونا۔ میت کا پاک ہونا۔ میت کا امام کے آگے ہونا۔ فرض دو چیزیں ہیں۔ قیام، چار تکبیریں باقی چیزیں سنت ہیں۔

س: کیا میت پر اس مسجد میں جو پانچ وقت نمازوں کیلئے بنائی گئی ہو نماز پڑھ سکتے ہیں؟

ج: مسجد میں جنازہ مکروہ ہے کیونکہ حضور ﷺ مسجد سے باہر جنازہ پڑھتے تھے۔ (بخاری میں حضرت ابی ھریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کو نجاشی کی موت کی خبر دی گئی جب وہ فوت ہوا تو آپ ﷺ جنازہ گاہ کی طرف نکلے اور صفیں بنائیں

اور چار تکبریں کہیں۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے یہود کی ایک مرد اور عورت کو جنہوں نے زنا کیا تھا لائے آپ ﷺ نے رجم کا حکم دیا جنازہ کی جگہ میں جو مسجد کے پاس تھی۔ پس پہلی حدیث میں وضاحت ہے کہ حضور ﷺ نماز جنازہ کیلئے جنازہ گاہ کی طرف نکلے باوجود اس کے کہ میت موجود نہ تھی اور دوسری حدیث میں وضاحت ہے کہ جنازے مسجد کے قریب رکھے جاتے تھے۔ مسند احمد میں عبداللہ بن جحشؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم مسجد سے باہر جنازے رکھنے کی جگہ میں بیٹھے تھے۔ حضور ﷺ ہمارے سامنے تشریف فرما تھے اس میں بھی وضاحت ہے جنازہ کی جگہ مسجد سے باہر تھی علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں اور مسلم میں بھی ہے جب سعد بن ابی وقاصؓ نے وفات پائی تو حضرت عائشہؓ نے کہا اسکو مسجد میں لئے جاؤ یہاں تک کہ اسپر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ پس حاضرین نے ان کی بات کا انکار کیا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے بیضاء[۱] کے دو بیٹوں پر نماز جنازہ پڑھی سہل اور اسکے بھائی پر۔ ہم کہتے ہیں یہ ایک خاص واقعہ ہے۔ تو ممکن ہے کہ حضور ﷺ معتکف ہوں اور اگر مان لیں کہ وہ معتکف نہ بھی تھے تو صحابہؓ اور تابعین کا انکار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسکے بعد اس پر عمل چھوڑ دیا گیا) اور جنازے (مسجد سے) باہر رکھے جانے لگے۔

س: جنازہ میں نماز پڑھانے کا کون مستحق ہے؟

ج: حاکم شہر اگر موجود ہو ورنہ محلہ کا امام پھر میت کا وارث۔

س: اگر غیر ولی اور غیر حاکم جنازہ پڑھائے تو ولی جنازہ دوبارہ پڑھا سکتا ہے؟

ج: جائز ہے۔

س: اگر ولی یعنی وارث نے جنازہ پڑھایا کیا کوئی دوسرا جنازہ پڑھا سکتا ہے۔

ج: ولی کے بعد جنازہ دوبارہ پڑھانا کسی دوسرے کو اجازت نہیں۔

(۱) اسکو دوبارہ دیکھا جاوے یہ ترجمہ درست نہیں ہے۔

س: اگر بغیر نماز کے دفن کر دیا کیا حکم ہے؟

ج: اسکی قبر پر تین دن تک نماز پڑھیں اسکے بعد نہ پڑھیں۔ (قدوری میں اس طرح ہے لیکن در مختار میں ہے کہ اگر بغیر جنازہ یا غسل کے دفن کر دیا گیا ہو تو اسپر اچھا ہے کہ نماز پڑھی جائے جب اسکے پھولنے یا پھٹنے کا گمان نہ ہو بغیر کسی مقررہ مدت کے اور یہی صحیح ہے اس لئے کہ موسم اور جسم اور علاقے کے اعتبار سے پھٹنے کا وقت مختلف ہوتا ہے۔ شامی نے اسکو بحر سے نقل کیا ہے۔

جنازہ کو اٹھانا اور دفن کرنا

س: جنازہ کو کیسے اٹھائیں اور کیسے چلیں؟

ج: جب میت کو اٹھانے کا ارادہ ہو تو چارپائی کو چاروں پایوں سے اٹھائیں تیز چلیں لیکن بھاگے نہیں۔ جو شخص میت کا ارادہ کرے وہ پہلے چارپائی کا اگلا حصہ اپنے دائیں کندھے پر اٹھائے پھر پچھلے حصہ کو دائیں کندھے پر پھر اگلے حصہ کو بائیں کندھے پر پھر پچھلے حصہ کو بائیں کندھے پر۔

س: کیا لوگ قبرستان میں بیٹھیں؟

ج: بیٹھنا جائز ہے لیکن جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے۔

س: قبر کیسے ہو؟

ج: نصف قد یا سینہ تک گڑھا کھودا جائے اگر زیادہ ہو تو بہتر ہے۔ لحد بنائی جائے یہی افضل ہے لیکن اگر زمین نرم (مثلاً ریت والا ہے) ہو تو زمین پھاڑ کر قبر بنانا جائز ہے۔

س: میت کو قبر میں کیسے اتارا جائے؟

ج: قبلہ کی طرف سے داخل کیا جائے اور میت رکھنے والا یہ کہے **بسم اللہ وعلی ملة الرسول اللہ** (امام ترمذی نے اسکو روایت کیا حسن کہا) اسکو دائیں پہلو پر لٹا کر قبلہ رخ کرے اور کفن کی گرہوں کو کھول دیں جو کفن کھلنے کے خوف سے باندی

تھیں اور اسکے (منہ) پر اینٹیں لگائیں پھر مٹی ڈال دی جائے۔

س: اگر قبر کو بند کرنے کیلئے پکی اینٹ یا لکڑی یا سر کنڈا استعمال کیا جائے تو کیا حکم ہے؟

ج: پکی اینٹ یا لکڑی کا استعمال مکروہ ہے۔ سر کنڈا استعمال کرنے میں حرج نہیں۔

س: مٹی ڈالنے کے بعد قبر کیسی بنائی جائے؟

ج: اونٹ کے کوھان کی طرح بنائی جائے۔ چبوترہ نما نہ بنائی جائے اور نہ ایک بالشت سے زیادہ بلند کی جائے (صاحب البحر نے کہا جس نے حضور ﷺ کی قبر کو دیکھا اس نے بتلایا آپ ﷺ کی قبر اونٹ کے کوھان کی طرح تھی پھر صاحب البحر فرماتے ہیں ایک بالشت کے بقدر بلند ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چار انگلی کے بقدر بلند ہو)

س: قبروں کو چونا کرنا یا سیمنٹ یا کسی اور چیز سے پختہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ سب گناہ ہے حضور ﷺ نے ان سے منع فرمایا۔

س: اگر بچہ پیدا ہوا اور آواز نکالی پھر مر جائے تو اسپر نماز کا کیا حکم ہے؟

ج: جو بچہ پیدائش کے بعد آواز نکالے یا اسمیں زندہ ہونے کی کوئی بھی نشانی ہو تو اسکا نام بھی رکھا جائے اور غسل اور نماز بھی پڑھی جائے۔

س: اگر آواز نہ نکالے اور نہ زندگی کی کوئی علامت ظاہر ہو تو؟

ج: کسی کپڑے میں لپیٹ کر بغیر نماز کے دفن کر دیا جائے۔

شہید کے احکام

س: کیا شہید کا حکم بعض چیزوں میں مختلف ہے؟

ج: بعض چیزوں میں مسائل مختلف ہیں۔

س: وہ مسائل کیا ہیں؟

ج: وہ مسلمان جسکو کفار نے قتل کیا ہے یا میدان جنگ سے زخمی حالت میں ملا

اور پھر انہی زخموں سے مر گیا یا مسلمانوں نے اسکو ظلماً قتل کر دیا ایسا قتل جس کی وجہ سے دیت واجب نہ ہو انکو کفن بھی دیا جائیگا اور نماز بھی پڑھی جائیگی لیکن غسل نہیں دیا جائیگا۔

س: اگر کوئی جنبی حالت میں شہید ہو جائے کیا اسکو غسل دیا جائے یا نہ؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غسل دیا جائے صاحبینؒ فرماتے ہیں غسل نہیں دیا جائیگا۔ اسی طرح نابالغ شہید ہو جائے تو اسکے غسل میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک غسل دیا جائے۔ لیکن صاحبینؒ کے نزدیک غسل نہ دیا جائیگا۔

س: ہمیں معلوم ہو گیا کہ شہید کو عام مردوں کی طرح غسل نہیں دیا جائیگا کیا اسکے خون کو دھویا جائیگا اور اسکے کپڑے اتارے جائیں گے؟

ج: انکا خون نہ دھویا جائے نہ کپڑے اتارے جائیں لیکن روئی دار کپڑے اور موزے اور اسلحہ کو اتار لیا جائے۔

س: جو میدان جنگ میں زخمی ہوا پھر اس نے کھایا، یا پیا یا علاج کر وایا۔ پھر فوت ہو گیا کیا وہ بھی شہید کے حکم میں ہے؟

ج: اللہ کے نزدیک شہید کے حکم میں ہے ثواب کے لحاظ سے لیکن احکام کے لحاظ سے شہید کے حکم میں داخل نہیں جیسے غسل نہ دینا۔ اور کھانے پینے اور علاج کا نام ارتثاث (یعنی فائدہ اٹھانا) رکھا جاتا ہے۔

س: اگر کوئی میدان میں زخمی پایا گیا وہ ہوش وحواس میں اتناز ندہ رہا کہ اسپر ایک نماز کا وقت گزر گیا۔ یا اسکو میدان جنگ سے زندہ دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ ارتثاث (فائدہ اٹھانا) ہے اسکو عام مردوں کی طرح غسل دیا جائیگا؟

س: جو شخص حد شرعی اور قصاص میں قتل کیا جائے تو اسکا حکم کیا ہے؟

ج: غسل دیا جائے اور نماز بھی پڑھی جائے۔

س: اگر باغی یا رہزن مارا جائے کیا اسپر نماز پڑھی جائے۔

ج: اسپر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔

کتاب الزکوٰۃ / زکوٰۃ کا بیان

س: زکوٰۃ کے لغوی اور شرعی معنی کیا ہیں؟

ج: زکوٰۃ کے لغوی معنی ہیں پاکیزگی اور بڑھانا (زکوٰۃ کو زکوٰۃ اسی لئے کہتے ہیں کہ اس سے مال پاک ہو جاتا ہے۔ اور بڑھتا بھی ہے) اور زکوٰۃ کے شرعی معنی صاحب مال کا اپنے مال سے اس معین مقدار کو جو شریعت نے مقرر کی ہے کسی غریب مسلمان کو اسکا مالک بنا دینا اس طرح کہ دینے والے کو اس سے کسی طرح کا نفع حاصل نہ ہو۔

س: زکوٰۃ کا اسلام میں کیا حکم ہے؟

ج: زکوٰۃ فرض ہے اور ارکان اسلام کا ایک رکن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ (ترجمہ) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو جو زکوٰۃ کا منکر ہو وہ کافر ہے اسلام سے خارج ہے (اکثر فقہاء مسائل زکوٰۃ کو روزہ سے پہلے بیان کرتے ہیں کلام اللہ شریف کی اقتداء کرتے ہوئے کیونکہ یہ نماز کے بعد افضل عبادت ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں (۳۲) بتیس جگہ پر زکوٰۃ کا ذکر نماز کیساتھ فرمایا ہے)

س: زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

ج: زکوٰۃ آزاد مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے جبکہ وہ نصاب کا پورا مالک ہو اور اسپر سال گزر جائے۔

س: کامل نصاب کیا ہے؟

ج: وہ یہ کہ دو صد درھم چاندی کا مالک ہو یا بیس (۲۰) مثقال سونے کا یا مروجہ پیسے اتنے ہوں کہ ان میں سے کسی ایک کی قیمت کو پہنچ جائیں یا مال تجارت اتنا ہو کہ اسکی

مالیت ان دو میں سے کسی ایک کو پہنچ جائے۔

س: صاحب نصاب پر اگر قرض ہو تو کیا اسپر بھی زکوٰۃ فرض ہے؟

ج: اگر اسکا قرضہ سارے مال کے برابر یا مال سے زائد ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں اگر اس کا مال قرض سے زائد ہو پھر زائد مال نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ اس زائد مال پر فرض ہو گی۔

س: کیا مال تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے؟

ج: اگر مال تجارت دو نصابوں میں سے (یعنی دو صد درہم چاندی یا بیس مثقال سونا کو پہنچ جائے) کسی ایک کی قیمت کو پہنچ جائے۔ تو زکوٰۃ فرض ہو گی۔

س: سال گزرنے کا کیا مطلب ہے؟

ج: سال گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان آزاد بالغ جب نصاب یا اس سے زائد کا مالک ہو تو اسپر زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ جب اسکے مال پر چاند کے حساب سے ایک سال پورا گزر جائے سال کا حساب شمسی مہینوں سے نہ لگائیں گے (یعنی جنوری وغیرہ) (تاریخ کا اعتبار اس وقت سے ہو گا جب اس نے پہلی مرتبہ زکوٰۃ ادا کی تھی تو آئندہ سال پورا کریں گے)

س: رہائش کا مکان۔ پہننے کے کپڑے گھر کا ساز و سامان کا کیا حکم ہے؟

ج: رہائش کا مکان پہننے کے کپڑے گھر کا ساز و سامان اور سواری کے جانور اور خدمت کے غلام اور وہ اسلحہ جو استعمال میں ہو ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

س: اگر یہ چیزیں تجارت کیلئے ہوں تو کیا زکوٰۃ فرض ہے؟

ج: اگر نصاب کو پہنچ جائیں تو زکوٰۃ فرض ہے۔

س: سونے چاندی یا سامان تجارت میں زکوٰۃ واجب ہوئی لیکن اس نے بقدر ان اشیاء کے قیمت (یعنی نقد رقم) دے دی کیا جائز ہے؟

ج: قیمت دینا جائز ہے۔

س: اگر کسی نے بغیر نیت (یعنی زکوٰۃ کی نیت) کے سارا مال صدقہ کر دیا اس کا کیا حکم ہے؟
ج: اس سے فرض ساقط ہو گیا۔
س: اگر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مال ضائع ہو گیا تو صاحب مال کیا کرے؟
ج: اگر مال ضائع ہو گیا تو زکوٰۃ ساقط ہو گی اگر کچھ مال ضائع ہوا تو اس کے بقدر زکوٰۃ ساقط ہو گی۔ یہ اسوقت ہے جب مال ضائع ہو گیا ہو لیکن اگر خود ضائع کر دیا تو زکوٰۃ ساقط نہیں ہو گی۔

سونے چاندی کی زکوٰۃ کے مسائل

س: چاندی کی کس مقدار پر زکوٰۃ فرض ہے۔
ج: جب کوئی دو صد درھم چاندی کا مالک بن جائے اور اسپر سال بھی گزر جائے تو وہ اپنے مال سے دسویں کی چوتھائی اداء کرے اور وہ پانچ درھم بنتے ہیں یعنی چالیسواں حصہ۔
س: اگر دو صد درھم سے درھم بڑھ جائیں تو زائد درھم کی زکوٰۃ کیسے ادا کریں؟
ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ زائد جب تک چالیس کو نہ پہنچیں تو کچھ نہیں دینا پڑے گا۔ لیکن جب چالیس کو پہنچ جائے تو ایک درھم پہلے پانچ کے ساتھ بڑھ جائیگا۔ اس طرح ہر چالیس پر ایک ایک درھم بڑھتا رہے گا۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ زائد دراھم کی زکوٰۃ ان کے حساب سے دینی ہو گی۔ خواہ وہ کم ہوں یا زیادہ۔
س: سونے کی کتنی مقدار ہو تو زکوٰۃ فرض ہے؟
ج: جب کسی کی ملکیت بیس مثقال سونا ہو تو اسپر سال گزرنے کے بعد نصف مثقال زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔ اور یہ بھی عشر کی چوتھائی ہے پھر جو زائد ہو ہر چار مثقالوں میں دو قیراط میں اور جو زائد ہے جب تک وہ چار مثقالوں کو نہ پہنچے اسمیں زکوٰۃ نہیں ہے اور یہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے صاحبینؒ کے نزدیک بیس مثاقیل میں

نصف مثقال ہے اور جو بیس سے زائدہ ہو ان میں اسی حساب کے موافق زکوٰۃ ہے۔ درمختار میں کہا ہے کہ سونے کا نصاب بیس مثقال اور چاندی کا دو سو درھم ہیں۔ ہر دس درھم سات مثاقیل کے ھم وزن ہوں اور دینار (اور وہ مثقال ہے) بیس قیراط کا ہوتا ہے اور درھم چودہ قیراط کا اور قیراط پانچ شعیر کا تو درھم شرعی ستر شعیر کا ہوا اور مثقال سو شعیر کا۔ تو مثقال کا وزن یہ ہوا ایک درھم اور درھم کے سات حصوں میں سے تین حصے۔ اور بحث کے آخر میں فرمایا کہ نھر میں سراج سے نقل کرتے ہوئے یہ زائد کیا کہ درھم کے چودہ قیراط ہونے پر جم غفیر اور متقدین و متاخرین اکثر جمہور ہیں۔

صاحب کنزالدقائق نے فرمایا کہ سونے چاندی کا وزن اداء اور وجوباً معتبر ہے اور یہ درھم سبعہ کے وزن والا ہے اور وہ یہ ہے کہ دس درھم سات مثاقیل ہوں مگر جدید وزن کے مطابق اصحاب حساب میں اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ بیس مثاقیل یہ ۸۵ گرام ہیں بعض نے ۸۷ اور بعض نے ۹۰ گرام کہا ہے تو شریعت مطہرۃ میں تو احتیاط ہی چاہیئے اس لئے جو ۸۵ گرام یا اس سے زائد کا مالک ہو یا اسکی قیمت ہو تو جب اسپر سال مکمل ہو اسکی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔

باقی رہا حساب دو سو درھم والا تو اسمیں بھی اہل حساب کے چند اقوال ہیں ایک قول ۵۹۵ گرام کا ہے دوسرا قول ۶۰۹ گرام کا تیسرا قول ۶۱۲ گرام کا ہے اس میں بھی احتیاط کرنی چاہیئے اور نصاب اقل کو بتانا چاہیئے لہٰذا جو ۵۹۵ گرام یا اس سے زیادہ چاندی کا یا اسکی قیمت کا مالک ہو تو اسکی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ (فاحفظ)

س: جب سونے یا چاندی سے زیور یا برتن وغیرہ بنوالئے کیا ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؟

ج: زکوٰۃ فرض ہے اگرچہ ان سے زیور یا برتن بنوالئے خواہ وہ چیزیں استعمال ہو رہی ہوں یا نہ ہو رہی ہوں۔

س: اگر سونے یا چاندی میں کھوٹ ملا ہو تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اگر چاندی غالب ہو تو وہ چاندی کے حکم میں ہے اگر کھوٹ پن غالب ہے تو وہ سامان کے حکم میں ہے (قدوری میں اس طرح ہے لیکن فتاویٰ عالمگیری میں تفصیل ہے۔ اگر کھوٹ غالب ہے تو وہ چاندی کی طرح نہیں ہیں اب دیکھا جاوے کہ وہ چلتے ہیں یا تجارت کی نیت کرے تو انکی قیمت معتبر ہے پس اگر وہ ادنیٰ نصاب کو پہنچ جاویں ان دراھم سے جن میں زکوٰۃ واجب ہے (اور وہ یہ ہیں جو چاندی پہ غالب ہوں) تو ان میں زکوٰۃ واجب اگر ایسے نہیں تو زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

اور اگر وہ چلنے والے ثمن نہیں اور نہ ہی ان میں تجارت کی نیت کی جاتی ہے تو اسمیں زکوٰۃ نہ ہو گی مگر یہ کہ اس میں چاندی اس قدر لگی ہو کہ وہ دو سو درھم کو پہنچ جائیگی بایں طور کہ وہ زائدہ ہو اور کھوٹ سے الگ بھی ہو سکے اگر ایسی ہے کہ وہ اس کھوٹ سے الگ نہیں ہو سکتی تو اسمیں بھی کوئی شیئ نہیں ہے اسی طرح اکثر کتب میں ہے کھوٹ والے سونے کا حکم بھی کھوٹ والی چاندی کی طرح ہے اور اگر دونوں برابر ہوں تو اسمیں اختلاف ہے خانیہ اور خلاصہ میں احتیاطاً وجوب کو پسند کیا گیا ہے۔ (کذا فی البحر)

س: ایک شخص کے پاس نہ سونا ہے نہ چاندی لیکن اسکے پاس بینک کا چیک ہے جو حکومت کے بینک میں چلتا ہے کیا اسپر بھی زکوٰۃ ہے؟

ج: اس پر بھی زکوٰۃ ہے جب وہ سونے چاندی میں سے کسی ایک نصاب کو پہنچ جائے کیونکہ وہ عام نوٹوں کی طرح ہے اس سے چیز خریدی جاسکتی ہے۔ اور حکومت اسکی ضامن ہے جب وہ چیک بینک میں لائیگا تو اسکو نقد رقم اداء کریگی۔

سامان کی زکوٰۃ کے مسائل

س: سامان تجارت میں زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

ج: سامان تجارت پر زکوٰۃ واجب ہے جب وہ چاندی یا سونے میں سے کسی ایک نصاب

کو پہنچ جائے تو سونے چاندی میں سے کسی ایک کے حساب سے سامان کی قیمت لگائی جائے گی۔ (اسکا خیال رکھا جائیگا) کہ جس میں فقراء مساکین کا زیادہ فائدہ ہو۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں سامان تجارت جس چیز سے خریدا تھا اس سے حساب لگائیں گے۔ اگر چاندی سے خریدا تو چاندی سے اگر سونے سے خریدا تو سونے سے اگر ان دونوں کے علاوہ کسی چیز سے خریدا تو جو سکہ ملک میں زیادہ استعمال ہوتا ہو اس سے قیمت لگائیں گے۔ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہر حال میں زیادہ استعمال ہونے والے سکہ سے ہی قیمت لگائیں گے۔ واللہ أعلم بالصواب.

نقدی اور سامان تجارت کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے

س: زکوٰۃ کس طرح اداء کی جائے؟

ج: جو مقدار اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے وہ ادا کی جائے وہ کل مال کے دسویں کا چوتھائی ہے (یعنی چالیسواں حصہ) ایسے شخص کو جو اسکے لینے کا مستحق ہے دیتے وقت (اداء زکوٰۃ کی) نیت کرے یا جب مقدار معین کو اپنے مال سے علیحدہ کرے اس وقت نیت کرے۔

س: **المقارنة لعزل المقدار المفروض** کا کیا مطلب ہے؟

ج: جیسا کہ سال کے آخر میں حساب لگا کر مقدار معین کو اپنے دوسرے مال سے جدا کردے اور یہ نیت کرے کہ جب بھی کوئی مستحق ملے گا تو اس سے اسکو دونگا تو یہی نیت اداء کرتے وقت کافی ہو جائیگی پھر جب بھی کوئی فقیر مسکین آئے اسکو اسی مال سے جو علیحدہ رکھا ہوا ہے۔ کچھ دے دیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔ اگرچہ اس وقت وہ نیت نہ کرے۔

س: صاحب نصاب کا مال درمیان سال میں بڑھ گیا کیا اسکی بھی زکوٰۃ ادا کرے؟

ج: جو مال درمیان سال سے بڑھ جاتا ہے۔ تو اسکو اسکی جنس میں ملا کر اسکی زکوٰۃ بھی ادا کی جائیگی۔ (الضم کا معنی یہ ہے کہ زائد مال کی اصل کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ ادا کرنی ہو گی۔ اور قید با الجنس کا مطلب یہ ہے کہ خلاف جنس کو دوسرے جنس میں نہیں ملایا جائیگا۔ جیسے اونٹ بکریوں کے ساتھ نہیں ملائیں گے۔ اور لفظ استفاد مطلق ہے اس لئے مال میراث اور مال ھبہ اور مال شراء ومال وصیت سب کو شامل ہے۔

نقدین کو ایک دوسرے سے ملانے کی بحث عنقریب آرہی ہے۔ سامان تجارت کو کسی ایک قسم کی نقدی میں ملایا جائیگا۔

قیمت کے اعتبار سے کیونکہ وہ ایک ہی جنس ہے ان میں سے کوئی ایک بڑھ جائے تو دوسرے میں ملایا جائے گا)

س: کیا سال پورا ہونے سے قبل زکوٰۃ اداء ہو سکتی ہے؟

ج: صاحب مال سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔

س: صاحب مال سال کے آخر میں زکوٰۃ ادا کرتا تھا لیکن آنے والے سال کے دوران مال کم ہو گیا کیا اسپر زکوٰۃ واجب ہے؟

ج: اگر سال پورا ہونے سے پہلے نصاب مکمل ہو گیا تو زکوٰۃ واجب ہو گی اگر نصاب سال کے دونوں سروں میں مکمل ہو درمیان سال میں کمی کی وجہ سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔

س: ایک شخص کے پاس سامان ہے جس سے وہ کاروبار کرتا ہے لیکن وہ نصاب کو نہیں پہنچا اور اس کے پاس سونا چاندی بھی ہے کیا اسپر زکوٰۃ واجب ہے؟

ج: سامان کی قیمت سونے یا چاندی یا ان دونوں میں ملائے اگر اس مجموعہ کی قیمت نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہو گی۔

س: ایک شخص کے پاس بیس مثقال سے کم سونا ہے اور دو صد درھم سے کم چاندی ہے

کیا اسپر زکوٰۃ واجب ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ سونے کی قیمت کو چاندی کی قیمت میں ملا کر نصاب پورا کر لیا جائے۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ ایک کی قیمت کو دوسرے کی قیمت میں نہ ملایا جائے بلکہ ان کے اجزاء ملائے جائیں۔

س: ایسی مثال بیان کیجئے جس سے اختلاف واضح ہو جائے؟

ج: مثلاً ایک شخص کے پاس ایک صد درھم چاندی اور پانچ مثقال سونا جسکی قیمت ایک سو درھم ہے تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہو گی۔ صاحبینؒ کے نزدیک نہیں۔ کیونکہ قیمت کے لحاظ سے امام صاحب کے نزدیک نصاب مکمل ہے لیکن صاحبینؒ کے نزدیک اجزاء کے لحاظ سے نصاب مکمل نہیں ہوا اور اگر ایک شخص کے پاس سو درھم ہوں اور دس مثقال سونا جسکی قیمت سو درھم اسپر زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ نصاب دونوں طرف سے مکمل ہو گیا۔ (بات یہ ہے کہ ایک کے اجزاء کو دوسرے کے ساتھ ملایا جائے واضح ہو گیا کیونکہ سو درھم چاندی کا آدھا نصاب ہے اور دس مثقال سونے کا آدھا نصاب ہے۔

چرنے والے جانوروں کی زکوٰۃ

س: کیا سونے چاندی اور سامان تجارت کے علاوہ میں بھی زکوٰۃ ہے؟

ج: چرنے والے جانوروں پر زکوٰۃ ہے۔

س: سوائم کیا ہے (یعنی چرنے والے جانوروں سے کیا مراد ہے؟)

ج: یہ وہ جانور ہیں جو جنگل وغیرہ میں چرتے ہیں جیسے اونٹ، گائے، بکری وغیرہ ان میں اداء زکوٰۃ کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ جانور سال کا اکثر حصہ چر کر گزارتے ہوں۔ اگر آدھا سال یا زیادہ ان کو گھر پہ چارا ڈالا جائے تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

س: ان چیزوں میں کیا واجب ہے؟

ج: مقدار وجوب میں اختلاف ہے وہ مقدار جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

س: ان جانوروں کے بارے میں جن کو کام میں لایا جاتا ہے اور وزن لادا جاتا ہے اور جن کو گھروں میں چارہ ڈالا جاتا ہے کا کیا حکم ہے؟

ج: وہ جانور جو کام میں لائے جاتے ہیں۔یا ان پر وزن لادا جاتا ہے یا ان کو گھروں میں چارا ڈالا جاتا ہے ان میں زکوٰۃ نہیں (علوفہ میں بکری اور غیر بکری برابر ہیں درمختار)

اونٹوں کی زکوٰۃ کا بیان

س: اونٹوں کی کس مقدار پر زکوٰۃ واجب ہے؟

ج: پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں جب پانچ سائمہ (چرنے والے) ہو جائیں اور سال گزر جائے تو ان میں ایک بکری ہے نو تک، اور جب دس ہوں تو دو بکریاں چودہ تک، جب پندرہ ہو جائیں تو ان میں تین بکریاں ہوں گی انیس تک اور جب بیس (۲۰) ہو جائیں تو ان چار بکریاں ہیں چوبیس (۲۴) تک، جب پچیس (۲۵) ہو جائے تو ایک بنت مخاض دینی ہو گی پینتیس (۳۵) تک (بنت مخاض کہتے ہیں جسکا ایک سال پورا ہو گیا دوسرا سال شروع ہو) جب چھتیس (۳۶) تو اس میں ایک بنت لبون ہے۔ پینتالیس (۴۵) تک، (بنت لبون جو تیسرے سال میں شروع ہو) جب چھیالیس (۴۶) ہو جائیں تو ان میں حقہ ہے ساٹھ تک (حقہ جو چوتھے سال میں شروع ہو) اور جب اکسٹھ (۶۱) ہو جائیں تو ان میں جذعہ ہے پچھتر (۷۵) تک (جذعہ جو پانچویں سال مین شروع ہو) جب چھیتر (۷۶) ہو جائیں تو نوے (۹۰) تک دو بنت لبون ہو نگی جب اکانوے (۹۱) ہو جائیں تو۔ ایک سو بیس (۱۲۰) تک دو حقے ہوں گے، پھر زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ لوٹائیں گے۔پانچ میں ایک بکری، دو حقوں سمیت (یعنی ایک سو پچیس (۱۲۵) میں ایک بکری دو حقے) اور دس میں دو بکریاں پندرہ میں تین بکریاں، بیس (۲۰) میں چار

بکریاں، اور پچیس (۲۵) میں بنت مخاض ایک سو پچاس (۱۵۰) تک۔ جب ایک سو پچاس ہو جائیں تو ان میں تین حقے ہونگے۔ پھر حساب نئے سرے سے لوٹائیں گے۔ پانچ میں ایک بکری، (یعنی تین حقوں سمیت ایک بکری) دس میں دو بکریاں (یعنی ایک سو (۱۶۰) میں تین حقے دو بکریاں) پندرہ میں تین بکریاں بیس (۲۰) میں چار بکریاں، پچیس میں بنت مخاض (یعنی تین حصوں کے ساتھ (چھتیس میں بنت لبون، جب ایک سو چھیانوے (۱۹۶) ہو جائیں تو چار حصے ہوں گے۔ دو سو (۲۰۰) تک پھر ہمیشہ حساب اس طرح کریں گے۔ جس طرح ڈیڑھ سو کے بعد سے پچاس میں کیا تھا۔

س: کیا عجمی اور عربی اونٹوں کے حکم میں کوئی فرق ہے؟

ج: ان دونوں کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔

گائے کی زکوٰۃ کا بیان

س: گائے میں کتنی زکوٰۃ فرض ہے؟

ج: تیس (۳۰) سے کم گائے میں زکوٰۃ واجب نہیں جب تیس (۳۰) چرنے والی ہو جائیں ان پر سال بھر گزر جائے تو ان میں ایک تبیع یا تبیعہ واجب ہے (یعنی دینا ہوگا) تبیع یا تبیعہ کہتے ہیں اس گائے یا بیل کو جو دوسرے سال میں شروع ہو) اور چالیس (۴۰) میں ایک مسن یا مسنہ واجب ہوگا۔ مسن مذکر کو اور مسنہ مؤنث کو کہتے ہیں یعنی وہ گائے یا بیل جو تیسرے سال میں شروع ہو) جب چالیس (۴۰) سال سے بڑھ جائیں تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بڑھوتری کے اندازہ سے اداء کریگا ساٹھ تک۔ چنانچہ ایک زائد ہونیکی صورت میں چالیسواں اور دو زائد ہونیکی صورت میں دو چالیسویں تین زائد ہونیکی صورت میں تین چالیسویں۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ چالیس (۴۰) سے اوپر ساٹھ تک کچھ واجب نہیں جب

ساٹھ ہو جائیں تو دو تبیع یا تبیعان واجب ہوں گے (چالیس سے کم اور ساٹھ سے اوپر میں کوئی اختلاف نہیں) جب ستر (۷۰) ہو جائیں تو ایک مسن اور تبیع واجب ہے۔ اسّی (۸۰) میں دو مسنے نوے (۹۰) میں تین تبیع اور ایک سو میں دو تبیع اور ایک مسن واجب ہے اس طرح حساب پر دس کے بعد تبیع سے مسنۃ کی طرف فرض بدلتا رہیگا۔

س: بھینس کا کیا حکم ہے؟

ج: بھینس اور گائے برابر ہیں (صاحب البحر الرائق کہتے ہیں کہ بھینس گائے کی طرح ہے کیونکہ گائے دونوں پر بولا جاتا ہے اور یہ ایک قسم ہے اگر گائے کا نصاب بھینس کو ملا کر پورا ہو جائے تو اس سے زکوٰۃ نکالی جائیگی۔ اور جب بھینس اور گائے ملی جلی ہوں تو جو زیادہ ہوں ان سے زکوٰۃ لی جائے۔
اگر ایسی صورت نہ ہو تو متوسط جانور لیا جائے۔

بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان

س: بکریوں کی زکوٰۃ کی تفصیل کیا ہے؟

ج: چالیس سے کم بکریوں میں زکوٰۃ واجب نہیں جب چالیس بکریاں چرنے والی ہو جائیں۔ اور ان پر سال گزر جائے۔ تو ان میں میں ایک بکری ہے ایک سو بیس (۱۲۰) تک، اور جب ایک سو اکیس (۱۲۱) ہو جائیں تو دو بکریاں دو سو تک جب دو سو ایک ہو جائے تو تین بکریاں ہو جائیں گی جب چار صد ہو جائیں تو چار بکریاں پھر ہر سو پر ایک بکری بڑھتی جائیگی۔

س: کیا دنبے، مینڈھے اور بکریوں کا حکم مختلف ہے؟

ج: یہ دونوں قسموں کا ایک ہی حکم ہے (کیونکہ حکم تو بکری کے بارے میں وارد ہوا ہے اور وہ دونوں کو شامل ہے۔ در مختار میں ہے کہ نصاب کی تکمیل میں ان دونوں

کا حکم ایک ہی ہے علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ اگر ضان کا نصاب کم ہو۔ ضان کہتے ہیں جس پر اون ہو معز کہتے ہیں جس پر بال ہوں) اور اسکے پاس بکریاں ہیں تو اس سے نصاب پورا کیا جائیگا۔ یا اس کے برعکس ہو تو زکوٰۃ واجب ہو گی۔ اگر بکریوں کا نصاب پورا ہو تو اسمیں زکوٰۃ واجب ہو گی۔ اگر دنبہ یا مینڈھا کا نصاب ہو تو اس سے زکوٰۃ واجب ہو گی۔ اگر نصاب دونوں کو ملا کر پورا کیا گیا ہے تو جو غالب ہے اس سے زکوٰۃ ادا کی جائیگی اگر دو قسمیں نصاب میں برابر ہوں تو جس سے چاہے ادا کرے یعنی پھر بھی متوسط جانور دے)

گھوڑوں کی زکوٰۃ کے مسائل

س: کیا گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہے؟

ج: اگر گھوڑوں میں مذکر مؤنث ملے جلے ہوں چرنے والے ان پر سال گزر جائے تو اسکے مالک کو اختیار ہے چاہے تو ہر گھوڑے کے بدلے ایک دینار دے چاہے تو اسکی قیمت لگا کر ہر دو صد درھم پر پانچ درھم ادا کرے لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صرف مذکروں میں زکوٰۃ نہیں ہے (ہدایہ میں ہے کہ صرف گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں کہ ان میں نسل کشی نہیں ہوتی اس طرح وہ مؤنثات میں ہی ہے۔ لیکن ایک روایت میں ہے کہ صرف مؤنث پر زکوٰۃ ہے۔ کیونکہ ان میں نسل کشی ممکن ہے گدھا وغیرہ منگوالیا جاسکتا ہے۔ اس طرح ایک روایت میں ہے کہ صرف مذکروں میں بھی زکوٰۃ ہے۔ علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں کہ صرف مذکر یا صرف مؤنث کے بارے میں دو دو روایتیں ہیں لیکن مذکروں کے بارے میں راجح قول عدم وجوب کا ہے۔ اور مؤنثوں کے بارے میں راجح قول وجوب کا ہے)

کیا گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بارے میں اختلاف ہے؟

ج: ہاں صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں۔

س: کیا خچر اور گدھوں پر زکٰوۃ واجب ہے؟

ج: خچر اور گدھوں میں زکٰوۃ واجب نہیں لیکن اگر یہ جانور تجارت کیلئے ہیں توان میں مال تجارت کے حساب سے زکٰوۃ واجب ہے۔

مختلف مسائل

س: امام ابو حنیفہؒ اونٹ اور گائے کے بچوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

ج: اونٹ کے بچے اور بکری کے بچے اور گائے کے بچے پر طرفینؒ کے نزدیک زکٰوۃ واجب ہے۔ مگر یہ کہ ان کے ساتھ بڑے جانور بھی ہوں لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صرف بچوں پر بھی زکٰوۃ واجب ہے (لیکن اس مسئلہ میں ان کے ہاں کچھ تفصیل ہدایہ میں ملاحظہ فرمائیں)

س: جب زکٰوۃ لینے والا زکٰوۃ لینے جائے اور وہ جانور جو واجب ہے اسکے پاس نہیں تو کیا کرے کس طرح کرے؟

ج: اس سے کچھ گھٹیا لے کر ساتھ (کچھ رقم نقد) لے لے یا اس سے اچھا لیکر زیادتی واپس کر دے۔

س: زکٰوۃ لینے والا اچھا مال لے یا گھٹیا؟

ج: نہ اچھا لے نہ گھٹیا بلکہ درمیانہ درجہ کا مال لے۔

(فائدہ) اونٹوں کی زکٰوۃ میں مذکر دینا جائز نہیں۔ مثلاً بنت مخاض کے بجائے ابن مخاض البتہ مؤنث کی قیمت کے برابر مذکر دیدیا جائے تو یہ جائز ہوگا۔ بخلاف گائے بکریوں کے پھل سن واجب میں مذکر اور مؤنث دونوں جائز ہیں۔ مثلاً تبیعہ واجب ہے تو تبیع بھی جائز ہے۔ اسی طرح بکریوں میں قیاس کرلیں۔

س: اگر نصاب باقی رہے زائد مال ہلاک ہو گیا تو کیا باقی مال پر پوری زکٰوۃ واجب ہے؟ یا جو ضائع ہو گیا وہ کل مال سے کم کر دیا جائیگا؟

ج: اصل بات یہ ہے کہ شیخینؒ کے نزدیک زکوٰۃ صرف نصاب میں واجب ہے۔ زائد میں نہیں پس جب زائد ہلاک ہوا نصاب باقی ہے۔ تو کل پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ لیکن امام محمدؒ و زفرؒ کے نزدیک جو مال ضائع ہو گیا اس کے حساب سے زکوٰۃ بھی ساقط ہو جائے گی۔

س: اس مجمل بیان سے ثمرۃ اختلاف واضح نہیں ہوا تفصیل بیان کیجئے؟

ج: مثلاً ایک شخص کے پاس نو اونٹ تھے ان پر سال گزر گیا پھر چار اونٹ ہلاک ہو گئے۔ تو اب بھی اس پر ایک بکری کامل لازم ہے۔ جیسا کہ اگر پانچ سے زائد نہ ہوتے تو بھی ایک بکری واجب تھی اور جو ضائع ہو گئے۔ وہ زائد میں شمار ہونگے۔ جس میں زکوٰۃ واجب نہیں تھی۔ یہاں تک کہ دس کو پہنچے یہ شیخینؒ کے نزدیک ہے لیکن امام محمدؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک باقی میں بکری کا ئے نو حصوں سے پانچ حصے واجب ہے ہم مفروض بکری کو نو حصوں پر تقسیم کریں گے۔ اور ضائع ہونے والے مال کو کل مال میں شامل کریں گے۔ تو جو واجب ہے اس سے بقدر اسکے جو ضائع ہو گیا ہے ساقط ہو جائے گا۔

دوسری مثال۔ ایک شخص کے پاس اسی (۸۰) بکریاں ہیں ان میں سے چالیس ہلاک ہو گئیں سال گزرنے کے بعد تو شیخینؒ کے نزدیک اس پر کامل بکری واجب ہے۔ لیکن امام محمدؒ اور زفرؒ کے نزدیک نصف بکری واجب ہے۔ اگر ان میں سے ساٹھ (۶۰) ہلاک ہو گئیں تو شیخینؒ کے نزدیک نصف بکری واجب ہے۔ لیکن امام محمدؒ اور زفرؒ کے نزدیک چوتھائی بکری واجب ہے۔ (تفصیل کیلئے فتح القدیر اور عنایہ شرح، الہدایہ اور الجوھرۃ النیرۃ شرح قدوری دیکھئے)

عشر کا بیان

س: کیا کھیتی اور پھلوں میں عشر ہے؟

ج: ان میں عشر واجب ہے ہر وہ چیز جو زمین سے نکلے دسواں یا بیسواں حصہ نکالے (پانی کے اختلاف کیوجہ سے)۔

س: کیاان میں نصاب ہے؟

ج: اسمیں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کوئی نصاب نہیں جو کچھ زمین سے نکلے تھوڑایازیادہ اس پر عشر واجب ہے۔ مگر لکڑی سر کنڈا اور گھاس پر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عشر واجب نہیں۔ لیکن صاحبینؒ کے نزدیک صرف ان چیزوں پر عشر ہے جو باقی رہنے والی ہوں اور وہ پانچ اوسق کو پہنچ جائیں سبزیوں پر صاحبینؒ کے نزدیک عشر واجب نہیں۔

س: وسق کیا ہے؟

ج: وسق اہل مدینہ کا ایک پیمانہ تھا جس میں ساٹھ (۶۰) صاع ہوتے تھے۔

س: عشر میں دسویں اور بیسویں حصہ کی کیا تفصیل ہے؟

ج: جب پلایا اسکو سیلاب نے یا آسمان کے پانی نے تو اس میں عشر ہے اور جب پلایا گیا بڑے ڈول یا چھوٹے ڈول سے یا سانیہ سے (سانیہ کہتے ہیں کہ کنویں سے اونٹنی کے ذریعہ پانی نکالا جائے) اس میں نصف عشر ہے قولین پر۔

س: اگر زمین کی اگی ہوئی چیز ایسی ہو جسکو وسق والے پیمانہ میں ناپا جانا مشکل ہو تو صاحبینؒ انکے عشر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جیسے زعفران اور کپاس؟

ج: امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں جب ان چیزوں کی قیمت پانچ وسق کی ادنیٰ قیمت کو پہنچ جائے تو عشر واجب ہو گا (کم قیمت سے مراد یعنی سب سے سستی چیز جسکو وسق سے ناپا جائے) لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں ان چیزوں پر عشر اسوقت واجب ہو گا جب نکلی ہوئی چیز پانچ مثل ہو جائے اس اعلیٰ پیمانہ کے ساتھ اسکا اندازہ کیا جاتا ہے جسے کپاس میں اعتبار ہو گا (بڑے قسم کے) بوروں کا اور زعفران کا اعتبار ہو گا۔ پانچ سیر کا۔

س: کیا شہد میں عشر ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر شہد عشری زمین سے ملا تو عشر واجب ہوگا۔ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ لیکن امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں۔ کہ شہد جب تک دس افراق کو نہ پہنچے اس وقت تک کچھ نہیں۔

س: فرق کا کیا وزن ہے؟

ج: ایک فرق چھتیس رطل عراقی کا ہوتا ہے۔

س: کیا خراجی زمین کی کھیتی پر بھی عشر ہے؟

ج: اسمیں عشر نہیں بلکہ خراج ہی کافی ہے۔

س: کیا عشر اداء کرنے سے پہلے مزدوروں کی مزدوری کا بل وغیرہ کا خرچہ نکال لیا جائے۔

ج: ان اشیاء کا خرچہ اداء عشر سے پہلے نہ نکالا جائے بلکہ کل جو زمین سے نکلا ہے اس کا عشر یا نصف عشر اداء کیا جائے۔

مستحقین زکوٰۃ

س: مستحقین زکوٰۃ کون کون ہیں؟

ج: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا (ترجمہ) صدقات تو حق ہے غریبوں۔ محتاجوں اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جنکی دلجوئی کرنا منظور ہے۔ اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے قرضہ میں اور جہاد میں اور مسافروں میں یہ آٹھ قسمیں ہوئیں۔

(۱) فقراء (۲) مساکین (۳) عامل (۴) مؤلفتہ القلوب (۵) غلام (۶) قرض دار (۷) مجاہد (۸) مسافر۔

س: فقیر کسے کہتے ہیں؟

ج: جس کے پاس تھوڑا بہت مال ہو مگر نصاب کو نہ پہنچے۔

س: مسکین کی کیا تعریف ہے؟

ج: جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

س: عاملین سے کیا مراد ہے؟

ج: عاملین وہ لوگ ہیں جن کو امام وقت نے مسلمانوں سے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے پر مقرر کیا ہے۔ ان کا سارا وقت ایسے ہی خرچ ہو جاتا ہے تو انکو بھی امام وقت مال زکوٰۃ سے تنخواہ وغیرہ دیگا۔

س: الرقاب کا کیا مطلب ہے؟

ج: رقاب ان غلاموں کو کہتے ہیں جن کے ذمے مال کتابت ہو (یعنی ان کا مالک یہ کہہ دے کہ اگر تم اتنا اتنا مال دے دو تو تم آزاد ہو۔

س: غارم کیا ہوتا ہے؟

ج: جس کے ذمے اتنا قرض ہو کہ وہ اپنے مال سے اسکو ادا نہیں کر سکتا۔

س: مجاہد فی سبیل اللہ کا کیا معنی ہیں؟

ج: وہ لوگ جو جہاد سے صرف اس وجہ سے رہ گئے کہ ان کے پاس زاد سفر نہ تھا۔

س: ابن السبیل کون ہے؟

ج: وہ مسافر جس کے پاس سفر میں مال نہیں ہے چاہے وہ اپنے علاقہ میں مالدار ہو۔

س: مؤلفہ القلوب کون لوگ ہیں؟

ج: یہ وہ لوگ تھے جن کو حضور ﷺ ان کی تالیف قلب کیلئے مال زکوٰۃ سے دیا کرتے تھے کہ اگر یہ اسلام میں داخل ہو گئے تو ان کے قبیلے بھی اسلام لے آئیں گے اور یہ اپنی قوم کے لیڈر ہوتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب اسلام کو بلند و بالا تر کر دیا تو یہ حکم ختم ہو گیا۔ اسلئے حضور ﷺ کے زمانے کے بعد ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (ہدایہ میں اس طرح ہے لیکن امام ابن ھمام فرماتے ہیں کہ یہ تین قسم

کے لوگ تھے۔ (۱) کفار جن کو اس وجہ سے دیا جاتا تھا کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہو جائیں۔ (۲) کچھ شریر لوگ تھے ان کے شر سے بچنے کیلئے۔ (۳) وہ نئے اسلام میں آئے مگر ان میں کمزوری ہوتی تا کہ وہ اسلام پر پکے ہو جائیں)

س: باقی یہ سات قسمیں ہیں جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے کیا زکوٰۃ دینے والا ہر قسم کے لوگوں کو (تھوڑا تھوڑا) دے یا صرف بعض کو دے؟

ج: زکوٰۃ دینے والا ایک قسم کے ایک ہی آدمی کو بھی دے سکتا ہے اور ایک سے زائد کو بھی دے سکتا ہے۔

س: کیا کافر فقیر مسکین کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

ج: غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں خواہ وہ ذمی کافر ہو یا غیر ذمی۔

س: کیا زکوٰۃ کے مال سے میت کو کفن دینا۔ مسجد بنانا، مدرسہ بنانا، سرائے بنانا یا شارع بنانا جائز ہے؟

ج: زکوٰۃ کے مال سے یہ امور جائز نہیں اگر ان چیزوں میں خرچ کر دیئے اسکو دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی کیونکہ زکوٰۃ میں مستحق کو مالک بنانا ضروری ہے کفن، میت، مسجد و مدرسہ وغیرہ میں تعمیر تملیک نہیں ہوتی۔

س: اگر کوئی شخص مہتمم مدرسہ کو زکوٰۃ دے دے تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر مہتمم مدرسہ کو اس شرط پر زکوٰۃ دی کہ فقیر مسکین طالب علموں پر خرچ کر دے تو اسکو شرط پر وکیل بنانا جائز ہے۔ لوگوں کو زکوٰۃ کو ان کے کھانے میں اور مدرسہ کی تعمیر میں اور مدرسین وملازمین مدرسہ کو ماہانہ تنخواہ زکوٰۃ سے ادا نہ کریں۔

س: اگر زکوٰۃ سے غلام خرید کر آزاد کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی؟

ج: نہیں۔

س: اگر زکوٰۃ دینے والے نے اپنے غریب عزیز و اقارب کو زکوٰۃ دیدی تو ادا ہو جائیگی۔

ج: رشتہ دار دو قسم کے ہوتے ہیں پہلی قسم وہ ہے جن سے ولادت کا تعلق ہے جسے

والدین دادا دادی اور اولاد پوتے وغیرہ دوسری قسم وہ ہے جن سے ولادت کا تعلق نہیں جیسے بھائی بہنیں چچا اور چچیاں ماموں اور خالائیں اور ان کی اولاد۔ ان دو قسموں میں پہلی قسم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ اگر کسی نے اپنے بیٹے یا پوتے نیچے تک یا اپنے باپ دادا، پڑدادا اوپر تک کسی کو زکوٰۃ دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اگر دوسری قسم میں سے کسی کو دی تو جائز ہے بلکہ ان کو دینے میں دوہرہ اجر ہے ایک اداء زکوٰۃ کا دوسرا صلہ رحمی کا۔

س: اگر مستحقین زکوٰۃ کو بتا دیا جائے یہ زکوٰۃ ہے تو وہ قبول نہیں کرتا ایسی صورت میں کیا کریں؟

ج: اگر زکوٰۃ دینے والے نے زکوٰۃ کی نیت کرلی لیکن ظاہراً ھدیہ کر کے پیش کر رہا ہے تو زکوٰۃ اداء ہو جائیگی۔ بشرطیکہ لینے والا مستحق زکوٰۃ ہو جو ابھی ذکر کیئے گئے لیکن اولاد ھاشم سے نہ ہو۔

س: اگر بیوی خاوند کو یا خاوند اپنی بیوی کو زکوٰۃ دے کیا اداء ہو جائیگی؟

ج: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اگر عورت خاوند کو زکوٰۃ دے دے تو اداء ہو جائے گی۔

س: اگر مالدار یا اسکی اولاد کو زکوٰۃ دے دی تو کیا حکم ہے؟

ج: ایسے غنی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں جو صاحب نصاب ہو خواہ کسی کے مال سے ہو اس طرح مال دار کے نابالغ بچہ کو بھی دینا جائز نہیں لیکن مال دار کے بالغ اولاد اگر صاحب نصاب نہ ہوں تو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (ابن ھمامؒ فرماتے ہیں کہ نصاب تین ہیں ایک جو زکوٰۃ کو واجب کرے اسکے مالک پر وہ بڑھنے والا مال ہو خلقتاً یا اعداداً ہو اور وہ قرضی سے بھی سالم ہو دوم یہ کہ ایسا نصاب جو زکوٰۃ کو واجب نہ کرے یعنی نہ بڑھنے والا مال ہو نہ اعداداً اگر ایسا کہ یہ مال جو اسکے پاس ہے اگر ضرورت میں استعمال ہو رہا ہے تو ایسے آدمی کیلئے زکوٰۃ لینا درست ہے وگرنہ حرام ہے مثلاً

ایک آدمی ہے اسکے پاس بقدر نصاب کپڑے ہیں اور گھر کا دیگر سامان ہے جو نصاب تک قیمتاً جاتا ہے اور سواریاں بھی ہیں جو نصاب تک جاتی ہیں ایسے آدمی پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن زکوٰۃ لینا بھی حرام ہے نصاب نمبر ۳ یہ ہے کہ ایک دن کی روزی کا مالک ہے یا مالک نہیں ہے لیکن کسب یعنی کمانے پر قادر ہے یا پچاس درھم کا مالک ہے اس پر اختلاف ہے صاحب البحر کی عبارت کا خلاصہ اتنا ہے کہ اول صورت والے پر زکوٰۃ واجب ہے اور دوم صورت پر زکوٰۃ تو فرض نہیں ہے لیکن قربانی اور صدقۃ الفطر واجب ہے۔ الخ۔

س: کیا فقراء و مساکین سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہ ہو؟

ج: بنی ھاشم کے فقراء کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں بنی ھاشم کہتے ہیں اولاد حضرت علیؓ و آل جعفرؓ و آل عقیلؓ و آل حارثؓ بن عبد المطلب کو۔

س: اگر یہ لوگ محتاج ہوں تو ان کی کیسے مدد کی جائے؟

ج: واجبی صدقات اور زکوٰۃ کے علاوہ ان کو ھدیہ پیش کیا جائے۔

س: ایک شخص نے کسی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دی پھر معلوم ہوا وہ تو سید یا کافر یا مالدار تھا۔ یا اندھیرے میں کسی نے کسی کو فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دی پھر معلوم ہوا جسکو زکوٰۃ دی وہ اسکا باپ تھا یا بیٹا کیا زکوٰۃ ادا ہو جائیگی؟

ج: اسکی زکوٰۃ ادا ہو گئی اس پر اعادہ نہیں یہ طرفینؒ کے نزدیک ہے۔ امام یوسفؒ فرماتے ہیں ان تمام صورتوں میں دوبارہ اداء کرے۔

س: اگر کسی نے کسی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دی پھر معلوم ہوا وہ غلام تھا یا مکاتب اس بارے میں ہمارے تینوں امام کیا فرماتے ہیں؟

ج: سب کے نزدیک زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی۔

س: تندرست کمانے والا جو مالک نصاب نہ ہو اسکو زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

ج: جائز ہے۔

س: زکوٰۃ دینے والا اپنا مال زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

ج: حقیقت یہ ہے کہ ہر قوم کی زکوٰۃ اسی قوم کے غریبوں میں تقسیم کی جائے دوسرے شہر نہ بھیجی جائے۔ اگر ایسا کیا تو مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ اس جگہ اسکے غریب رشتہ دار ہوں یا وہاں کے لوگ ان سے زیادہ محتاج ہوں۔

فطرانہ کا بیان

س: فطرانہ کا کیا حکم ہے؟

ج: ہر مسلمان آزاد جو کسی بھی نصاب کا مالک ہو جو اس کے گھر کپڑے، سامان اور سواری سے اسلحہ سے زائد ہو اسپر واجب ہے۔

س: کس کس کی طرف سے فطرانہ اداء کرے؟

ج: اپنی طرف سے اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے اور خدمت کے خادموں کی طرف سے اگرچہ کافر ہوں۔

س: نابالغ کا فطرانہ اس کے مال سے ادا کیا جائے یا اپنے مال سے؟

ج: اگر اس کے بچے کا مال ہو تو اسی کے مال سے اداء کیا جائے ورنہ اپنے مال سے اداء کرے۔

س: کیا عورت اور بڑی اولاد کا فطرانہ مرد کے ذمے واجب ہے؟

ج: مرد کے ذمے ان کا فطرانہ واجب نہیں اگرچہ یہ بھی اسکے اہل وعیال میں شامل ہیں جیسا کے تجارت کے غلاموں کا فطرانہ اس کے ذمہ نہیں۔

س: ایک غلام دو مالکوں میں مشترک ہے انکا فطرانہ کس کے ذمہ ہے؟

ج: کسی کے بھی ذمے نہیں۔

س: فطرانہ کب دیا جائے؟

ج: عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی فطرانہ واجب ہو جاتا ہے جو شخص صبح صادق

سے پہلے مر جائے اسکی طرف سے فطرانہ دینا واجب نہیں۔ اس طرح اگر کوئی شخص صبح صادق کے بعد اسلام لایا یا پیدا ہوا تو ان میں سے بھی کسی کے ذمے فطرانہ نہیں۔

س: کیا فطرانہ ادا کرنے کا کوئی مستحب وقت ہے؟

ج: عید گاہ کو جانے سے قبل فطرانہ ادا کرے۔

س: اگر عید الفطر سے پہلے فطرانہ ادا کرے تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: جائز ہے۔

س: اگر عید کے دن فطرانہ ادا نہ کر سکے تو؟

ج: بعد میں اداء کرے معاف نہیں ہو گا۔

س: فطرانہ کس کو دیا جائے؟

ج: فقیر مساکین کو جو کسی مال سے نصاب کا مالک نہ ہو (اسمیں اشارہ ہے کہ فطرانہ لینا جائز ہے جسکو زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔ در مختار میں ہے کہ فطرانہ زکوٰۃ کی طرح ہے مصارف کے لحاظ سے ہر حال میں۔ شامی نے فرمایا ہے آیت صدقات میں جتنے مصارف ہیں ان کو لینا چاہیے ہاں اگر عامل غنی ہے تو اس کو جائز نہیں کل حل سے مراد مطلق احوال نہیں۔

س: فطرانہ دینے کا کیا فائدہ ہے؟

ج: ابوداؤد میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فطرانہ مقرر فرمایا جس سے روزوں میں جو لغو اور فضول باتیں ہو گئیں وہ معاف ہو جاتی ہیں۔ اور اس سے مساکین کے کھانے کا انتظام بھی ہو جاتا ہے۔

س: فطرانہ کتنا دیا جاتا ہے؟

ج: آدھا صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا کشمش یا جو دیئے جائیں۔

س: اگر ان کے علاوہ نقد پیسے یا چاول مکئی وغیرہ دی جائے تو کیا حکم ہے؟

ج: دوسری چیزوں میں مذکورہ اشیاء میں سے کسی کی قیمت لگا کر فطرانہ کی نیت سے دیا تو ادا ہو جائے گا۔

س: صاع کتنے وزن کا ہوتا ہے؟

ج: طرفینؒ کے نزدیک آٹھ عراقی رطل کا ہوتا ہے لیکن امام یوسفؒ کے نزدیک پانچ تہائی رطل کا ہوتا ہے۔

شرح وقایہ میں ہے کہ صاع وہ ہوتا ہے جس میں آٹھ رطل سما جائیں اور ان آٹھ کا اندازہ مج سے کیا ہے یعنی مونگ وغیرہ کی دال سے ان سے اندازہ اس لئے کیا ہے یہ ان کے دانوں کے بڑے اور چھوٹے ہونے کے اعتبار سے اور خلاء کے اعتبار سے کم فرق ہوتا ہے بخلاف ان کے علاوہ کے ان کے دانوں میں غایت درجے کا تفاوت ہوتا ہے پھر جان لیجئے جس صاع کی ہم نے تعریف کی ہے وہ صاع عراقی ہے آیا حجازی تو وہ پانچ اور تہائی رطل کا ہوتا ہے ہمارے نزدیک نصف عراقی صاع سے متوازن ہے کہ من چالیس استار کا ہوتا ہے اور ایک استار چار مثاقیل اور آدھے مثقال کا ہوتا ہے۔ ایک من ایک سو اسی مثقال کا ہوا یعنی صاع ایک برتن ہے جس سے اشیاء کو ناپا جاتا تھا۔ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں پھر جوں ہی اسلام پھیلا اور مسلمانوں نے ارادہ کیا صدقہ فطر ادا کریں انہوں نے حساب لگایا مکیل کا وزن کے ساتھ تو وزن مختلف ہوئے تو علماء نے اپنی تحقیق پر فتوے دیئے المختصر علماء حنفیہ کے نزدیک تقریباً نصف صاع دو کلو کا ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ الخ۔

کتاب الصوم / روزوں کا بیان

س: اسلام میں روزے کا کیا حکم ہے؟

ج: رمضان کا روزہ ہر مسلمان بالغ مرد عورت پر فرض ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(ترجمہ) اے ایمان والوں تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ اور وہ گنتی کے چند دن ہیں)

رمضان کے علاوہ باقی تمام روزے نفل ہیں۔ ان پر ایسے ثواب ملے گا جو تمام نفلی عبادت پر ملتا ہے۔ اگر کسی نے نذر مانی ہو تو اسکو نذر کا پورا کرنا ضروری ہے۔

س: روزہ کے لغوی اور اصلاحی معنی کیا ہیں اور اسکا اول اور آخر وقت کیا ہے؟

ج: روزہ کے لغوی معنی کسی چیز سے رک جانا ہے اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ کھانے پینے اور جماع سے رک جانا صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک روزہ کی نیت سے۔

س: کیا کسی کو رمضان میں افطار کی گنجائش ہے؟

ج: مسافر جب سفر شرعی کرے یا بیمار کو مرض بڑھ جانے کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں بلکہ بعد میں قضاء کریں لیکن مسافر کو اگر تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

س: اگر مسافر نے سفر کی وجہ سے اور مریض نے مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھا پھر وہ اسی حال میں مر گئے (یعنی مسافر سفر میں اور مریض مرض میں تھا) کیا ان پر کچھ فدیہ وغیرہ واجب ہے؟

ج: ان پر کچھ واجب نہیں۔

س: اگر مریض تندرست ہو جائے اور مسافر مقیم کیا ان پر کچھ واجب ہے؟

ج: قضاء واجب ہے مریض پر ان ایام کی جن میں وہ تندرست رہا اور مسافر پر جب وہ مقیم ہوا خواہ وہ وطن اصل میں مقیم ہوا یا اس نے کسی جگہ اقامت کی نیت کرلی ہو۔

س: کیا مریض اور مسافر کے علاوہ بھی کوئی ایسا ہے جسکو رمضان میں روزہ چھوڑنے کی گنجائش ہو؟

ج: حاملہ اور دودھ پلانے والی کو اگر ان کو اپنی جان کا یا بچے کے ہلاک ہونے کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں بلکہ بعد میں یہ دونوں قضاء کریں۔

س: کیا کوئی ایسا بھی ہے جسکو رمضان میں روزہ نہ رکھنا چاہئے؟

ج: حیض اور نفاس والی کو روزہ نہ رکھنا چاہئے بلکہ ان دونوں کیلئے روزہ رکھنا جائز نہیں کیونکہ حیض اور نفاس روزہ کو روکنے والے ہیں۔

س: کیا قضاء شدہ روزوں کی قضاء رمضان کے بعد کریں گی؟

ج: ان پر دونوں کی قضاء لازم ہے جن میں انہوں نے روزہ نہیں رکھا۔

س: کیا ایسے لوگ بھی ہیں جن پر قضاء لازم نہیں؟ اور فدیہ لازم ہو؟

ج: شیخ فانی رمضان میں روزہ نہ رکھے ان کے بدلے فدیہ دے۔

س: شیخ فانی کس کو کہتے ہیں؟

ج: شیخ فانی اسے کہتے ہیں جو نہ رمضان میں روزہ کی طاقت رکھے اور نہ رمضان کے بعد اور نہ ہی موت تک قضاء کی طاقت ہے۔

س: فدیہ کیا ہے؟

ج: ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ جیسا کہ کفاروں میں کھلایا جاتا ہے۔

(بحر الرائق نے کہا ہے کہ بوجہ عذر افطار کرنا جائز ہے اس کا عذر زائل ہونے والا نہیں تاکہ وہ قضاء کر سکے اس لئے اسپر ہر دن کے بدلہ میں نصف صاع گندم یا کشمش یا صاع کھجور یا جو مثل صدقہ فطر کے لازم ہے لیکن اس میں اتنا کھانا دینا بھی کافی ہے جس سے دو وقت پیٹ بھر کر کھا سکے)

س: کسی سفر یا مرض کیوجہ سے روزہ افطار کیا پھر اسکو قضاء کا وقت مل گیا لیکن اس نے قضاء نہیں کیا یہاں تک کہ موت کا وقت آگیا وہ کیا کرے؟

ج: اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور اپنے وارثوں کو وصیت کرے کہ ہر روز کے بدلے میں مسکینوں کو نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جوء دے۔ (در مختار میں ہے میت کی طرف سے وارثوں پر۔ اور یہ فدیہ اس کے ثلث سے دیا جائیگا۔ اگر وارث نہیں تو ولی کو اختیار ہے اگر دے تو اچھا ہے اگر نہ دے تو اس پر کوئی جرم نہیں۔

اسی طرح زکوٰۃ بھی اگر وصیت کی تو زکوٰۃ ولی دیگا اس کے ثلث مال سے اگر نہیں کی تو اس پر کوئی جرم نہیں۔

س: اگر بچہ رمضان کے دن میں بالغ ہو جائے یا کافر مسلمان ہو جائے تو ان پر کیا ہے؟

ج: ان کو چاہئے کہ جو وقت اس دن کا باقی ہے کھانے پینے سے رک جائیں اور باقی رمضان کے روزہ رکھیں۔

س: کیا ان پر اس دن کی قضاء لازم ہے جسکا انہوں نے بعض حصہ پا لیا تھا؟

ج: اس دن کی قضاء لازم نہیں۔

س: اگر کسی کو رمضان میں بے ہوشی ہو جائے تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: جس دن بے ہوشی لاحق ہوئی اگر اس نے اس دن روزہ کی نیت کی ہوئی تھی تو اسپر اس دن کی قضاء نہیں بلکہ اس دن کے بعد جتنے دن بے ہوشی رہا انکی قضاء لازم ہے۔

س: اگر جنون والے کو رمضان کے اندر فاقہ ہو گیا (صحیح ہو گیا) اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج: جو دن گزر گئے اسکی قضاء کریگا باقی رمضان کے روزے رکھے گا۔

س: اگر مسافر جسکا روزہ نہ تھا دن کو مقیم ہو گیا یا حیض والی پاک ہو گی تو یہ باقی دن میں

کیا کرے؟

ج: رمضان کا اکرام کرتے ہوئے کھانے پینے اور جماع سے رک جائیں۔

ثبوت رمضان کیسے ہوگا

س: رمضان کا آنا کب ثابت ہوگا اور روزہ کب واجب ہوگا؟

ج: حضور ﷺ نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اگر چاند مشتبہ ہو جائے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو (یعنی تیس شعبان کے بعد روزہ رکھو) اس لئے لوگوں پر ضروری ہے کہ وہ انتیس شعبان کو چاند تلاش کریں۔ اگر نظر آجائے تو روزہ رکھیں اگر چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزہ رکھیں۔

س: اگر آسمان میں بادل یا غبار وغیرہ ہو اور ایک شخص کہے انتیس کو میں نے چاند دیکھا ہے کیا اسکی گواہی معتبر ہوگی؟

ج: ایسے موقع پر صرف ایک پکے سچے مسلمان کی گواہی قابل قبول ہوگی خواہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام۔

س: اگر آسمان میں کوئی علت ہے (یعنی بادل وغیرہ) انتیس شعبان مین ایک یا دو آدمی چاند دیکھنے کی گواہی دیں کیا انکی گواہی مقبول ہوگی؟

ج: ایسی صورت میں انکی گواہی قبول نہ ہوگی بلکہ ایک بڑی جماعت دیکھے جنکی خبر صحیح یقین ہو جائے۔

س: یہ تو ثبوت رمضان کا مسئلہ تھا ثبوت عید کا کیا مسئلہ ہے؟

ج: اگر آسمان میں کوئی علت ہو تو قاضی دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی قبول کرے اور اگر آسمان صاف ہو تو ایک بڑی جماعت گواہی دے جنکی خبر پر پورا یقین ہو جائے۔[۴]

ہے اسکی مزید وضاحت کیجئے؟

ج: نفلی کام کرنے والا کام شروع کرنے سے پہلے اپنے آپ کا امیر ہے لیکن جب عمل شروع کر دیا اب اس کے ذمے پورا کرنا ضروری ہے اگر توڑ دیا تو قضاء لازم ہو گی۔ جو اس نے شروع کیا تھا۔ روزہ ہو یا نماز، حج، ہو یا عمرہ۔

روزہ کے مفسدات قضاء اور کفارہ کے مسائل

س: روزہ توڑنے والی چیزیں کیا ہیں؟

ج: روزہ ٹوٹ جائیگا اگر منی خارج ہونے کو دیکھا یا چھوا۔ یا کنکری، لوہا، گھٹلی کھالی، جماع کیا (اگلے یا پچھلے راستہ کے علاوہ یہاں تک کہ منی خارج ہو گی۔ حقنہ کروایا یا ذکر کے سوراخ میں قطرہ ڈالا یا کان میں دوائی ڈالی۔ پیٹ یا دماغ کے زخم کا علاج کروایا کہ دوا، پیٹ یا دماغ میں پہنچ گئی۔ سحر کرتا رہا اس خیال سے کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی یا افطار کر لیا اس خیال سے کہ سورج غروب ہو گیا۔ پھر جو اس نے گمان کیا تھا اسکے خلاف ظاہر ہوا ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ گیا اسکے ذمہ قضاء ہے کفارہ نہیں۔

س: اگر ذکر کے سوراخ میں قطرہ ڈالا کیا روزہ ٹوٹ جائیگا؟

ج: طرفینؒ کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ٹوٹ جائیگا۔

س: اگر قے آگئی یا قے کر دی کیا روزہ ٹوٹ جائیگا؟

ج: اگر قے خود بخود آگئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگر جان بوجھ کر اتنی قے کی جس سے منہ بھر جائے تو اسپر قضاء لازم ہے (اسی طرح اگر جان بوجھ کر واپس لے گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اور اگر خود چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ امام محمدؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔ اور صحیح بھی ہے کہ نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ ان میں افطار کی صورت نہیں

اصل میں امام یوسفؒ کے نزدیک لوٹانے کے اندر اعتبار خروج کا ہے اور وہ ہے منہ بھر کر اور امام محمدؒ کے نزدیک تھوڑی ہو یا زیادہ اور اگر واپس کی تو دونوں کے نزدیک باتفاق ٹوٹ جائیگا۔

س: قضاء کے ساتھ کفارہ کب اور کن صورتوں میں لازم ہوگا؟

ج: اگر کسی نے جان بوجھ کر دوراستوں میں سے جماع کیا یا ایسی چیز کھا پی لی جس سے غذا بنتی ہے یا دواء بنتی ہے ان صورتوں میں اگر اسکا روزہ تھا اور ٹوٹ گیا تو اس کے ذمے قضاء اور کفارہ دونوں چیزیں ہیں۔

س: کفارہ کیا ہے؟

ج: سب سے اول غلام آزاد کرے۔ اگر اسکی طاقت نہ ہو تو دوماہ کے روزے رکھے ان میں رمضان بھی نہ آئے اور وہ دن بھی نہ آئیں جن میں روزہ رکھنا منع ہے۔ (جسکو ہم عنقریب بیان کرینگے) اگر اسکی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

س: کیا رمضان کے علاوہ بھی کسی روزہ کی توڑ پر کفارہ ہے؟

ج: رمضان کے علاوہ کسی روزہ پر کفارہ نہیں اگرچہ قضاء رمضان کا روزہ ہو۔

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

س: وہ کونسی چیزیں ہیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور وہ کبھی کبھار پیش آجاتی ہیں؟

ج: اگر بھول کر کھا پی لے یا جماع کرے روزہ نہیں ٹوٹتا اس طرح اگر سو گیا احتلام ہو گیا یا عورت کو دیکھا منی خارج ہو گئی یا تیل لگایا یا خون نکلوایا یا سرمہ لگایا، یا بوسہ لیا لیکن انزال نہیں ہوا (یعنی منی خارج نہیں ہوئی) ان صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔

وہ کام جنکا کرنا مکروہ ہے

س: روزہ کے مکروہات کیا ہیں؟

ج: اگر روزہ دار کو اپنے اوپر اطمینان نہ ہو تو بوسہ لینا مکروہ ہے۔ اگر اطمینان ہو تو حرج نہیں۔ کسی چیز کا زبان سے چکھنا بھی مکروہ ہے۔ مرد یا عورت کا بچے کے لئے کھانا چبانا جبکہ دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہے تو حرج نہیں ہے۔ دانتوں وغیرہ کو بغیر مسواک کے پاؤڈر وغیرہ سے صاف کرنا۔

قضاء روزوں کے احکام

س: کیا رمضان کے روزہ کی لگا تار قضاء کرنا شرط ہے؟

ج: لگا تار قضاء کرنا ضروری نہیں اگر چاہے تو لگا تار رکھے چاہے تو علیحدہ علیحدہ رکھے۔

س: اگر کسی نے قضاء روزوں کو اتنا مؤخر کر دیا کہ دوسرا رمضان آگیا کیا کرے؟

ج: موجودہ رمضان کے روزے رکھے پھر بعد میں پہلے رمضان کے روزے قضاء کرے کوئی فدیہ وغیرہ نہیں؟

س: ایک شخص کے ذمے قضاء رمضان تھا وہ فوت ہو گیا اس نے وصیت کی فدیہ دینے کی اپنے مال سے تو وارثوں پر کیا واجب ہے؟

ج: وصیت میت کے تہائی مال سے پوری کی جائے گی اگر مرنے والے نے اس طرح وصیت کی کہ میرے اتنے روزے تھے۔ تو وارث ہر دن کے بدلہ میں ایک مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع جو یا کھجور دیں گے۔

نفل روزوں کا بیان

س: کیا شریعت میں رمضان کے روزوں کے علاوہ بھی روزے ہیں؟

ج: رمضان کے روزے فرض ہیں انکے علاوہ روزے نفل ہیں جو کوئی رکھے ثواب ملے گا۔

س: کیا نفلی روزے بعض دنوں میں ممنوع ہیں؟

ج: سال میں پانچ دفعہ روزے ممنوع ہیں۔ (۱) عید الفطر کے دن۔ (۲) عید الضحیٰ کے دن۔ (۳) (۴) (۵) یعنی عید الاضحیٰ کے تین دن بھی ممنوع ہیں ان دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔

س: کیا بعض نفل روزوں کی فضیلت وارد ہوئی ہے؟

ج: ترمذی میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور ترمذی میں ابو ھریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں تو مجھ کو یہ بات پسندیدہ ہے کہ میرے اعمال پیش ہوں اس حال میں کہ روزہ سے ہوں اسی طرح نسائی میں ابی ھریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ایام بیض کے روزے (ہر مہینہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) کبھی بھی سفر یا حضر میں نہیں چھوڑتے تھے۔

اور حضرت ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نو ذوالحجہ کا روزہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے (ایک سال گزرا ہوا اور ایک آئندہ آنے والا سال کا (مسلم) حضرت ابی ایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کچھ روزے رکھے گویا اس نے سارا زمانہ روزے رکھے۔ (مسلم)

اعتکاف کے مسائل

س: اعتکاف کیا ہے اور اس کا حکم کیا ہے؟

ج: مسجد میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ اور یہ سنت مؤکدہ

کفایہ ہے۔ رمضان کے آخری دس دنوں میں اگر محلہ کا ایک شخص اعتکاف کر لے تو باقی محلہ والوں سے یہ ساقط ہو گیا۔ ورنہ سارے محلہ والے اس سنت کے تارک شمار ہونگے۔

س: کیا اس اعتکاف کے علاوہ بھی کوئی اعتکاف ہے؟

ج: اسکے علاوہ اعتکاف مستحب ہے اور واجب بھی ہے مستحب یہ ہے کہ ایک گھڑی کا بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے جب بھی مسجد میں داخل ہوں تو اعتکاف کی نیت کرے۔ وہ مسجد سے نکلنے تک معتکف ہو گا۔

س: اعتکاف واجب کیا ہے؟

ج: جس نے اعتکاف کی نذر مانی ہو تو اسپر اعتکاف واجب ہو جاتا ہے اور وہ جو اس نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہو۔

س: جس نے اپنے اوپر دنوں کا اعتکاف لازم کر لیا ہو کیا رات کو بھی اعتکاف کریگا؟

ج: رات کو بھی اعتکاف کرنا ہو گا اور لگاتار کرنا ہو گا اگر چہ لگاتار کی شرط نہ لگائی ہو۔

س: کیا نذر والے اعتکاف میں روزہ لازم ہے؟

ج: روزہ رکھنا ضروری ہے (ظہریہ میں ہے اگر کسی نے یہ کہا کہ مجھ پر اللہ کیلئے ایک مہینہ کا اعتکاف ہے بغیر روزوں کے تو اس کے ذمے اعتکاف بھی ہے اور روزے بھی۔

س: اعتکاف والے کیلئے کون کون سی چیزیں ممنوع ہیں؟

ج: صحبت اور صحبت کے قریب کرنے والی چیزیں جیسے بوسا اور چھونا۔ اگر کسی نے صحبت کی دن یا رات کو، جان کر یا بھول کر یا صرف بوسہ یا چھونے سے منی خارج ہو جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائیگا اور اسپر قضاء لازم ہے۔

س: کیا اعتکاف والا مسجد سے نکل سکتا ہے؟

ج: صرف ضرورت کیلئے نکل سکتا ہے۔ جیسے پیشاب پخانہ وغیرہ اگر بغیر ضرورت

کے ایک گھڑی بھی نکل گیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ آدھے دن سے زائد باہر رہا تو اعتکاف ٹوٹے گا۔

س: اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جس میں جمعہ نہیں ہوتا تو جمعہ کے دن کیا کرے؟

ج: جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہے اسمیں جائے جمعہ کے فورا بعد اعتکاف والی جگہ پر لوٹ آئے۔

س: اعتکاف والے کو کیا کیا جائز ہے؟

ج: مسجد میں کھاپی سکتا ہے۔ سونا بھی جائز ہے اور کسی چیز کی خرید و فروخت بھی کر سکتا ہے۔ بہت سے لوگ اعتکاف میں خاموش رہتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں موجود نہ ہو۔

س: بہت سے لوگ اعتکاف میں خاموش رہتے ہیں کلام کو اعتکاف کے منافی سمجھتے ہیں فقہاء کرام اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

ج: کلام کرنا اعتکاف کے منافی نہیں مگر یہ کہ خیر کی بات کہے فضول اور بیہودہ گفتگو ہر حال میں منع ہے۔ اگر کوئی خاموش رہنے کو اعتکاف کا جز سمجھتا ہے تو یہ مکروہ ہے۔

کتاب الحج / حج کے مسائل

س: حج کے لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں؟

ج: حج کے لغوی معنی قابل تعظیم چیز کا ارادہ کرنا اور اصطلاحی معنی خاص مکان کی خاص زمانہ میں مخصوص افعال کے ساتھ زیارت کرنا عنقریب اسکی تفصیل آرہی ہے۔
(مکان مخصوص سے مراد کعبہ شریف اور میدان عرفات ہے[1])

س: حج کا اسلام میں کیا درجہ ہے؟

ج: حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ جو اسکی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
(ترجمہ) اللہ کیلئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو۔

س: حج کس پر فرض ہے؟

ج: حج آزاد مسلمان عاقل بالغ تندرست پر فرض ہے۔ بشرطیکہ راستوں میں امن ہو سفر کا توشہ اور سواری مہیا ہو خواہ اپنی ذاتی ہو یا کرایہ پر لی جائے۔ بشرطیکہ یہ مال ضروریات زندگی سے زائد ہو۔ جیسے بیوی بچوں اور گھر کا خرچہ لوٹنے تک موجود ہو۔

س: کیا عورتوں کے حج کی طرف نکلنے میں مذکورہ شرط کے علاوہ کوئی اور شرط بھی ہے؟

ج: عورت کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے خاوند یا کسی محرم کے ساتھ جائے۔ اسکے علاوہ

---

(۱) زمانہ مخصوص سے مراد وہ اوقات جو طواف اور وقوف عرفات کیلئے خاص ہیں۔ فعل مخصوص سے مراد احرام کی حالت میں اور حج کی نیت ہو۔

کسی کے ساتھ جانا جائز نہیں۔ بشرطیکہ سفر تین دن رات کا ہو یا زائد۔

حج کے فرائض واجبات اور سنن

س: حج کے فرض کتنے ہیں اور کیا ہیں؟

ج: حج کے تین فرض ہیں۔ (۱) احرام باندھنا۔ (۲) عرفہ میں داخل ہونا۔ (۳) طواف زیارت۔

س: واجبات حج کیا ہیں؟

ج: (۱) مزدلفہ میں دس ذالحج کو صبح صادق کے بعد ٹھہرنا۔ (۲) صفا مروہ کی سعی (درمیان میں دوڑنا)۔ (۳) شیطانوں کو کنکریاں مارنا۔ (۴) دور سے آنے والے کیلئے طواف وداع کرنا۔ (۵) بال منڈوانا یا کٹوانا۔ (۶) عرفات میں غروب تک رہنا۔ (۷) حج تمتع یا قران والے کو جانور ذبح کرنا۔ (۸) صرف حج کرنے والے کو کنکریاں مارنا۔ اور بال منڈوانے کی ترتیب کا خیال رکھنا تمتع اور قارن کیلئے کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے (ذبح) اور سر منڈوانے کی ترتیب کا خیال رکھنا۔ (۹) طواف زیارت کو قربانی کے دنوں میں کرنا۔ (۱۰) سر منڈوانا یا بال کٹوانا حدود حرم میں ہو۔ (۱۱) قربانی کے دنوں میں ہو۔

حج کی سنتیں کیا ہیں

س: حج کی سنتیں کیا ہیں؟

ج: (۱) صرف حج کرنے والے کو طواف قدوم کرنا اور قارن کیلئے بھی طواف قدوم کرنا۔ (۲) رمل اور اضطباع کرنا ایسے طواف میں جسکے بعد صفا مروہ کی سعی کی نیت ہو۔ (۳) آٹھ تاریخ کو منیٰ جاکر رات گزارنا۔ (۴) نو ذوالحج کو طلوع شمس کے بعد منیٰ سے عرفات کو جانا۔ (۵) دس ذوالحج کی رات مزدلفہ میں گزارنا۔

(۶) عرفات کے دن غسل کرنا۔ (۷) قربانی کی تمام راتیں منیٰ میں گزارنا۔

احرام باندھنے کے مقامات کا بیان

س: وہ کونسی جگہیں ہیں جن سے بغیر احرام کے گزرنا جائز نہیں؟

ج: وہ پانچ جگہیں ہیں حضور ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ مدینہ منورہ والوں کیلئے ذوالحلیفہ عراق والوں کیلئے ذات عرق شام والوں کے لئے جحفہ، نجد والوں کیلئے قرن یمن والوں کیلئے یلملم (پاکستان اور ہندوستان کے حجاج کے لئے بھی یہی آخری احرام باندھنے کی جگہ ہے) یہ ان کے لئے ہیں جن کے نام ذکر کئے گئے یا جو لوگ ان جگہوں سے گزریں (ان جگہوں کو حضور ﷺ نے بیان فرمایا اور معین فرمایا (پہلا) میقات ذوالحلیفہ ہے جو آجکل بیر علی کے نام سے مدینہ منورہ سے چودہ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے مکہ جاتے ہوئے دوسرا مقام ذات عرق ہے یہ اہل عراق کیلئے تھا اب اس جگہ کا کچھ پتہ نہیں اس لئے عراق والے مدینہ سے گزرتے ہیں اور ذوالحلیفہ سے احرام باندھتے ہیں (تیسرا مقام) جحفہ ہے اس جگہ بہت بڑی بستی ہوتی تھی حضور ﷺ کے زمانے میں جو تقریباً چار میل کے فاصلہ پر رابغ سے دائیں طرف جب مکہ جائیں۔ لیکن آج کل تمام اہل شام ذوالحلیفہ سے احرام باندھ لیتے ہیں۔ (چوتھا مقام) قرن ہے جو نجد والوں کیلئے اور مشرق کی طرف سے آئیں اس جگہ احرام باندھنے یا جب اس کے برابر سے گزریں (پانچواں مقام) یلملم جو اب سعدیہ کے نام سے مشہور ہے یہ ایک پہاڑ ہے یہاں سے یمن والے مکہ آتے ہوئے گزرتے تھے۔

س: یہ جگہیں ان لوگوں کے لئے تھیں جو ان مقامات سے باہر رہتے ہیں لیکن جو لوگ ان جگہوں میں یا ان جگہوں سے اور حرم کے درمیان رہتے ہیں یا حرم کے اندر رہتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

ج: جو ان جگہوں میں رہتا ہے۔ وہ اسی جگہ سے احرام باندھے جو لوگ ان جگہوں اور حرم کے درمیان رہتے ہیں ان کے احرام باندھنے کی جگہ حل ہے (حل کہتے ہیں اس جگہ کو جو مواقیت اور حرم کے درمیان ہے۔ جو لوگ حرم میں رہتے ہیں ان کے احرام باندھنے کی جگہ حج کیلئے حرم ہی ہے۔ لیکن عمرہ کیلئے حل ہے۔

س: ان جگہوں سے پہلے احرام باندھنا جائز ہے؟

ج: جائز ہے بلکہ افضل ہے بشرطیکہ حج کے مہینوں میں احرام باندھے اور اسکو اپنے اوپر اطمینان ہو کہ احرام کی شرائط کا پابند رہیگا۔

س: اگر ان جگہوں سے احرام مؤخر کر دیا تو کیا حکم ہے؟

ج: ایسا کرنا جائز نہیں اگر ان جگہوں سے گزرنے کے بعد احرام باندھا تو دم واجب ہوگا۔

س: ایک شخص نے مکہ کا سفر کیا لیکن مقررہ جگہوں سے نہیں گزرا وہ احرام کہاں سے باندھے؟

ج: وہ ان جگہوں کے برابر سے احرام باندھے جب گزرے۔

س: احرام کیا ہے؟

ج: حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھنا (نیت تلبیہ کے ساتھ خاص شرط نہیں بلکہ وہ سنت ہے۔ بلکہ نیت کے ساتھ کوئی بھی ذکر ہو سکتا ہے۔ لیکن جب تلبیہ کہے تو ضروری ہے کہ زبان سے کہے اگر دل سے کہا تو اسکا اعتبار نہیں ہوگا)

س: کیا احرام کیلئے کوئی مسنون طریقہ واجب ہے؟

ج: جب احرام کا ارادہ کرے تو غسل کرے یا وضوء کرے غسل افضل ہے۔ دو نئے یا دھوئے بن سلے کپڑے پہنے ایک کو تہبند بنائے دوسرا اوپر ڈالے خوشبو لگائے اگر موجود ہو۔ سر چھپا کر دو رکعت پڑھے۔ نفلوں کے بعد سر کھول دے۔ اور حج کی نیت کرتے ہوئے۔ یہ کہے۔

لبيك اللّٰهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك.

ان کلمات سے کوئی کلمہ کم نہ کرے زائد کی اجازت اور جائز ہے۔جب تلبیہ کہے تو محرم ہو گیا اب اس کو احرام کے منافی چیزوں سے ڈرنا چاہئے۔

س: اگر عورت ان دنوں حیض ونفاس والی ہو تو کیا حج کا احرام باندھے یا خون کے بند ہونے کا انتظار کرے؟

ج: خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے بلکہ غسل کرے اگرچہ غسل کی جگہ موجود ہو۔ پھر سر کو کنگھی کرے پھر بغیر رکعتیں پڑھے احرام باندھے۔ پھر حج اور عمرہ کی نیت کرے اور تلبیہ کہے جب نیت کر کے تلبیہ کہہ لیا تو محرمہ ہو گی۔ پھر جب مکہ میں پہنچے تو خون بند ہونے کا انتظار کرے جب خون بند ہو جائے تو غسل کر کے طواف کرے۔

احرام کے منافی چیزیں

س: احرام کے منافی کیا چیزیں ہیں؟

ج: وہ یہ ہیں۔(۱) جماع۔ (۲) لغو باتیں۔(۳) جھگڑا۔(۴) خشکی کا شکار کرنا۔(۵) یا شکار کی طرف اشارہ کرنا۔(٦) اسکی طرف رہنمائی کرنا۔(۷) قمیض وشلوار[1] کوٹ سلا ہوا کپڑا پہننا اور بنا ہوا یا وہ بدن کے اعضاء کے مطابق تیار کیا گیا ہو۔ (۸) موزے دستانے پہننا مگر یہ کہ اگر جوتے نہ ہوں تو ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے۔(۹) سر اور چہرہ کو چھپانا نہ ٹوپی پہنے اور نہ پگڑی باندھے۔ (۱۰) خوشبو لگانا۔(۱۱) سر منڈوانا یا بال کٹوانا یا ڈاڑھی کٹوانا یا جسم کے بالوں کو زائل کرنا جیسے بھی ہو۔(۱۲) ناخن کاٹنا۔ (۱۳) ورس یا زعفران یا عصفور کے رنگے

---

(۱) دھاری دار چادر۔

ہوئے کپڑے پہننا مگر یہ کہ دھوئے ہوئے ہوں کہ خوشبو نہ مہکے اور نہ آئے۔

س: مذکورہ چیزیں احرام حج کے منافی ہیں یا احرام عمرہ کیلئے؟

ج: دونوں احراموں کیلئے منافی ہیں۔

س: کیا مرد عورت اس حکم میں برابر ہیں یا بعض چیزوں میں مختلف ہیں؟

ج: عمومی طور سے یہ چیزیں مرد عورت دونوں کیلئے ہیں مگر عورت سلے ہوئے کپڑے پہنے گی جیسے عام حالات میں پہنتی ہے اور اپنے سر کو چھپائے گی لیکن چہرہ کو نہیں چھپائے گی۔

س: کیا محرم غسل کر سکتا ہے؟

ج: غسل کرنا جائز ہے مگر ایسی چیز کا استعمال نہ ہو جس میں خوشبو ملی ہو اور نہ ہی میل اتارنے کی نیت ہو اور نہ سر اور ڈاڑھی کو صابن وغیرہ سے دھوئے۔

س: اگر محرم کسی مکان یا کجاوہ یا کار وغیرہ یا خیمہ کا سایہ میں بیٹھے تو کیا حکم ہے؟

ج: سب جائز ہیں۔

س: کثرت تلبیہ کا کیا حکم ہے؟

ج: تلبیہ کی کثرت مستحب ہے۔ لیکن بعض حالات میں کثرت کرنا افضل ہے۔ جیسے نمازوں کے بعد سحری کے وقت، حالات بدلنے کے وقت اور جب بھی صبح وشام ہو یا کسی بلندی پر چڑھے یا کسی وادی میں اترے یا سواروں سے ملے۔

مکہ میں داخل ہونے کا بیان

س: صرف حج کرنے والا جب مکہ میں داخل ہو تو سب سے پہلے کیا کرے؟

ج: جب حج کرنے والا مکہ میں داخل ہو تو وضوء کرکے مسجد حرام میں جائے۔ جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ بھی کہتے ہیں۔ پھر بیت اللہ کا طواف کرے یہ پہلا طواف ہے اس کو طواف قدوم بھی کہتے ہیں۔ یہ ان کیلئے

سنت ہے۔ جو حدودِ مواقیت سے باہر رہنے والے ہیں۔ اہل مکہ اور اہل حل والوں پر یہ طواف نہیں ہے۔

غنیۃ الناسک میں ہے کہ یہ صرف باہر سے آنے والے کیلئے جسکی حج افراد یا حج قران کی نیت ہو اسکے لئے سنت ہے اگرچہ یہ حج کے مہینوں سے پہلے داخل ہوں عمرہ اور حج تمتع کرنے والے اور اھل مکہ اور اھل مواقیت اور جو اس کے اندر ہیں ان کے لئے سنت نہیں ہے۔ (فتح القدیر میں ہے کہ یہ صرف باہر سے آنے والے کیلئے سنت ہے اسکے علاوہ کسی پر نہیں)

س: طواف کا طریقہ اور اسکی ابتداء اور انتہاء بیان کیجئے؟

ج: جب طواف کا ارادہ کرے تو حجر اسود کا استقبال کرے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو اٹھائے اگر بغیر کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائے چوم سکے اور بوسہ دے سکے تو ایسا کرے اگر اس کی طاقت نہ ہو۔ بغیر تکلیف کے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو یا صرف ایک ہاتھ سے دایاں افضل ہے۔ اسپر پر رکھے پھر انکو بوسہ دے اگر اسکی قدرت نہ ہو تو جو چیز ہاتھ میں ہو لاٹھی وغیرہ اسکو لگا کر بوسہ دے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو حجر اسود کے برابر کھڑا ہو کر اسکا استقبال کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے تکبیر کہتے وقت ہاتھوں کا الٹا حصہ اپنے چہرے کی طرف کرے اور اندرونی حصہ حجر اسود کی طرف کرے اس طرح پر کہ گویا اپنے ہاتھوں کو اس کے اوپر رکھ دیا ہے۔ پھر اشارہ کے بعد انکو چوم لے۔ پھر دائیں طرف یعنی دروازے کی طرف چلے کہ کعبہ شریف اسکے بائیں جانب ہو اور حطیم کے اوپر سے گزرے جب رکن یمانی پر گزرے تو اسکو چھوئے جب حجر اسود پر پہنچے اسکا استلام کریا اور بوسہ دے۔ یہ ایک چکر ہو گیا۔ اس طرح سات چکر لگائے۔ ہر دفعہ حجر اسود کا استلام کرے۔ جب اسکے پاس گزرے جس طرف ہم نے ذکر کیا طواف کی ابتداء بھی استلام سے کرے اور ختم

بھی استلام پر کرے۔

رمل اور اضطباع کے مسائل

س: بعض حاجی رمل کرتے ہیں اور اپنی چادروں کا اضطباع کرتے ہیں رمل اور اضطباع کا کیا حکم ہے؟

ج: جو شخص طواف کے بعد سعی بین الصفاء والمروہ کرنا چاہیے۔ اسکے لئے رمل اور اضطباع کرنا سنت ہے رمل صرف پہلے تین چکروں میں جائز ہے۔ اور اضطباع تمام چکروں میں، جو طواف قدوم کرنا چاہیے اسکو چاہیئے کہ طواف کے بعد صفاء مروہ کے درمیان سعی کرے رمل اور اضطباع بھی کرے ورنہ نہ کرے لیکن عمرہ کرنے والا رمل اور اضطباع ضرور کرے کیونکہ اسکو طواف سعی کرنی ہے۔

س: رمل کا سنت طریقہ کیا ہے؟

ج: چلنے کی حالت میں کندھوں کو ہلائے جیسے جنگ میں مقابلہ کیلئے جانے والا اکڑ کر چلتا ہے اور تیز چلے۔

س: اضطباع کس طرح کرے؟

ج: چادر کا کنارہ دائیں بغل کے نیچے سے گزار کر بائیں کندھے پر ڈالے تاکہ دایاں کندھا ننگا ہو جائے۔

طواف کے نفلوں کا بیان

س: کیا طواف کرنے والے پر طواف کے بعد بھی کچھ لازم ہے؟

ج: ہر طواف کرنے والے پر ہر طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا لازم ہے۔

س: دو رکعتیں کہاں پڑھے؟

ج: بہتر ہے کہ مقام ابراھیم کے قریب اس طرح پڑھے کہ مقام اور بیت اللہ کے

درمیان کھڑا ہو اور آسانی سے مسجد میں جس جگہ پڑھ لے جائز ہے۔

س: کیا ان نوافل میں خاص سورتوں کا پڑھنا سنت ہے؟

ج: مسلم میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے سورۃ الکافرون اور سورۃ قل ھو اللہ پڑھی تھی۔

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا بیان

س: صفا مروہ کے درمیان کس طرح سعی کرنی ہے؟

ج: جب حج یا عمرہ کرنے والا طواف کے بعد سعی کا ارادہ کرے تو صفاء پہاڑی پر تھوڑا چڑھ کر یہ آیت "ان الصفاء والمروۃ من شعائر اللہ" آخر تک پڑھے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کہے اور لا الہ الا اللہ کہے اور حضور ﷺ پر درود پڑھے اپنے لئے دعائیں مانگے اور تین دفعہ یہ پڑھنا بھی سنت ہے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك له له الملك وله الحمد وهو علی کل شیئٍ قدیر صدق اللہ وعدہ وغفر عبدہ وهزم الأحزاب وحدہ۔ (مسلم) پھر مروہ کی طرف آرام سے چلے جب سبز نشان (یا سبز ٹیوب لائیٹس) پر پہنچے تو تیز چلے دوسرے سبز نشان تک یہ کہتے ہوئے۔ رب اغفر وارحم وأنت الأعز الأکرم وتجاوز عمّا تعلم۔ (طبرانی) جب دوسرا سبز نشان گزر جائے تو آرام سے چلے یہاں تک کہ مروہ پر چڑھے، اسپر وہی کام کرے جو صفاء پر کئے تھے اب ایک چکر پورا ہو گیا اسی طرح سات چکر لگائے صفاء پر شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے اور پوری سعی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے۔ جب بھی سبز نشانوں پر پہنچے تو جاتے اور آتے ہوئے انکے درمیان بھاگے۔ لیکن عورت اس جگہ پر بھی آرام سے چلے بھاگے نہیں۔

منیٰ اور عرفات جانے کا بیان

س: حج کرنے والا طواف قدوم اور سعی سے فارغ ہو جائے تو حج تک کیا کرے؟

ج: مکہ میں احرام کی حالت میں رہے جب چاہے طواف کرے اہتمام سے جماعت کیساتھ پانچوں نمازیں مسجد حرام میں پڑھے کیونکہ یہاں کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔ جب ذوالحجہ کی سات تاریخ ہو تو امام ایک خطبہ دے جس میں لوگوں کو منیٰ جانے کے احکام بتلائے اور عرفات میں نمازوں کا طریقہ بیان کرے اور وقوف عرفات کو بتلائے اور طواف زیارت کو بیان کرے۔ پھر جب آٹھویں ذوالحجہ کی صبح کی نماز پڑھ لیں تو منیٰ کی طرف جائیں۔

س: منیٰ پہنچ کر کیا کریں؟

ج: نویں ذوالحجہ کے سورج نکلنے تک وہیں قیام کریں اور نمازوں کا اہتمام جماعت سے کریں۔

س: جب نویں ذوالحجہ کو سورج نکل آئے تو کیا کریں؟

ج: نویں تاریخ کو جب سورج روشن ہو جائے تو عرفات جائیں اور غروب تک وہیں رہیں۔ جب زوال ہو جائے تو امام دو خطبے دے جس میں لوگوں کو نماز اور وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ اور شیطان کو کنکریاں مارنے اور قربانی اور سر منڈوانے اور طواف زیارت کے مسائل بتلائے پھر ظہر کے وقت ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ دونوں نمازیں اکٹھی پڑھائے اسکو جمع تقدیم کہتے ہیں نمازوں کو جمع کرنے کی شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کا بادشاہ نماز پڑھائے اور اسکا نائب حج کے احرام میں ہو اور ظہر کا وقت بھی ہو یہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔ جو شخص نماز ظہر اپنے خیمہ میں اکیلا پڑھے یا اپنی جماعت کروائے بڑے امام کے علاوہ تو ہر نماز اپنے اپنے وقت پر پڑھے لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں منفرد بھی نمازوں کو جمع کرے۔

س: نماز کے بعد عرفات میں کیا کیا جائے؟

ج: نماز کے بعد دعاء مانگنے کی جگہ جائے عرفات کا سارا میدان دعاء مانگنے کی جگہ ہے مگر وادی عرفہ مستحب یہ ہے کہ غسل کرے اور خوب اہتمام سے رو رو کر مغرب تک دعا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ جبل رحمت کے قریب کھڑے ہو کر دعا کرے اگر کھڑے ہونے کی طاقت ہو (اگر بڑے امام کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تو عصر کی نماز ادا کرے) اگر اپنے خیمے میں دعا کرے تو بھی جائز ہے امام حج کو چاہئے کو اپنی سواری پر کھڑے ہو کر دعاء کرے اور لوگوں کو حج کے مسائل بتلائے۔

مزدلفہ جانے کا بیان

س: عرفہ کے دن غروب آفتاب کے بعد کیا کریں؟

ج: جب سورج غروب ہو جائے تو مزدلفہ جانے کے ارادے سے چلے نماز مغرب نہ عرفات میں پڑھے نہ مزدلفہ کے راستے میں بلکہ جب مزدلفہ پہنچ جائے تو مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھے خواہ کسی امام کے ساتھ ہو اسکو جمع تاخیر کہتے ہیں۔

س: اگر اکیلا نماز پڑھے تو کیا ان نمازوں کو جمع کرے؟

ج: بالکل جمع کرے کیونکہ جمع کرنے کیلئے جماعت شرط نہیں۔

س: اگر مغرب عرفات میں پڑھ لی یا مزدلفہ کے راستہ میں اسکا کیا حکم ہے؟

ج: یہ جائز نہیں اس کو نماز لوٹانی ہو گی۔

س: نمازیں پڑھنے کے بعد کیا کرے؟

ج: مزدلفہ میں رات گزارے جب صبح صادق ہو جائے صبح کی نماز اندھیرے میں جماعت کے ساتھ پڑھے پھر کھڑے ہو کر دعا کریں سورج نکلنے سے کچھ پہلے تک مزدلفہ سارا دعاء کرنے کی جگہ ہے مگر "وادی محسر" (یعنی اس جگہ دعا نہ کی جائے)

منیٰ اور اسکے افعال کا بیان

س: وقوف مزدلفہ کے بعد حاجی کیا کریں؟

ج: جب سورج نکلنے میں تھوڑا وقت رہ جائے تو منیٰ کو روانہ ہو جائیں وہاں پہنچ کر سب سے پہلے بڑے شیطان کو سات کنکریاں مارے، کنکری چنے کے دانہ کے برابر ہو ہر کنکری کے ساتھ بسم اللہ اللہ اکبر کہے رضًا للرحمن ورغما للشیطان کنکریاں مارنے کے بعد اسکے پاس کھڑا نہ ہو پہلی کنکری مارتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کردے۔

س: کیا صرف حج کرنے والے پر قربانی ضروری ہے؟

ج: اسپر قربانی ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے۔

س: پھر کیا کرے؟

ج: حج مفرد کرنے والا جب کنکریاں مارے دسویں تاریخ کو پھر اپنے بال منڈوائے یا بال کٹوائے البتہ افضل سر منڈوانا ہے۔ جب اس نے یہ کرلیا تو اسکا احرام ختم ہو گیا۔ اب اس کے لئے بیوی کے علاوہ سب چیزیں حلال ہو گئیں۔ وہ سلے ہوئے کپڑے پہنے جیسے کرتہ شلوار۔ اپنے کپڑوں یا جسم کو خوشبو لگائے۔ بال کاٹے، ناخن کاٹے، لیکن حج تمتع یا حج قرآن والوں کیلئے کنکریاں مارنے کے بعد پہلے قربانی کرنا ضروری ہے پھر سر منڈوائے۔

س: اگر حج مفرد والا قربانی کرنا چاہے کیا سر قربانی سے پہلے منڈوائے یا بعد میں؟

ج: دونوں طرح جائز ہے لیکن بعد میں افضل ہے۔

س: سر کہاں منڈوائے؟

ج: سر منڈوانا یا قصر کرنا حدود حرم میں ہو اگر حدود حرم سے باہر کیا تو دم لازم ہوگا۔

طواف زیارت کا بیان

س: کیا دسویں تاریخ کو سر منڈانے کے بعد کوئی اور کام بھی باقی ہے؟

ج: طواف زیارت باقی ہے جو کہ فرض ہے۔ اسکے لئے تین دن ہیں۔ دسویں طلوع آفتاب سے لیکر بارہ کے غروب تک ہے۔ لیکن پہلے زیادہ افضل ہے سر منڈوانے کے بعد مکہ آکر بیت اللہ کے ساتھ چکر لگائیں جیسا کہ ہم طواف کے بیان میں ذکر چکے ہیں جب طواف زیارت کر لیا تو عورت (بیوی) بھی حلال ہو گی۔

س: کیا طواف زیارت میں رمل اور اضطباع کرے؟

ج: اگر اس نے طواف قدوم کے بعد سعی صفاء و مروہ کی نہیں کی تو اب کریگا۔ پہلے تین چکروں میں رمل بھی کریگا۔ لیکن اضطباع نہ ہو گا کیونکہ اب وہ سلے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔

س: اگر طواف زیارت کو ان تین دنوں سے مؤخر کر دیا تو حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر بارہ کو غروب کے بعد طواف کیا تو دم لازم ہو گا۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں تاخیر کی وجہ سے کچھ لازم نہیں۔

کنکریاں مارنے کا بیان

س: طواف زیارت کے بعد کیا کرے؟

ج: طواف زیارت کرنے کے بعد منیٰ واپس آجائے وہیں قیام کرے گیارہ اور بارہ تاریخ کو تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارے زوال کے بعد، پہلے چھوٹے شیطان کو جو مسجد خیف کی طرف ہے۔ پھر درمیانے شیطان کو پھر بڑے شیطان کو اس کو جمرہ عقبہ بھی کہتے ہیں۔ ہر شیطان کو سات سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہے پہلے دونوں شیطانوں کو کنکریاں مارنے کے

بعد دائیں طرف ہٹ کر کھڑا ہو کر دعا کرے لیکن بڑے شیطان کے پاس دعا کیلئے کھڑا نہ ہو بلکے چلتے چلتے دعا کرے۔

س: اگر گیارہ یا بارہ کو زوال سے قبل کنکریاں ماریں جائیں تو کافی ہو جائیں گی؟

ج: اگر دونوں میں رمی کا وقت زوال سے لیکر صبح صادق تک ہوتا ہے۔ جس نے جلدی کی وہ دوبارہ کنکریاں مارے۔

س: جب ان دودنوں میں کنکریاں مار کر فارغ ہو گیا تو اب کیا کریں؟

ج: اب اس کو اجازت ہے کہ وہ مکہ واپس چلا جائے یا منیٰ میں رہ کر تیرہ کو بھی کنکریاں مارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (ترجمہ) "جو شخص دودن میں مکہ واپس آنے کی جلدی کرے اسپر بھی کچھ گناہ نہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے" لیکن اگر بارہ تاریخ کا سورج غروب ہو گیا اور منیٰ ہی میں بھی تھا اب اس کے لئے رمی سے پہلے جانا مکروہ ہے۔ لیکن اگر تیرھویں کی صبح صادق ہو گی وہ منیٰ میں ہی تھا اب اس پر تیرہ کو کنکریاں مارنا واجب ہو گیا۔

س: جس شخص نے تاخیر اس رادے سے کی کہ تیرہ کو کنکریاں مارے کس وقت مارے؟

ج: زوال کے بعد مارنا سنت ہے مغرب تک رمی کرنے کا وقت ہے۔ غروب کے بعد صحیح نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ تیرہ تاریخ کو اگر زوال سے پہلے بھی کنکریاں مارے تو جائز ہے۔ لیکن خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ لیکن صاحبینؒ کے نزدیک اس دن بھی زوال سے پہلے مارنا جائز نہیں۔

س: اگر کوئی شخص کنکریاں مارنے کیلئے منیٰ میں رک گیا لیکن سامان وغیرہ مکہ میں بھیج دے تو کیا حکم ہے؟

ج: ایسا کرنا مکروہ ہے کہ سامان بھیج دے خود وہاں رہے۔

آخری طواف کا بیان

س: مکہ پہنچ کر کیا کرے؟

ج: شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد افعال حج میں صرف طواف وداع ہی باقی رہ جاتا ہے۔ اور اسی کو طواف صدر بھی کہتے ہیں۔ یہ باہر سے آنے والوں پر واجب ہے جب مکہ واپس آئے تو طواف وداع کرے اپنے وطن چلا جائے اگر بعض حالات کی وجہ سے جانا مناسب نہ ہو تو جب تک چاہے مکہ میں رہے۔

س: کیا طواف وداع منیٰ سے لوٹ کر فوراً کرے یا مکہ سے نکلنے تک مؤخر کرے؟

ج: طواف زیارت کے بعد حاجی خواہ نفلی طواف کرے وہ طواف وداع خود بخود بن جائیگا۔ مگر مکہ سے نکلنے تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔

س: کیا طواف وداع میں رمل اور اضطباع ہے؟

ج: اسمیں نہ رمل ہے نہ اضطباع کیونکہ اس کے بعد سعی نہیں۔

مختلف مسائل

س: ایک شخص نے میقات سے احرام باندھا مکہ میں داخل نہیں ہوا سیدھا عرفات چلا گیا۔ اس نے طواف قدوم نہیں کیا تو اسکے ذمے کیا ہے؟

ج: اس سے طواف قدوم ساقط ہو گیا اسپر کچھ نہیں۔

س: ایک شخص عرفات میں عرفہ کے دن غروب آفتاب کے بعد پہنچا کیا اسکا حج ہو گیا؟

ج: جس شخص نے نویں تاریخ کو زوال سے لیکر دسویں کی صبح صادق تک اس میں داخل ہوا خواہ تھوڑے وقت کیلئے ہوا اسکا حج ہو گیا۔

س: کیا عرفات میں حج کے صحیح ہونے کیلئے دعا کرنا شرط ہے؟

ج: دعا سنت ہے حج کے لئے عرفات میں داخل ہونا کافی ہے خواہ تھوڑی دیر کیلئے ہو خواہ حالت بیداری میں ہو یا نیند میں یا بے ہوشی میں بشرطیکہ احرام باندھا ہوا ہو۔ اگرچہ یہ اسکو معلوم نہ ہو۔ کہ یہ عرفات ہے تب بھی وقوف صحیح سمجھا جائیگا۔

س: مذکورہ طریقہ حج مردوں کا ہے یا عورتوں دونوں کیلئے؟

ج: عورت تمام احکام میں مرد کی طرح ہے۔ مگر یہ کہ احرام میں اپنے سر کو نہ کھولے گی۔ اور نہ اسکی چادر یا نقاب وغیرہ چہرہ کو چھپائے اور تلبیہ میں آواز بلند نہیں کریگی۔ طواف میں رمل نہیں کرے گی۔ صفاء ومروہ کی سعی کرتے ہو سبز نشانوں کے درمیان نہ دوڑے گی۔ اگر اس نے حج کا احرام حیض یا نفاس کی حالت میں باندھا یا احرام کے بعد نفاس والی ہو گئی اور آٹھویں تاریخ تک پاک نہیں ہوئی تو طواف قدوم کو چھوڑ کر منیٰ چلی جائے۔ حج کے تمام افعال پورے کرے مگر طواف زیارت پاک ہونے تک مؤخر کردے اگر طواف زیارت کے بعد نفاس یا حیض پیش آیا۔ اور ادھر سفر کا وقت بھی آگیا۔ تو بغیر طواف وداع کئے چلی جائے اسپر طواف وداع چھوڑنے کی وجہ سے کچھ لازم نہیں۔

عمرہ کے مسائل

س: عمرہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہے؟ اور اسکے فرائض اور واجبات اور اسکے ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج: عمرہ کے لغوی معنی زیارت کرنا۔ اصطلاحی معنی چار کاموں کا کرنا۔

(۱) احرام (۲) بیت اللہ کا طواف (۳) صفاء ومروہ کی سعی (۴) بال منڈوانا یا کچھ بال کٹوانا۔ عمرہ کے دو فرض ہیں۔ (۱) احرام (۲) طواف۔ عمرہ واجبات دو ہیں۔ (۱) احرام (۲) بال منڈوانا یا کٹوانا۔ (طریقہ یہ ہے) جب عمرہ کا کوئی ارادہ کرے تو میقات سے احرام باندھے غسل یا وضوء کے بعد دو رکعت پڑھے پھر عمرہ کی نیت

کرے۔ اللّٰھم انّی ارید العمرۃ فیسرھا لی وتقبلھا منّی پھر تلبیہ پڑھے جیسے
ہم حج کے بیان میں ذکر کر چکے۔ جب تلبیہ کہہ لیا تو محرم ہو گیا۔ پھر صفاء و مروہ
کے درمیان سعی کرے پھر بال منڈوائے یا کٹوائے جب وہ یہ کام کر لے گا۔ تو اسکا
عمرہ مکمل ہو گیا اور احرام ختم ہو گیا۔

س: کیا عمرہ کے احرام کے منافی چیزیں بھی ہیں؟

ج: احرام عمرہ کے منافی وہی احرام حج کے منافی چیزیں ہیں۔ اسکو جماع فضول بات
جھگڑے سے بچنا چاہئے سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے نہ بال منڈوائے نہ کاٹے نہ
خوشبو لگائے اور نہ ہی سر اور چہرہ کو چھپائے اور ناخن بھی نہ کاٹے نہ شکار کرے نہ
شکار کی طرف اشارہ کرے اور نہ ہی کسی کی رہنمائی کرے۔

س: عمرہ کے احرام باندھنے کی جگہیں کونسی ہیں؟

ج: عمرہ کا احرام حج کے احرام باندھنے کی جگہ باندھا جائیگا۔ یہ باہر سے آنے والے کیلئے
ہے جو حل میں رہتا ہے وہ حل سے باندھے جو حرم میں رہتے ہیں وہ بھی حل سے
باندھے (حل کہتے ہیں اس جگہ کو جو میقات اور حرم کے درمیان ہے)

س: اسلام میں عمرہ کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ زندگی میں ایک دفعہ سنت مؤکدہ ہے۔ جو مکہ جانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور
اسکے بہت فضائل ہیں۔ (بخاری مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور حج
مبرور کا بدلہ جنت کے سواء کچھ نہیں)

س: عمرہ کے احکام میں تلبیہ کا کیا حکم ہے؟

ج: تلبیہ احرام کے وقت کہنا شرط ہے (اور تلبیہ زبان سے کہا جاتا ہے) اسکے بعد
کثرت سے پڑھتے رہنا مستحب ہے۔ جیسے کہ حج کے احرام میں تھا طواف شروع
کرتے وقت تلبیہ ختم کر دے۔

س: کیا عمرہ کیلئے طواف قدوم اور طواف وداع بھی شرط ہے؟

ج: اس میں نہ طواف قدوم ہے نہ وداع، عمرہ کے طواف کے بعد جو بھی طواف کریگا۔ وہ بھی عمرہ کی طرف سے واقع ہوگا۔

س: کیا عمرہ کا بھی وقت متعین ہے جیسے حج کا معین ہے؟

ج: عمرہ کیلئے نہ دن مقرر ہے نہ کوئی مہینہ پورے سال میں جب چاہے عمرہ کرے مگر نویں ذوالحجہ سے ایام تشریق کے آخر تک عمرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور رمضان میں عمرہ کی فضیلت بڑھ جاتی ہے۔ بلکہ رمضان میں عمرہ کا ثواب مثل حج کے ہے۔ (بخاری مسلم کی روایت کا مفہوم اس طرح ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے)

س: کیا عمرہ حج کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے؟

ج: ہو سکتا ہے اس کو حج قران اور حج تمتع کے بیان میں معلوم کرلیں۔

حج قران کا بیان

س: کیا حج اور عمرہ کا احرام اکٹھا باندھ سکتے ہیں؟

ج: باندھ سکتے ہیں۔ یہ حج تمتع اور افراد سے افضل ہے۔ تمتع افراد سے افضل ہے۔ احرام اکٹھا باندھنے والے کو قارن کہتے ہیں۔ اور اسی طرح جمع کرنے کو قران کہتے ہیں۔

س: حج قران کی تعریف کیا ہے؟

ج: قران کا مطلب یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ کا اکھٹا احرام باندھے اور دو رکعت پڑھ کر اس طرح نیت کرے۔

اللّٰھم اِنّی أُرید الحج والعمرۃ فیسرھما لی وتقبلھما منی.

ترجمہ: اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ کیا تو ان کو میرے لئے آسان فرما اور مجھ

سے انکو قبول فرما۔

پھر تلبیہ کہے جب تلبیہ کہہ لیا اب دونوں احراموں کی طرف سے محرم ہو گیا۔ جب مکہ میں داخل ہو سب سے پہلے طواف کرے یعنی سات چکر لگائے عمرہ کی نیت سے اضطباع اور رمل صرف پہلے تین چکروں میں ہو گا۔ باقی چکروں میں آرام سے چلے پھر صفاء مروہ کی سعی کرے یہ عمرہ کے افعال ہیں پھر سعی کے بعد طواف قدوم کرے اور صفاء مروہ کی سعی کرے حج کی نیت سے جیسے کہ ہم حج مفرد میں بیان کر چکے ہیں۔ پھر احرام کی حالت میں مکہ میں رہے۔ آٹھویں تاریخ کو منیٰ جائے۔ اور وہ تمام کام کرے جو حج افراد والا کرتا ہے۔ منیٰ میں ٹھہرنا وقوف عرفہ پھر وقوف مزدلفہ پھر دسویں تاریخ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارے پھر منیٰ میں رہے اور تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارے اور قربانی کے دنوں میں طواف زیارت کرے۔

س: کیا حج قران کرنے والے پر کوئی زائد چیز ہے جو حج مفرد پر نہ ہو؟

ج: اس پر دسویں تاریخ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد ایک بکری یا اونٹ وغیرہ کا ساتواں حصہ ذبح کرے بطور شکرانہ کے اس نے دو حجوں کو جمع کر لیا۔ پھر بال منڈوائے یا کٹوائے اسکے بعد دونوں احراموں کی طرف سے بیک وقت حلال ہو جائے گا۔ اس کیلئے حلق یا قصر قربانی کے بعد جائز ہے۔ اب اس کے لئے سب حلال ہو گیا۔ مگر عورت (بیوی) طواف زیارت کے بعد حلال ہو گی۔

س: اگر اس کے پاس جانور خریدنے کیلئے مال نہ ہو تو کیا کرے؟

ج: وہ تین روزے رکھے حج کے دنوں میں آخری روزہ نویں کا ہو۔ پھر حج کے بعد جب گھر لوٹ آئے تو سات روزے رکھے یہ دس ہو گئے۔

س: اگر پہلے تین روزے نہ رکھ سکا یہاں تک کہ قربانی کا دن آگیا اب کیا کرے؟

ج: اس صورت حال میں قربانی کرنی ہو گی۔

س: اگر کوئی بعد والے سات روزے مکہ میں ہی رکھ لے تو کیا جائز ہے؟

ج: جائز ہے۔

س: ایک شخص نے حج اور عمرہ کا احرام اکٹھے باندھ کر سیدھا عرفات چلا گیا مکہ میں داخل نہیں ہوا اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وقوف عرفات کر لیا تو گویا اس نے عمرہ کو چھوڑ دیا تو اس سے دم قران ساقط ہو گیا اب اس پر عمرہ چھوڑنے کا دم ہے اور اس عمرہ کی قضا بھی کرے۔

حج تمتع کا بیان

س: تمتع کیا ہے؟

ج: تمتع یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو اور حج کے مہینوں میں عمرہ کرے یعنی طواف اور صفاء مروہ کی سعی اور بال منڈوانا یا کٹوانا ابتداء طواف میں تلبیہ ختم کر دے جب بال منڈوا دیئے یا کٹوا دیئے تو عمرہ کے احرام سے حلال ہو گیا۔ اب وہ مکہ میں حلال ہو کر رہے۔ جب چاہے طواف کرے اور نمازوں کا مسجد حرام میں اہتمام کرے۔ پھر آٹھویں تاریخ کو حرم سے ہی حج کا احرام باندھ لے اور سارے کام کرے جس طرح حج مفرد والا کرتا ہے۔ لیکن جب دسویں کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارے تو ایک جانور بطور شکرانہ کے ذبح کرے کہ اللہ تعالیٰ نے دو حجوں کو جمع کرنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ اگر جانور نہ ملے تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے آخری روزہ یوم عرفہ کا ہو اور سات واپس لوٹ کر رکھے۔ (یعنی اگر قربانی خریدنے کی قیمت نہ ہو تو حج میں تین روزے رکھے۔ عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عرفہ کے دن تک روزے رکھنا جائز ہے نہ احرام سے پہلے جائز ہے اور نہ عرفہ کے بعد، افضل یہ ہے کہ روزہ ساتویں آٹھویں اور نویں کا ہو یعنی آخری عرفہ کا دن ہو روزے رات کی نیت سے ہونگے

جیسے عام کفارات میں ہے۔ روزہ رکھنے والے کو اختیار ہے اگر چاہے تو لگاتار رکھے۔ اگر چاہے تو علیحدہ علیحدہ رکھے۔ اگر یہ تین روزے نہ رکھ سکا۔ تو اب دم کے علاوہ چارہ کار نہیں۔ قارن کا حکم بھی حج تمتع کی طرح ہے۔ اگر جانور مل جائے ورنہ روزے رکھے) جانور ذبح ہونے تک سر نہ منڈوائے ان روزوں کے مسائل ہم نے قرآن کے باب میں بیان کر دیئے۔

س: جو شخص عمرہ کا احرام باندھے اور قربانی کا جانور بھی ساتھ لیکر چلے اسکے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: حج تمتع کرنے والے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو جانور ساتھ نہ لائیں اسکی تفصیل جمع تمتع کے بیان میں ہو چکی (دوسرا) وہ جو جانور ساتھ لے کر چلے اسکی تفصیل یہ ہے کہ وہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ جائے جانور اسکے ساتھ ہو، اگر وہ جانور گائے وغیرہ ہے تو اسکے گلے میں چڑے یا (پرانے) جوتوں کا ہار ڈالے اور اگر وہ اونٹ ہے تو اسکا شعار کرے صاحبینؒ کے نزدیک ابو حنیفہؒ کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ شعار نہ کرے (امام طحاویؒ لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے شعار کو مکروہ بتلایا ہے جب انہوں نے دیکھا کہ شعار کرنے میں حد سے تجاوز کر گئے جانور کے ہلاک ہونے کے خوف سے) شعار کہتے ہیں کہ اسکی کوھان کو دائیں طرف سے (زخم لگا کر کچھ) خون نکالا جائے (اور اسپر مل دیا جائے) جب یہ مکہ پہنچے تو طواف اور عمرہ کی سعی کے بعد حلال نہیں ہوگا۔ بلکہ احرام کی حالت میں رہے جب آٹھ تاریخ ہو تو حج کا احرام باندھے اور حج مفرد والے کی طرح تمام اعمال کرے دسویں کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد اس جانور کو ذبح کرے۔ (جس کو یہ گھر سے لیکر چلا تھا) پھر بال منڈوائے یا کٹوائے، جب بال منڈوائے تو اب بیک وقت دونوں احراموں سے حلال ہو گیا۔

س: اگر حج تمتع کرنے والے نے آٹھویں سے پہلے احرام باندھ لیا تو کیا یہ جائز ہے؟

ج: یہ جائز ہے اس کا حج بھی تمتع ہوگا (اگر آٹھ سے پہلے احرام باندھ لیا تو یہ افضل ہے۔ تبیین میں اس طرح ہے۔ لیکن الجوہرہ النیرۃ میں ہے جتنا جلدی احرام باندھے اتنا ہی افضل ہے)

حج کے مہینوں کا بیان

س: حج کے مہینے کون کون سے ہیں؟

ج: وہ شوال، ذالقعدہ، اور ذالحجہ کے دس دن ہیں۔

س: حج کے تمام افعال تو صرف پانچ دن میں ادا ہو جاتے ہیں تو پھر شوال اور ذوالقعدہ کو حج کے مہینوں میں کیوں شمار کر دیا؟

ج: اس لئے کہ بعض احکام ان مہینوں سے تعلق رکھتے ہیں جیسے کسی نے عمرہ کا احرام باندھا اس کے عمرہ کے طواف کے اکثر چکر شوال کا چاند نظر آنے سے پہلے لگا لئے تو یہ تمتع نہیں ہوگا اس طرح اگر کسی نے حج کا احرام شوال سے پہلے باندھ لیا تو یہ مکروہ ہے۔

س: ایک شخص نے شوال یا ذوالقعدہ میں عمرہ کیا پھر اپنے گھر واپس چلا گیا پھر اسی سال حج کے لئے لوٹ آیا اسکے تمتع کا کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں اگرچہ یہ جانور لے کر نہیں چلا تھا تو تمتع کرنے والا نہیں ہے۔ نہ ہی اس کے ذمہ دم تمتع ہے کیونکہ تمتع میں دو حجوں کا ایک سفر میں جمع کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ گھر جا کر لوٹ آیا تو ایک سفر میں دو کام نہ ہوئے۔

جنکے ذمے عمرہ اور حج کا جمع کرنا جائز نہیں انکا بیان

س: کیا مکہ والے تمتع یا قران کر سکتے ہیں؟

ج: مکہ اور حرم اور حل والے یعنی جو میقات کے اندر رہتے ہیں۔ انسب کے لئے تمتع

یا قران جائز نہیں بلکہ وہ صرف حج افراد کریں۔

حج کی غلطیاں اور ان کا تاوان

س: حج اور عمرہ کے منافی چیزیں کون سی ہیں؟

ج: حج اور عمرہ میں غلطیاں دو قسم کی ہیں۔ (۱) احرام کے منافی چیزیں۔ (۲) افعال حج و عمرہ کے منافی جیسے واجب کا چھوڑ دینا یا ترتیب کو بدل دینا یا فرض یا واجب کو وقت مقررہ سے مؤخر کر دینا وغیرہ وغیرہ۔

س: احرام کے منافی چیزیں کیا ہیں؟

ج: احرام کے منافی آٹھ چیزیں ہیں (۱) مردوں کو سلا کپڑا پہننا (۲) مردوں کا سر چھپانا (۳) مردوں یا عورتوں کو چہرہ چھپانا (۴) جسم یا احرام یا بستر پر خوشبو لگانا (۵) جسم کے کسی حصہ کے بالوں کا کاٹنا یا مونڈنا (۶) ناخن کاٹنا (۷) خشکی کا شکار کرنا یا اسکی طرف اشارہ کرنا یا کسی شکاری کو بتلانا (۸) جمیت اور وہ چیزیں جو جماع کے قریب کرتی ہیں جیسے شہوت سے بوسہ لینا اور چھونا۔

سلے ہوئے کپڑے پہننے کا بیان

س: سلے ہوئے کپڑے پہننے اور ان کے جرمانے کی تفصیل بیان کیجئے؟

ج: اگر احرام والے نے سلے ہوئے کپڑے جو انسانی جسم کے مطابق یا بعض اعضاء کے مطابق جان کر یا بھول کر پہنے یا غلطی سے جبراً یا اپنی چاہت سے عذر یا بغیر عذر کے تو تو اسپر جرمانہ ہوگا۔

س: جرمانے کی کیا تفصیل ہے؟

ج: اگر کسی نے سلے ہوئے کپڑے لگاتار ایک دن یا ایک رات یا اتنے وقت تک پہنے رکھے تو اس پر دم ہے (جہاں احرام کے بیان میں دم کا لفظ ہو وہاں ایک بکری

مراد ہے۔ جو ہر قسم کے عیوب سے پاک ہو اسکی تفصیل باب الھدی میں دیکھیں اور جہاں صرف لفظ صدقہ ہو وہاں آدھا صاع گندم یا ایک صاع جو یا کھجور یا کشمش یا اسکی قیمت مراد ہوتی ہے) یعنی ایک بکری ذبح کرنا۔

س: اگر کسی نے ایک رات یا دن سے کم پہنے تو کیا جرمانہ ہے؟

ج: اسپر فطرانہ کی مقدار صدقہ کرنا ہوگا گندم یا اسکے علاوہ۔ اگر اسنے ایک گھڑی سے زیادہ پہنے ہوں یا ایک گھڑی سے کم پہنے ہوں تو ایک مٹھ گندم دے۔

س: اگر کسی نے کئی دن کئی رات پہنے رکھے کیا ہر دن رات کیلئے جدا دم ہوگا؟

ج: ان سب کی طرف سے ایک دم کافی ہوگا لیکن اگر ایک دو دن پہننے کا دم ذبح کر دیا پھر دوبارہ سلے ہوئے کپڑے پہنے یا پہلے دم کے اتارے ہی نہ تھے تو اب دوبارہ دم واجب ہوگا۔

س: اگر اس نے ہر قسم کا سلا ہوا کپڑا پہنا ہے جیسے قمیض شلوار (وغیرہ) اور ایک دن گزر گیا تو کیا اسپر کئی دم ہوں گے؟

ج: صرف ایک ہی دم سب کی طرف سے کافی ہوگا۔

س: اگر قمیض (جسم پر) لٹکائی یا اسکو بطور تہبند کے استعمال کیا یا شلوار اسی طرح اوپر ڈال لی تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اس پر کوئی جرمانہ نہیں کیونکہ احرام کے منافی وہ سلا ہوا لباس ہے۔ جو عام طریقہ پر پہنا جائے۔

س: اگر چادر یا اوڑھنی درمیان سے سلی ہوئی تھی یا کناروں سے سلی ہوئی تھی یا اس چادر کا تہبند باندھا جو دونوں کناروں سے سلی ہوئی تھی تو اسپر کیا واجب ہے؟

ج: اس پر کچھ واجب نہیں کیونکہ (اس نے ایسا لباس نہیں پہنا) جو لباس جسم کے ہیئت کے مطابق ہو یا بعض اعضاء کے مطابق ہو لیکن افضل یہ ہے کہ وہ چادر یا تہبند بھی سلا ہوا نہ ہو۔

س: اگر کسی نے سلا ہوا خوشبودار کپڑا ایک دن یا اس کے بقدر پہنا تو اس پر کیا ہے؟

ج: اسپر دو دم ہیں ایک سلائی شدہ کپڑے اور دوسرا خوشبو کی وجہ سے۔

س: اگر کسی نے موزے، جورابیں یا جوتے پہنے تو کیا اسپر کچھ واجب ہے؟

ج: اگر ایک رات یا ایک دن یا اسکے بقدر پہنے تو دم واجب ہوگا۔ اور اس سے کم میں صدقہ ہے۔ بشرطیکہ وہ ٹخنوں کو چھپائے ہوئے ہو یعنی پاؤں کے درمیان کی جگہ (جیسے درمختار میں ہے کہ اگر جوتا نہ ملے تو ان کو ٹخنے کے نیچے سے کاٹ دے یعنی تسمہ باندھنے کی جگہ سے امام شافعیؒ فرماتے ہیں اس طرح کاٹے کہ ٹخنے اور جو اسکے اوپر پنڈلی ہے وہ کھل جائے نہ یہ کہ صرف ٹخنے کی جگہ کو کاٹے۔

سر اور چہرہ چھپانے کا مسئلہ

س: سر اور چہرہ چھپانے کا کیا جرمانہ ہے؟

ج: جب محرم اپنے تمام سر کو یا تمام چہرہ کو یا ان میں سے کسی ایک کے چوتھائی کو یا عورت اپنے تمام چہرہ کو یا چوتھائی کو ایک دن یا ایک رات یا اس کے بقدر چھپائے رکھا تو دم واجب ہوگا۔ خواہ اسکو اس کا پتہ تھا یا نہیں۔ جبراً کیا یا جان کر کیا۔ اپنی چاہت سے کیا یا بھول اور غلطی سے، سوتے ہوئے یا جاگتے ہوئے عذر سے یا بغیر عذر کے، اور اگر چوتھائی سر یا چہرہ سے کم چھپایا یا ایک دن یا ایک رات سے کم چھپایا تو صدقہ لازم ہوگا۔

س: اگر احرام والے نے اپنے کان یا گردن یا ڈاڑھی کا وہ حصہ جو ٹھوڑی سے نیچے ہے اسکو چھپایا تو اس پر کیا واجب ہے؟

ج: ان امور کی وجہ سے کچھ واجب نہیں۔

س: اگر کسی کا سر چھپ گیا مثلاً تھال سے یا پتھر سے ٹوکری...... یا لکڑی سے اس پر کیا لازم ہے؟

ج: ان اشیاء کی وجہ سے کچھ لازم نہیں کیونکہ منافی احرام وہ ہے جس سے عادتاً سر چھپانے کا ارادہ کیا جاتا ہے جیسے چادر، ٹوپی، عمامہ اور رومال وغیرہ۔

س: اگر احرام والے نے کعبہ شریف کے پردے میں سر داخل کر دیا اسپر کچھ واجب ہے؟

ج: اسپر کچھ واجب نہیں لیکن اگر پردہ سر یا چہرہ کو لگ گیا تو مکروہ ہے۔

خوشبو کے مسائل

س: اگر احرام والا اپنے بدن کو خوشبو لگائے تو اس پر کیا واجب ہے؟

ج: اگر محرم نے ایک پورے عضوء کو یا زیادہ کو خوشبو لگائی تو دم واجب ہو گا۔ اور ایک مکمل عضوء سے کم میں صدقہ ہے، عضوء کی مثال جیسے سر، ران، پنڈلی، ہاتھ، کندھا، یہ جب ہے کہ خوشبو تھوڑی ہو لیکن اگر خوشبو زیادہ ہو تو دم لازم ہو گا۔ اگرچہ ایک عضوء سے کم پر لگے۔ خوشبو میں کم یا زیادہ کا فیصلہ عام عادت کے مطابق کیا جائیگا۔ اگر تھوڑی خوشبو ایک عضوء سے کم پر لگائی تو صدقہ ہو گا۔ یہ اس وقت ہے جب یہ خوشبو بڑے اعضاء پر لگائیں جن کو ہم نے ذکر کیا ہے اگر خوشبو چھوٹے اعضاء کو لگائی جیسے ناک، کان، آنکھ، انگلی تو اسکا حکم بڑے عضوء کے لحاظ سے کم میں شمار ہو گا۔ دم یا صدقہ کے واجب ہونے میں (یعنی اگر خوشبو زیادہ لگائی تو دم، اگر کم لگائی تو صدقہ ہو گا)

س: اگر سارے بدن کو خوشبو لگائی کیا ہر عضوء کے بدلہ میں دم ہو گا؟

ج: صرف ایک دم ہو گا۔ اگر خوشبو ایک مجلس میں لگائی۔ اگر مجالس مختلف تھیں تو مجلسوں کے بقدر دم واجب ہو گا۔

س: عورت ہاتھ کو مہندی لگائے تو کیا حکم ہے؟

ج: دم واجب ہو گا۔

(فائدہ) خوشبو کے دم ادا کرنے کیلئے یہ شرط نہیں کہ خوشبو زیادہ دیر لگی رہے بلکہ اگر کسی نے خوشبو لگاتے ہی دھولی تب بھی دم واجب ہوگا۔ جیسے ہم ذکر کر چکے ہیں۔ بخلاف کپڑے کے کہ اسکے لئے مدت یا دن رات کا ہونا ضروری ہے۔

س: اگر احرام والا کپڑے پر خوشبو لگائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر محرم نے پہنے ہوئے کپڑے کو خوشبو لگائی یا خوشبو لگا کر پہنا اور خوشبو کی جگہ ایک مربع بالشت سے زیادہ ہے۔ اور پہننے کی مدت ایک دن یا ایک رات کامل ہو تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر خوشبودار جگہ کی مقدار ایک بالشت مربع ہو اور ایک دن یا رات لگی رہے تو اسپر صدقہ ہے۔

اگر اس سے کم ہو تو ایک چلو صدقہ ہوگا اور یہ اس وقت ہے جب خوشبو تھوڑی ہو۔ لیکن اگر خوشبو زیادہ ہو تو دم واجب ہوگا۔ اگرچہ کپڑے پر ایک بالشت سے کم لگی ہو۔ (تفصیل شامی میں دیکھیں)

س: اگر خوشبو والا تیل لگایا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: خوشبو والے تیل کا حکم خوشبو والا ہی ہے اگر خوشبو والا تیل سر کو لگایا تو دم واجب ہوگا۔

ناخن کاٹنے کے مسائل

س: احرام والے کیلئے ناخن کاٹنے کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن کاٹے یا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے ناخن ایک مجلس میں کاٹے تو دم واجب ہوگا اگر دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے ناخن مختلف مجالس میں کاٹے تو مجالس کے بقدر دم واجب ہونگے۔

س: اگر پانچ ناخن سے کم کاٹے تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر ایک عضوء سے پانچ سے کم ناخن کاٹے تو صدقہ لازم ہوگا۔ (صاحب ہدایہ

فرماتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ ہر ناخن کے بدلے میں صدقہ ہے)

س: اگر پانچ ناخن مختلف اعضاء سے کاٹے جیسے ایک ہاتھ سے دو ناخن دوسرے ہاتھ سے بھی دو ناخن کاٹے اور پاؤں سے ایک ناخن کاٹا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: شیخینؒ کے نزدیک صدقہ واجب ہوگا۔ (صاحب ہدایہ فرماتے ہیں اس طرح اگرچہ متفرق طور سے پانچ سے زیادہ کاٹے)۔

بال مونڈنے کا بیان

س: اگر احرام والے نے جسم کے بال کاٹے تو اسپر کیا واجب ہے؟

ج: جب محرم اپنے سر یا داڑھی کو مونڈے یا ان میں سے کسی ایک کے چوتھائی کو مونڈے تو اس پر دم لازم ہے اور چوتھائی سے کم میں صدقہ ہے۔ اگر بغل یا زیر ناف بال صاف کیے تو اسپر دم لازم ہوگا۔ بالوں کو کاٹنے کا حکم بھی دم اور صدقہ کے بارے میں مونڈنے کی طرح ہے۔ (یعنی اگر پورے عضو یا چوتھائی کے بال کاٹے تو دم۔ اگر چوتھائی سے کم کاٹے تو صدقہ) اگر بال کسی چیز سے (پوڈر وغیرہ) زائل کر دیئے اور ہاتھ سے اکھاڑے یا دانت سے تو یہ بھی حکم میں ہے۔

س: اگر گردن سے صرف خون نکلوانے کی جگہ سے بال کاٹے تو کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دم ہے اگر گردن سے خون نکالنے کی جگہ صاف کی۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اسپر صدقہ ہے۔

س: ان احکام میں عورت کا کیا حکم ہے؟

ج: عورت مثل مرد کے لئے اگر اس نے بغل صاف کی یا زیر ناف صاف کیے یا سر سے چوتھائی یا ایک پورے سے زیادہ کاٹے حلال ہونے سے پہلے تو اس پر بھی دم ہے۔ اور چوتھائی سے کم میں صدقہ ہے۔

(فائدہ) اگر جان بوجھ کر بال مونڈے یا غلطی سے یا بھول کر اپنی چاہت سے یا جبراً

یا اسکو علم نہ تھا خود مونڈا یا اسکے حکم سے مونڈا گیا ہو یا اسکے حکم کے بغیر سب صورتوں میں دم لازم ہو گا۔

معذور کے مسائل

س: اگر عذر کی وجہ سے سلا ہوا کپڑا پہنا یا سر یا چہرہ چھپایا یا بال منڈوائے یا ناخن کاٹے اسکا کیا حکم ہے۔

ج: اگر محرم نے منافی احرام کام عذر کیوجہ سے کئے جیسے اسکو بخار ہو گیا یا سخت گرمی یا سردی کی وجہ سے یا سر درد کی وجہ سے یا جوؤں کی وجہ سے اس صورت میں اسکو اختیار ہے چاہے تو ہر عضور کے بدلہ میں دم حرم میں ذبح کرے یا ہر عضوء کی طرف سے تین صاع گندم یا چھ صاع کشمش یا کھجور یا جوء مسکینوں کو دے۔ ہر مسکین کو آدھا صاع گندم یا ایک صاع باقی چیزوں میں سے دے یا تین روزے رکھے۔ اس حکم میں مالدار غریب برابر ہیں۔ اور اگر منافی احرام عذر کی وجہ سے کئے تو صدقہ واجب ہے، اب اسکو اختیار ہے کہ آدھا صاع گندم دے یا ایک روزہ رکھے۔

جماع اور اسباب جماع کا بیان

س: حالت احرام میں جماع اور اسکے اسباب کیا ہیں اور اسکا کیا حکم ہے؟

ج: وہ یہ ہیں (۱) اگر حج یا عمرہ کے احرام والا بوسہ لے یا چھوئے عورت (بیوی) کو یا بے ریش لڑکے کو شہوت سے تو اسپر دم واجب ہے منی خارج ہو یا نہ ہو۔

(۲) اگر حج کے احرام میں جماع کیا دو راستوں میں سے کسی ایک میں وقوف عرفہ سے پہلے تو اسکا حج فاسد ہو گیا۔ اسپر دم لازم ہے۔ پھر تمام افعال کرے اور آئندہ اس پر حج کی قضاء لازم ہے۔

(۳) اگر اس نے وقوف عرفہ کے بعد صحبت کی طواف زیارت سے پہلے اور سر منڈوانے سے پہلے تو اسپر ایک بدنہ ہے۔ (یعنی ایک اونٹ) اس کا حج فاسد نہیں ہوگا۔

(۴) اگر جماع کیا سر منڈانے کے بعد لیکن طواف زیارت سے پہلے یا طواف زیارت کے بعد سر منڈوانے سے پہلے تو اسپر دم لازم ہے۔

(۵) اگر عمرہ کرنے والے نے طواف کے چار چکر لگانے سے پہلے جماع کر لیا تو اسکا عمرہ فاسد ہوگا۔ وہ اسکو پورا کرے پھر اسکی قضاء کرے اور اسپر دم بھی ہے۔

(۶) اگر عمرہ والے نے چار چکّروں کے بعد جماع کیا (یعنی اپنی بیوی سے صحبت کی) اسکا عمرہ فاسد نہیں ہوگا۔ اسپر قضاء لازم نہیں لیکن اسپر دم ہوگا۔

س: بھول کر جماع کرنے اور جان کر کرنے میں کوئی فرق ہے؟

ج: ان میں کوئی فرق نہیں دونوں کا حکم برابر ہے۔

س: اگر حاجی قضاء کیلئے جائے تو کیا اسپر بیوی سے جدا رہنا لازم ہے؟

ج: اسکو جدا کرنا لازم نہیں۔

حج کے منافی چیزیں

س: وہ کون سی منافی چیزیں ہیں جن کو حاجی حج کرتے ہوئے کر لیتا ہے؟

ج: افعال حج میں غلطیاں کئی قسم کی ہیں۔ (۱) بے وضوء طواف (۲) واجب کو چھوڑ دینا (۳) ترتیب میں گڑبڑ کرنا (۴) فرض یا واجب کو وقت مقرر سے مؤخر کرنا جسکی تفصیل آئندہ آرہی ہے۔

بے وضوء اور بے غسل کے طواف کا بیان

س: اگر حاجی نے بغیر وضوء کے یا بغیر غسل کے (وہ غسل جو اسپر فرض تھا) طواف کیا

تو اسپر کیا ہے؟

ج: اگر اس نے طواف قدوم یا طواف وداع یا نفل طواف بغیر وضوء کیا تو اسپر ہر چکر کے بدلہ میں صدقہ ہے، آدھا صاع گندم (۲) اگر اس نے طواف قدوم یا طواف وداع جنبی حالت میں کیا تو اسپر دم ہے اس طرح اگر عورت نے ان دونوں طوافوں کو حیض و نفاس کی حالت میں کیا تو اسپر بھی دم ہے (۳) اگر طواف زیارت بغیر وضوء کے کیا تو اسپر دم ہے۔ (۴) اگر طواف زیارت بدون غسل کیا تو بدنہ ہے (یعنی اونٹ وغیرہ) اس طرح اگر عورت نے طواف زیارت حیض و نفاس کی حالت میں کیا تو اسپر بھی بدنہ ہے (اونٹ وغیرہ)

(فائدہ) اگر بے وضوء یا جنبی نے طواف کیا پھر پاک ہو کر اسکو لوٹا لیا تو جرمانہ ساقط ہو جائیگا۔

حج میں واجب چھوڑنے کا بیان

س: اگر واجبات حج سے کوئی واجب چھوڑ دیا تو اسپر کیا واجب ہے؟

ج: اسکی جزاء یہ ہے۔ (۱) جس نے مزدلفہ میں صبح صادق کے بعد وقوف چھوڑ دیا تو اسپر دم ہے۔ (۲) جس نے صفاء و مروہ کی سعی چھوڑ دی تو تو اسپر بھی دم ہے (۳) جس نے تینوں دن کنکریاں نہ ماریں یا پہلے دن بڑے شیطان کو کنکریاں نہ ماریں یا کنکریاں مارنے کے دنوں میں اکثر کنکریاں نہ ماریں تو ان تمام صورتوں میں سے ہر صورت میں دم ہے۔ اگر صرف کسی ایک شیطان کو کنکریاں مارنا چھوڑ دیں تو اس پر صدقہ ہے۔ (۴) جو عرفات سے غروب سے پہلے نکل گیا تو اس پر دم ہے مگر غروب سے پہلے واپس آگیا تو اسپر دم ساقط ہے۔ (۵) جس نے طواف وداع یا اسکے چار چکر چھوڑ دیئے تو اسپر دم ہے۔ اگر اس نے تین چکر چھوڑ دیئے تو اسپر صدقہ ہے۔ اگر مکہ واپس آ کر پھر طواف کرے تو جرمانہ ساقط ہو جائیگا۔

ترتیب ترک کرنیکا بیان

س: اگر تمتع کرنیوالے نے ترتیب میں خلاف ترتیب کیا تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر تمتع یا قران کرنے والے نے جانور کو کنکریاں مارنے سے پہلے ذبح کیا یا ذبح سے پہلے بال منڈوالئے تو اسپر دم واجب ہوگا۔

(۲) اگر حج افراد کرنے والے نے دسویں تاریخ کو کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈایا تو اسپر بھی دم واجب ہے۔

افعال حج میں تاخیر کرنا

س: کس تاخیر سے دم وغیرہ لازم ہوتا ہے؟

ج: اسکی تفصیل یہ ہے (۱) اگر تمتع یا قران کرنے والے نے ذبح کو تین دن سے مؤخر کردیا اسپر دم ہے (۲) اگر حاجی نے بال منڈوانے یا کٹوانے میں تین دن سے زیادہ تاخیر کی تو اس پر دم ہے (فائدہ) حاجی کیلئے عورت (بیوی) اس وقت تک حلال نہیں جب تک طواف زیارت پورا نہ کرلے یا اسکے اکثر چکر نہ لگائے۔

عمرہ کی جنایات

س: عمرہ کی جنایات اور اس کی جزاء کیا ہے؟

ج: وہ یہ ہیں۔ (۱) اگر میقات سے احرام باندھنے میں تاخیر کی تو اسپر دم ہے۔ (۲) اگر عمرہ والے نے بے وضوء یا جنبی حالت میں طواف کیا یا عورت نے حیض ونفاس کی حالت میں طواف کیا تو اس پر دم واجب ہے۔ جنبی اور بے وضوء کا کوئی فرق نہیں اس طرح قلیل وکثیر کا بھی کوئی فرق نہیں یعنی کسی نے اگر صرف ایک چکر بغیر وضوء یا غسل کے لگایا تو بھی اس پر دم واجب ہوگا۔ (۳) اگر عمرہ والے نے سعی

سے پہلے سر منڈوایا تو اسپر بھی دم واجب ہے۔ (۴) اگر عمرہ والے نے حرم سے باہر سر منڈوایا تو بھی دم واجب ہے۔

(فائدہ) اگر عمرہ والے نے احرام میں کوئی غلطی کی تو اسپر وہی واجب ہے۔ جو حج کے احرام میں غلطی کرنے والے پر واجب ہے دم یا صدقہ وغیرہ۔

حالت احرام میں شکار کا بیان

س: اگر محرم بالحج یا محرم بالعمرہ نے شکار کو مار دیا تو کیا اس پر تاوان ہوگا؟

ج: اگر احرام والے نے شکار کیا یا اسکی طرف اشارہ کیا یا اسکی طرف رہنمائی کی جو اس کو شکار کریگا۔ تو اس پر تاوان ہوگا بھول کر یا جان بوجھ کر کرنے والا برابر ہے۔ پہلی مرتبہ اور بار بار کرنے والا برابر ہیں۔

س: اس پر کیا تاوان ہوگا؟

ج: شیخینؒ کے نزدیک جس جگہ شکار کو مارا ہے اس جگہ یا اس کے قریب کسی جگہ (یہ معاملہ جنگل میں پیش آیا ہے) دو عادل مسلمان اسکی قیمت لگائیں پھر اسکو اختیار ہے چاہے تو اس قیمت کا جانور خرید کر حرم میں ذبح کردے یا اس سے غلہ (یعنی اناج) خرید کر غریبوں میں تقسیم کردے ہر مسکین کو آدھا صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جوء دے۔ اور اگر چاہے تو ہر نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور کے بدلے ایک روزہ رکھے۔ پھر اگر باقی نصف صاع سے کم بچ گیا۔ تو اسکو اختیار ہے اگر چاہے تو اسکو صدقہ کردے اگر چاہے تو ایک دن روزہ رکھے۔ اس طرح اس چھوٹے جانور کا حکم ہے جسکی قیمت جانور خرید تک نہ پہنچے۔ (یعنی غلہ خرید کر تقسیم کیا جائے یا روزے رکھے جائیں)

س: کیا امام محمدؒ اس مسئلے میں شیخینؒ سے اتفاق کرتے ہیں؟

ج: امام محمدؒ ان سے اختلاف کرتے ہیں کیونکہ شیخینؒ کے نزدیک شکار میں اسکی مثال

معنوی یعنی قیمت وغیرہ ہے۔ جیسے ہم بیان کر چکے ہیں لیکن امام محمدؒ کے نزدیک شکار میں مثل صوری واجب ہے جن میں ممکن ہو جیسے ہرن اور پنڈوار میں بکری واجب ہے۔ خرگوش میں بکری کا چھ ماہ کا بچہ، شتر مرغ میں اونٹ جنگلی چوہے میں بکری کا چار ماہ کا بچہ واجب ہے، اور جن چیزوں کی مثل نہیں ملتی ان میں ان کا قول شیخین کی طرح ہے۔

س: اگر احرام والے نے شکار کو زخمی کر دیا یا اسکے بال اکھاڑ دیئے یا اسکا کوئی عضو کاٹ دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اسکی قیمت میں جو کمی واقع ہوئی اسکا ضامن ہوگا۔

س: اگر پرندے کے بال (یعنی پر) اکھاڑ دیئے یا اسکا کوئی پاؤں وغیرہ کاٹ دیا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ان چیزوں کے کرنے سے پرندہ اپنی حفاظت سے محروم ہو گیا (یعنی نہ اڑ سکتا ہے نہ بھاگ سکتا ہے) تو اسپر پوری قیمت لازم ہوگی۔

س: اگر پرندے کا انڈا توڑ دیا تو اسپر کیا ہے؟

ج: اگر انڈے سے مردہ بچہ نکلا تو زندہ بچے کی قیمت لازم ہوگی اگر بچہ نہ نکلا تو انڈے کی قیمت لازم ہوگی؟

س: اگر کسی نے جوں یا مکڑی کو مار دیا تو اسپر کیا واجب ہے؟

ج: جو جتنا چاہے صدقہ کرے ایک کھجور ایک مکڑی سے بہتر ہے۔

س: اگر کسی نے ان جانوروں کو مار دیا جنکا گوشت نہیں کھایا جاتا جیسے درندے اور انکی مثل تو ان کا کیا حکم ہے؟

ج: تب تاوان دینا پڑے گا۔ لیکن ان کی قیمت بکری کی قیمت سے زیادہ نہیں لگائیں گے۔

س: اگر درندے نے محرم پر حملہ کیا اس نے قتل کر دیا تو اسپر کچھ لازم ہے؟

ج: اس صورت میں کچھ لازم نہیں۔
س: کیا جانوروں یا پرندوں میں کوئی ایسا بھی ہے۔ جسکے مارنے کی محرم کو اجازت ہو۔
ج: کوا، چیل، بھیڑیا، سانپ، بچھو، چوہا، اور کاٹنے والے کتے کو مارنے کی اجازت ہے۔
س: اگر احرام والے نے مچھر یا کھٹمل یا چیچڑی کو مار دیا تو اس پر کیا واجب ہے؟
ج: اس پر کچھ واجب نہیں۔
س: اگر احرام والا شکار کے گوشت کھانے پر مجبور ہو جائے اور شکار کرے۔ کیا اس پر تاوان ہے۔
ج: ہاں اس پر تاوان ہے۔
س: وہ کبوتر جسکے ٹانگوں پر بال ہوں یا وہ ہرن جو لوگوں سے مانوس ہے کیا اسکے قتل پر تاوان ہوگا؟
ج: ان دونوں کے قتل پر تاوان ہوگا۔
س: اگر احرام والے نے شکار کو ذبح کیا کیا غیر احرام والے اسکو کھا سکتے ہیں؟
ج: نہ محرم کھا سکتا ہے نہ غیر محرم اسلئے کہ محرم کا ذبح کیا ہوا مردار ہے؟
س: اگر محرم نے وہ جانور ذبح کیا جسکا لوگوں میں رواج ہے کیا اسکا ذبح کے بعد گوشت کھایا جا سکتا ہے؟
ج: محرم کے لئے بکری گائے مرغی بطخ ذبح کرنا جائز ہے اور ان جانوروں کا گوشت وہ خود بھی کھا سکتا ہے۔ اور دوسرے بھی کھا سکتے ہیں۔
س: اگر حلال شخص نے شکار کیا اور ذبح کیا کیا محرم (یعنی احرام والا) اس کا گوشت کھا سکتا ہے؟
ج: اس کا گوشت کھا سکتا ہے بشرطیکہ اس نے شکار کی رہنمائی نہ کی ہو اور نہ ہی شکار کرنے کا حکم دیا ہو۔
س: اگر دو محرموں نے مل کر شکار کیا تو ان پر کیا ہے؟

ج: ہر ایک پر تاوان ہے۔

س: اگر محرم نے شکار کیا اور حالت احرام میں اسکو بیچا یا کسی محرم سے یا حلال سے خریدا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اسکی خرید و فروخت ناجائز ہے۔

احرام کے منافی کام کرنے پر قارن کے مسائل

س: اگر حج قران کرنے والا کوئی منافی احرام کام کرے تو اس پر کیا ہے؟

ج: اس پر دو دم لازم ہوں گے۔ ایک حج کا دوسرا عمرہ کا مگر یہ کہ وہ میقات سے بغیر احرام کے آگے بڑھ گیا۔ پھر اس نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا تو اس صورت میں صرف ایک دم لازم ہوگا۔ (در مختار میں ہے ہر وہ فعل جس کی وجہ سے مفرد پر ایک دم آئیگا جیسے منافی احرام کام کے (نہ مطلقاً) مثلاً اگر کسی نے واجب ترک کر دیا یا حرم سے کوئی گھاس وغیرہ کاٹا تو اسپر تاوان متعدد نہیں ہوگا کیونکہ یہ احرام پر زیادتی نہیں ہے تو ان امور کی بنا پر قارن پر اور متمتع جو جانور لیکر چلا ہے دو دم واجب ہوں گے۔ اسی طرح صدقہ بھی ڈبل ہوگا۔ کیونکہ یہ زیادتی دو احراموں پر ہوئی ہے مگر یہ کہ بغیر احرام کے میقات سے گزر جائے (یہ استثناء منقطع ہے) تو اس پر ایک دم ہوگا۔ کیونکہ وہ اس وقت قارن نہیں تھا۔ شامی میں بھی اس طرح ہے۔ بحر الرائق میں ہے کہ گھاس وغیرہ اکھاڑنے کا تعلق تاوان کے باب سے ہے احرام سے نہیں بخلاف حرم کے شکار کے اگر اس نے شکار کو قتل کیا تو اس پر دوہری قیمت ہے کیونکہ یہ زیادتی احرام پر ہے۔ اسکو ہم حرم کی غلطی نہیں کہیں گے۔ کیونکہ دو حرمتیں جمع ہو جائیں تو اقوی مقدم ہوگی ادنیٰ سے۔ پس حرمت احرام مقدم ہے اس لئے احرام کی وجہ سے قیمت واجب ہوئی۔ حرم کی وجہ سے۔ حرم کی غلطی اس وقت شمار کریں گے۔ جب قتل کرنے والا حلال ہوگا)

میقات سے بغیر احرام گزرنے کے مسائل

س: جس نے میقات سے احرام نہیں باندھا اور مکہ میں داخل ہونا چاہتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

ج: باہر سے آنے والا مسلمان جو مکہ میں داخل ہونا چاہتا ہے خواہ تجارت یا سیر و تفریح کیلئے ہو۔ اور میقات کے گزرنے سے خشکی سے یا سمندر سے یا فضاء سے بغیر احرام کے گزرنے کے بعد اس نے احرام باندھا یا نہیں باندھا وہ گناہ گار ہوگا۔ اس پر دم بھی لازم ہوگا۔ (امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں باب باندھا ہے حرم میں بغیر احرام کے داخل ہونا پھر فرمایا ابن عمرؓ مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہوئے اور حضور ﷺ نے حکم دیا احرام کا اس شخص کیلئے جو حج یا عمرہ کا ارادہ کرے اسکو لکڑھاروں وغیرہ کے لئے ذکر نہیں کیا حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ابن عمرؓ کا عمل موطاء میں ہے کہ ابن عمرؓ مکہ سے آئے جب قدید کے مقام پر پہنچے تو فتنہ کی خبر ملی تو وہیں سے لوٹ گئے اور مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہوگئے۔

اس کا حاصل یہ نکلا کہ احرام اس شخص کے لئے خاص ہے جو حج یا عمرہ کا ارادہ کرے اس طرح کا مفہوم حدیث ابن عباسؓ میں بھی ہے۔ جو حج اور عمرہ کا ارادہ کرے تو ان سب کا مفہوم یہ ہوا کہ مکہ میں بغیر حج و عمرہ کے ارادے سے داخل ہو تو احرام لازم نہیں ہے اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ کا مشہور مذہب یہ ہے۔ کہ مطلقاً احرام لازم نہیں۔ امام شافعیؒ کے ایک قول میں احرام مطلقاً لازم ہے جس آدمی کا کثرت سے حرم میں آنا جانا ہو اس کے بارے میں امام شافعیؒ کے اقوال مختلف ہیں۔ لیکن اولی عدم وجوب ہے۔

آئمہ ثلاثہ کا مشہور قول وجوب کا ہے۔ اس طرح ہر ایک کا قول عدم وجوب کا بھی ہے۔ اور یہی قول ابن عمرؓ اور زھری اور حسن اور اھل ظاہر کا ہے۔ حنابلہ،

ضرورت والے کو جو بار بار آتے جاتے ہیں مستثنیٰ کیا ہے۔ احناف صرف جو مواقیت کے اندر رہتے ہیں ان کو مستثنیٰ کرتے ہیں۔ ابن عبد اللہ کا خیال ہے کہ اکثر صحابہ اور تابعین کا قول بھی وجوب احرام کا ہے۔

ابن قدامہ مغنی میں فرماتے ہیں مکلف شخص جو مکہ میں بغیر نیت لڑائی کے اور نہ ہی اس کا بار بار جانا لازم ہو اس کا بغیر احرام کے میقات سے گزرنا جائز نہیں۔ اس طرح امام ابو حنیفہؒ اور اصحاب شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے۔ اور بعض نے کہا احرام واجب نہیں امام احمدؒ سے مروی ہے کہ یہ اس پر دلالت نہیں کرتا۔ ابن عمر کا عمل بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہوئے فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جب مکلف آدمی بغیر لڑائی یا بار بار جانے کی ضرورت نہ ہو اگر بغیر احرام کے میقات سے گزر گیا تو لوٹ آئے اور احرام باندھے اگر احرام نہیں باندھا یا میقات کے اندر احرام باندھا تو اس پر دم ہے جیسے کہ حج کے ارادے سے جا رہا ہو۔ اس پر واجب ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جب امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا مذہب یہی ہے کہ احرام ہر اس شخص کو لازم ہے۔ جو مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے اگرچہ اسکا ارادہ حج یا عمرہ کا نہ ہو اور یہی ایک روایت امام شافعیؒ سے ہے۔ اور یہی مذہب اکثر صحابہؓ اور تابعینؒ کا ہے جیسا کہ ابن عبد البرؒ نے کہا لازم ہے۔ ہر اس شخص کیلئے جو مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا ہے۔ کہ دو حجوں میں سے ایک کا احرام باندھے خصوصاً عمرہ کا جب کہ حج کا موسم نہ ہو، اگر ہم ان لوگوں کو اجازت دے دیں جو بار بار مکہ میں داخل ہونے کے محتاج ہیں معاش وغیرہ کیلئے جیسے ڈرائیور وغیرہ قیاس کرتے ہوئے لکڑی جمع کرنے والوں پر۔

پس وہ جن کا بار بار آنا نہیں ہوتا۔ یا وہ جو مکہ سے چلے اور میقات سے باہر نکل گئے ایسے لوگوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ احرام سے مکہ میں داخل ہوں کیونکہ وہ لکڑی جمع کرنے والوں میں سے نہیں۔ جو لوگ حضور ﷺ کے قول لمن یدید الحج

والعمرة سے عدم وجوب احرام کا استدلال کرتے ہیں یہ صحیح نہیں خصوصاً اس شخص کے لئے جو مفہوم مخالفت کو حجت نہیں سمجھتا۔ دوسرے اس لئے کہ یہ روایت مروی ہے ابن عباسؓ سے لیکن ان کا اپنا فتوی طحاوی شریف میں ان کے خلاف ہے فرماتے ہیں کہ کوئی تاجر اور نہ کوئی طالب حاجت مکہ میں بغیر احرام کے داخل نہ ہو۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ فتح مکہ کے دن ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ تھے۔ جیسا کہ امام بیہقیؒ نے نقل کیا ہے (تفصیل کیلئے دیکھیں) اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ) اکثر صحابہؓ بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونے کو جائز نہیں سمجھتے اس سے معلوم ہوا کہ وہ حضور ﷺ کے فتح مکہ میں بلا احرام داخل ہونے سے استدلال نہیں کرتے کیونکہ وہ ضرورت اور غیر ضرورت کا فرق سمجھ چکے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ فتح مکہ میں حضور ﷺ کا بلا احرام داخل ہونے پر عام حالات کو قیاس نہیں کرسکتے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے لئے تو اس دن لڑائی کی اجازت دے دی گئی تھی۔

اور جواز قتال تو بلا احرام میقات سے گزرنے کو چاہتا ہے۔ کیونکہ احرام میں سر اور چہرہ کا کھولنا ضروری ہے، اور لڑائی میں انسان زرہ پہننے کا محتاج ہے اور سر چھپائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور اسکے صحابہؓ کیلئے مکہ میں لڑنا تھوڑے وقت کیلئے جائز کر دیا تھا تو اس طرح ان کا میقات سے بلا احرام گزرنا بھی جائز کر دیا تھا۔ بخاری میں ہے کہ کسی نے حضور ﷺ سے لڑائی کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی تم کو اجازت نہیں یعنی میرے لئے ایک گھڑی کی اجازت تھی۔ پس معلوم ہوا بلا احرام داخل ہونے کی اجازت نہیں مگر اسکو جو لڑائی کے ارادے سے داخل ہوا ایسی لڑائی جسکی اجازت ہو جیسا کہ ابن قدامہ نے مغنی میں ذکر کیا۔ باقی ابن عمرؓ کا بعد احرام کے داخل ہونا تو وہ حل سے لوٹ گئے تھے۔ میقات سے ابھی تک تجاوز نہیں کیا

تھا اور ہر اس شخص کیلئے جو میقات سے تجاوز نہ کرے بلا احرام داخل ہونا جائز ہے۔ کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں ان پر جو مکہ سے مدینہ یا کسی دوسرے شہر کی طرف جائیں باہر سے آنے والے پھر مکہ میں احرام باندھ کر داخل ہوں۔

س: کیا دم اور گناہ ساقط ہو جائے اس کا کوئی طریقہ ہے؟

ج: اگر بغیر احرام کے میقات سے گزر گیا۔ اسکو چاہئے کہ وہ لوٹ آئے اس میقات پر جس سے گزرا یا میقات قریب ہو یا دور افضل یہ ہے کہ اسی میقات پر لوٹے جس سے گزرا۔ اگر وہ میقات پر لوٹ آیا اور حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے تو دم اور گناہ دونوں ساقط ہوں جائیں گے۔

س: اگر میقات پر نہ لوٹا حل سے عمرہ یا حج کا احرام باندھ لیا تو اسپر کیا ہے؟

ج: اگر میقات کے بعد احرام باندھ لیا میقات پر نہیں لوٹا پھر تمام افعال کر گزرے تو اس سے دم اور گناہ ساقط نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے ایک بکری جو اس پر واجب ہوگی حرم میں ذبح کرے لیکن اگر احرام باندھ کر میقات جا کر تلبیہ کہا یہ حج کے افعال شروع کرنے سے پہلے پہلے ہو تو اس سے پھر بھی دم اور گناہ ساقط ہو گیا۔

س: ایک شخص میقات سے بغیر احرام کے گزر گیا حج کا احرام باندھ لیا اگر وہ میقات کی طرف لوٹتا ہے تو حج کے فوت ہونے کا خوف ہے۔ تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: وہ اس وقت نہ لوٹے بلکہ دم سے بوجہ تجاوز عن المیقات بغیر احرام اور توبہ استغفار کرے۔ بکری ذبح کرے جنایت کی وجہ سے۔

س: ایک شخص نے میقات سے گزر کر عمرہ کا احرام باندھا اب اگر وہ میقات کی طرف لوٹتا ہے۔ تو اسکو اپنی (جان یا مال کے ہلاک ہونے) کا خوف ہے تو کیا کرے؟

ج: اسپر میقات پر لوٹنا واجب نہیں بلکہ حرم میں دم ذبح کرے۔

س: ایک شخص مکہ میں بغیر احرام کے کئی مرتبہ داخل ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر کوئی آدمی مکہ یا حرم میں احرام کے بغیر داخل ہو جائے تو ہر دخول پر اسکے ذمہ حج یا عمرہ میں سے کوئی ایک لازم ہے لیکن اگر (دخول بغیر احرام کے بعد) اسی سال فرضی حج یا نذر کا یا قضاء کا یا نذر کا عمرہ یا قضاء کا یا عمرہ مسنونہ یا مستحب ان میں سے کسی ایک کا احرام باندھا تو اسکے کرنے سے دخول بغیر احرام کیوجہ سے جو عمرہ وغیرہ لازم تھا وہ ادا ہو جائیگا اور دم بھی ساقط ہو جائیگا۔ اگرچہ نیت کی ہو لیکن یہ اسوقت سے پہلی مرتبہ دخول کے بعد اس نے ایسا کر لیا۔ اور اگر دخول من غیر احرام تکرار کیساتھ ہے تو پھر صرف آخری دخول سے کافی ہوگا۔ مثلاً پانچ مرتبہ بغیر احرام کے داخل ہونے کے بعد اگر حج فرضی کا احرام باندھا تو صرف پانچویں دفعہ سے کفایت کریگا اور پچھلے چار بدستور باقی رہیں گے اسی سال کی قید اس لئے ہے کہ اگر سال تبدیل ہوگا وہ اس طرح کہ دخول بغیر احرام کے ایک سال ہو اور حج وغیرہ کا احرام دوسرے سال باندھا تو پھر اسکے ضمن میں ادا نہیں ہوگا بلکہ وہ مستقل نیت کیساتھ ادا ہوگا۔ اور اگر اس دخول بغیر احرام کی تعداد کے مطابق مستقل نیت کیساتھ عمرے کر لئے تو وہ دم ساقط ہو جائیگا جو اسکو ہر دفعہ دخول بغیر احرام کی وجہ سے لازم ہو گیا تھا۔

س: باہر کا رہنے والا میقات سے گزرا خواہ خشکی بحری یا فضائی راستے سے بغیر احرام کے اسکی نیت صرف جدہ تک سفر کی تھی حج یا عمرہ یا دخول حرم یا دخول مکہ کی نہ تھی تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: نہ وہ گنہگار ہے نہ اس پر کچھ واجب ہے۔

س: جدہ پہنچ کر جیسا کہ ہم نے سابقہ سوال تفصیل سے ذکر کیا اب اس نے مکہ یا حرم میں داخل ہونے کا ارادہ کر لیا تو کیا کرے؟

ج: اس صورت میں حرم یا مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہو سکتا ہے۔ اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرے جدہ پہنچنے کے بعد تو جدہ سے ہی احرام باندھ لے یا حل سے کسی جگہ

سے یہ باندھ سکتا ہے؟

س: کیا اھل مواقیت اور اھل حل بغیر احرام کے مکہ داخل ہو سکتے ہیں؟

ج: جو ان میں سے بغیر حج یا عمرہ کے ارادہ کے داخل ہو تو بغیر احرام کے داخل ہو سکتا ہے۔ اگر ان کا ارادہ حج یا عمرہ کا تھا اور وہ حرم یا مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہو گئے تو ان پر دم لازم ہو گا۔

ان کو حل لوٹ جانا چاہیئے کیونکہ ان کی میقات حل ہے اگر حرم سے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا حل کی طرف نہیں لوٹے یا طواف کرنے سے پہلے حل کو لوٹ گئے لیکن تلبیہ نہیں کہا تو وہ گناہ گار ہونگے اور دم ساقط نہیں ہو گا۔

س: حرم کے رہنے والے نے حرم سے یا مکہ سے عمرہ کا احرام باندھا کیا یہ جائز ہے؟

ج: جائز نہیں کیونکہ اہل مکہ یا اھل حرم کی میقات حج کیلئے حرم ہے اور عمرہ کے لئے حل ہے۔ اگر غیر میقات سے احرام باندھا تو گناہ گار ہونگے اور دم بھی لازم ہو گا۔

حرم کی جنایات کا بیان

س: حرم کی جنایات کیا ہیں؟

ج: حرم کی جنایات دو قسم کی ہیں۔ (۱) شکار کو قتل کرنا (۲) درخت یا گھاس کو کاٹنا۔

س: کیا اسپر تاوان ہے جو حرم میں شکار کو مارے؟

ج: اس شکار کی قیمت غریبوں میں تقسیم کرے روزے وغیرہ سے کفایت نہیں کریں گے۔

س: اگر دو حلالیوں نے حرم کے شکار کو قتل کیا تو ان پر کیا ہے؟

ج: ان پر ایک تاوان ہے۔

س: اگر احرام والا حرم کے شکار کو قتل کرے کیا اسپر کئی تاوان ہونگے؟

ج: کئی تاوان نہیں ہونگے۔ بلکہ ایک تاوان دوسرے میں ضم ہو جائیگا۔ ایک صدقہ

یعنی اسکی قیمت کے بقدر کفایت کر جائیگا۔ (اسی طرح عنایہ اور کفایہ میں ہے) جو ہم نے ذکر کیا اسکا حل یہ ہے کہ قیاس دو کفاروں کو چاہتا ہے۔

استحسان کی وجہ یہ ہے کہ احرام کی حرمت اقوی ہے اس لئے محرم پر شکار حرم وغیرہ حرم (یعنی حل) میں بھی ناجائز ہے پس کمزور اقوی کے تابع ہو گیا۔

س: اگر محرم یا حلال نے حرم سے درخت یا گھاس کاٹی یا درخت وغیرہ اکھاڑا تو ان پر کیا لازم ہے؟

ج: دونوں پر اسکی قیمت کے بقدر صدقہ ہے۔ جبکہ وہ درخت وغیرہ کسی کی ملکیت نہ ہو اور ایسی گھاس وغیرہ نہ ہو جسکو لوگ کاشت کرتے ہیں۔

س: اگر یہ کاٹا ہوا یا اکھاڑا ہوا درخت کسی کی ملکیت ہو تو کیا حکم ہے؟

ج: درخت کاٹنے یا اکھاڑنے والے پر دوہری قیمت ہے ایک جو شریعت نے لازم کی اسکو صدقہ کرے دوسری قیمت اسکے مالک کو پہنچائے یہ حکم اس وقت ہے جب درخت خشک نہ ہو اگر درخت خشک (یعنی سوکھا ہوا) تھا صرف ایک قیمت ہے جو مالک تک پہنچائے اس پر شریعت کا لازم کیا ہوا حق نہیں ہے۔

س: کیا ان میں سے کوئی چیز مستثنیٰ ہے؟

ج: اذخر کی گھاس کاٹ سکتے ہیں۔ اس طرح اگر خشک درخت یا گھاس بھی کاٹ سکتا ہے۔

س: یہ مذکورہ حکم حلال کا ہے یا احرام والے کا؟

ج: اس حکم میں دونوں برابر ہیں اسلئے کہ گھاس یا درخت کے حرام ہونے کا سبب حرم کی وجہ سے ہے احرام کی وجہ سے نہیں۔

س: دو احرام والوں نے مل کر حرم میں ایسا درخت کاٹا جسکی وجہ سے تاوان لازم ہوتا ہے تو ان پر کیا ہے؟

ج: ان پر صرف ایک قیمت ہے۔

س: کیا حرم کے درختوں سے مسواک کاٹنا جائز ہے؟
ج: جائز نہیں ہے اگر درخت خشک ہے تو اجازت ہے۔

حج سے روکے ہوئے کے مسائل

س: جب محرم کو حج سے روک دیا گیا ہو تو کیا کرے؟
ج: جب محرم کو دشمن یا مرض کی بنا پر روک دیا گیا ہو تو اسکے لئے جائز ہے کہ حلال ہو جائے اور اپنا احرام کھول دے۔
س: کیسے حلال ہو؟
ج: اگر وہ حدود حرم کے اندر ہو تو بکری ذبح کر کے بال منڈوائے یا کٹوائے اور اگر حرم میں نہیں پہنچا تو اس سے کہا جائیگا کہ ایک بکری یا اسکی قیمت کسی شخص کے سپرد کردے جو تیری طرف سے حرم میں بکری ذبح کرے اور اس سے ایک معین دن کا وعدہ لے لے جس میں وہ تیری طرف سے ذبح کرے اس کے بعد تو حلال ہو جائیگا؟
س: اگر قارن روک دیا گیا تو کیا کرے؟
ج: دو دم ذبح کرے اگر وہ حرم میں ہے۔ ورنہ دو دم یا اسکی قیمت روانہ کرے جب حرم میں اسکی طرف سے ذبح ہو جائے تو ذبح کے بعد احرام کھول دے۔
س: حرم میں بکری کیوں بھیجے کیا جس جگہ ہے وہاں ذبح کر کے حلال نہیں ہو سکتا ہے؟
ج: نہ ذبح کرے اس جگہ جب وہ حرم سے باہر ہو کیونکہ دم احصار (یعنی جو روک دیا گیا ہو) حرم سے باہر ذبح کرنا جائز نہیں۔
س: کیا دم احصار دسویں ذوالحجہ سے پہلے ذبح کر سکتے ہیں؟
ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ دسویں یعنی عید کے دن سے پہلے ذبح کرنا جائز ہے لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں جو دم احصار حج کی طرف سے ہے اسکو عید کے دن سے

پہلے ذبح نہیں کرسکتے۔

س: اگر عمرہ والا روک دیا گیا تو وہ کب ذبح کرے؟

ج: جب چاہے ذبح کرے بشرطیکہ حرم میں ہو یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

س: اگر محصر ذبح کے بعد حلال ہو گیا تو کیا اس پر کچھ باقی ہے؟

ج: اگر حاجی احصار کی وجہ سے ذبح کے بعد حلال ہو گیا تو اس پر ایک حج اور عمرہ کی قضاء ہے۔ اگر عمرہ والا حلال ہوا اسی سابقہ وجہ سے تو اسپر عمرہ کی قضاء ہے۔

س: اگر محصر قارن تھا حلال ہو گیا تو اسپر کیا ہے؟

ج: اسپر ایک حج اور دو عمرے ہیں۔

س: محصر بالحج نے جانور بھیج دیا اور ذبح کے دن کا وعدہ لے لیا اب وہ عذر زائل ہو گیا حلال ہونے سے پہلے تو اب کیا کرے؟

ج: اگر اسکو حج اور قربانی کا جانور جو اس نے بھیجا تھا ذبح سے پہلے پالینے کا یقین ہو تو اسکو حلال ہونا جائز نہیں اس کو افعال پورے کرنا لازم ہے۔ اگر صرف جانور ملنے کی امید ہو بغیر حج کے تو حلال ہو جائے۔ اگر حج ملنے کا یقین ہو بغیر جانور کے استحساناً حلال ہونا جائز ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ وہ جائے اور حج کرے (حلال نہ ہو)

س: ایک شخص احرام باندھ کر مکہ پہنچ گیا وہاں جا کر اسکو وقوف عرفہ اور طواف زیارت سے روک دیا گیا کیا یہ بھی محصر ہے؟

ج: یہ بھی محصر ہے (یعنی روکا ہوا اسپر احصار والے کے احکام لازم ہیں)

س: اگر کوئی شخص مکہ میں صرف وقوف عرفہ یا صرف طواف زیارت سے روک دیا گیا ہو کیا یہ بھی محصر کے حکم میں ہے؟

ج: یہ محصر کے حکم میں نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ وقوف عرفہ کرنے پر قادر ہے۔ تو وقوف کرے اور طواف زیارت جب احصار کا عذر زائل ہو جائے اس وقت کرے، اگر وقوف عرفہ سے روک دیا گیا تو اسکی مثال اس شخص کی ہے جس

کا حج فوت ہو گیا۔ (فائت الحج کی تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے)

س: اگر قربانی ذبح کر دی جائے (محصر کی طرف سے) کیا وہ حلال ہو جائے یا بال منڈوا کر یا کٹوا کر حلال ہو؟

ج: طرفینؒ کے نزدیک جب قربانی کا جانور ذبح ہو گیا تو وہ حلال ہو گیا اور احرام سے نکل گیا لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک احرام سے نکلنے کیلئے بال منڈوانا ضروری ہے۔

حج کے فوت ہونے کا بیان

س: ایک شخص نے حج کا احرام باندھا اور عرفات میں حاضر نہ ہو سکا یہاں تک کہ دسویں کی صبح صادق ہو گئی تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اس کا حج فوت ہو گیا اس کے لئے یہ ہے کہ افعال عمرہ کرے حلال ہو جائے طواف کرے صفاء مروہ کی سعی کرے پھر بال منڈوائے یا کٹوائے۔

س: افعال عمرہ کے بعد اسپر کچھ واجب ہے؟

ج: اسپر آئندہ سال حج کی قضاء لازم ہے۔

س: کیا اسپر دم ہے؟

ج: اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں۔

س: کیا عمرہ بھی فوت ہو جاتا ہے؟

ج: عمرہ میں فوت کا مسئلہ ہی نہیں کیونکہ اس کا کوئی وقت معیّن نہیں وہ سارا سال جائز ہے۔ صرف پانچ یوم میں مکروہ ہے جسکو پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

حرم کی قربانی کے جانور کا بیان

س: ہدی کیا ہے؟ (احکام حج میں ہدی کا لفظ بار بار استعمال ہوتا ہے یہ اسکا بیان ہے)

ج: جو جانور حج اور عمرہ میں ذبح کیا جاتا ہے اسکو ہدی کہتے ہیں خواہ وہ محصر کے احرام

میں نکلنے کیلئے ہو۔ خواہ وہ دم شکر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دو حجوں کو جمع کرنے کی توفیق عطاء فرمائی جیسے حج تمتع اور قران والا (ذبح کرتا ہے) یا بعض غلطیوں کے کفارہ میں ذبح کیا جائے جیسے کوئی شخص اپنے احرام پر زیادتی کرے یا حج کے واجبات میں سے کوئی واجب چھوڑ دے یا عمرہ کے واجبات چھوڑ دے یا نفلی قربانی ہو یہ اس کے لئے ہے جو نفلی قربانی کرنا چاہے۔

س: کن جانوروں کی ہدی ہو سکتی ہے (یعنی قربانی)؟

ج: اونٹ، گائے، بکری، صرف ان کے علاوہ جائز نہیں لیکن ان مذکورہ میں مذکر و مونث برابر ہیں۔

س: کیا ان تین قسموں میں ہر قسم کا جانور ذبح کر سکتے ہیں یا اس میں کچھ شرائط ہیں؟

ج: اس میں دو شرطیں ہیں۔ (۱) وہ ثنی ہو اسکے دو دانت یا زیادہ گرے ہوئے ہوں۔ (۲) ہر قسم کے عیب سے خالی ہو۔

س: ثنی کا کیا مطلب ہے؟

ج: بکری میں ثنی کہتے ہیں جسکا ایک سال پورا ہو گیا ہو دوسرا سال شروع ہو گائے میں ثنی کہتے ہیں جس کے دو سال پورے ہو چکے ہوں تیسرا سال شروع ہو اونٹ میں ثنی کہتے ہیں جو پانچ سال پورا کر چکا ہو اور چھٹا سال شروع ہو۔

س: کیا دنبہ یا مینڈھا ایک سال سے کم کا بھی جائز ہے؟

ج: اسمیں جذع بھی جائز ہے جذع کہتے ہیں جو چھ ماہ پورے کر چکا ہو۔ لیکن ایسا (موٹا تازہ) ہو کہ اگر اس کو سال والوں میں ملا دیا جائے تو دیکھنے والے اسکو بھی سال کا سمجھیں۔ (الجوہرۃ النیرۃ میں بھی اسی طرح ہے)

س: عیب سے خالی ہونے کا کیا مطلب ہے؟

ج: اسکے اعضاء مکمل ہوں ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے کی قربانی جائز نہیں نہ کان اور دم کٹے کی، نہ بے آنکھ کی، نہ پاگل کی جسکی عقل نہ ہو نہ ایسے لنگڑے کی جو ذبح کی جگہ تک

نہ چل سکے۔

س: جس جانور کا بعض کان یا دم کا بعض حصہ کٹا ہوا ہو کیا اسکی قربانی جائز ہے؟

ج: اگر کان یا دم کا اکثر حصہ کٹا ہوا ہے تو جائز نہیں۔

س: کیا ہدی کے جانور کو ہر جگہ ذبح کیا جا سکتا ہے؟

ج: ہدی کا حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے۔

س: گائے یا اونٹ کن افعال کی وجہ سے ذبح کی جائے گی؟

ج: ایسے شخص کے لئے کفارہ میں مکمل اونٹ یا گائے ذبح کرنا ضروری ہے جس نے طواف زیارت جنبی حالت میں کیا پھر اسکا اعادہ نہیں کیا۔ اس طرح اس کے لئے بھی جس نے وقوف عرفات کے بعد قربانی ذبح کرنے سے پہلے بیوی سے جماع کیا یا سر منڈوانے سے پہلے۔

ان دونوں صورتوں میں صرف مکمل اونٹ یا مکمل گائے کا ذبح کرنا ضروری ہے، ان کے علاوہ باقی چیزوں میں ایک بکری کافی ہے۔ خواہ وہ دم احصار ہو یا دم تمتع یا دم قران یا دم جنایت یا نفلی قربانی۔

س: کیا دو یا دو سے زائد آدمی بعض قربانیوں میں شریک ہو سکتے ہیں؟

ج: اونٹ یا گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو۔

س: سات آدمی گائے یا اونٹ میں شریک ہوئے لیکن ایک آدمی کی نیت صرف گوشت کھانے کی ہے تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر معاملہ اس طرح ہے تو باقیوں کی قربانی بھی جائز نہیں۔

س: کیا وہ اپنی ہدی کا گوشت کھا سکتا ہے؟

ج: اگر وہ نفلی قربانی یا دم تمتع یا دم قران ذبح کرے تو کھا سکتا ہے۔ لیکن دم احصار، دم جنایات وغیرہ کا گوشت نہیں کھا سکتا ہے۔

س: کیا جانور ذبح کرنے کیلئے کوئی دن یا وقت مقرر ہے؟

ج: ہدی تمتع اور ہدی قران دسویں تاریخ سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں بلکہ دسویں، گیارھویں، بارھویں کو ذبح کرنا جائز ہے (صاحب قدوری نے نفلی قربانی کو بھی یوم نحر کے ساتھ مشروط کر دیا لیکن صاحب ہدایہ فرماتے ہیں نفلی قربانی کو یوم نحر سے پہلے بھی ذبح کر سکتے ہیں لیکن یوم نحر میں ذبح کرنا افضل ہے۔ یہی صحیح ہے۔ اور یوم نحر سے مراد ایام نحر ہیں۔ تمتع اور قران کی ہدی کو بارہ کی غروب تک ذبح کر سکتا ہے۔ بحر الرائق میں تفصیل موجود ہے) ذوالحجہ کی بارہ تاریخ سے تاخیر نہ کرے۔ نہ دسویں تاریخ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے سے پہلے ذبح کرے لیکن دم جنایات اور دم احصار ہر وقت ذبح ہو سکتا ہے۔

س: اگر ان دنوں میں ذبح میں تاخیر ہوئی تو کیا حکم ہے؟

ج: اس پر اس قربانی کے علاوہ ایک اور دم دینا ہوگا۔ (اس صورت میں اگر اس نے ذبح سے پہلے سر منڈوایا تو اس پر ایک اور دم ہوگا)

س: قربانیوں کا گوشت حرم کے مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے؟

ج: حرم کے مساکین متعین نہیں ہے۔ حرم و غیر حرم کے مساکین پر صدقہ کرے۔

س: کیا ہدی کے جانور کو عرفات لے جانا واجب ہے؟

ج: واجب نہیں ہے۔

س: نحر اور ذبح میں کیا فرق ہے؟

ج: اونٹ میں نحر سنت ہے گائے اور بکری میں ذبح سنت ہے اگر اس کا عکس کرے تو جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔

س: کیا خود نحر یا ذبح کرنا واجب ہے؟

ج: خود ذبح کرنا واجب نہیں بلکہ افضل ہے اگر اچھے طریقے سے ذبح کر سکتا ہو اگر دوسرے نے اس کے حکم سے ذبح کیا تو بھی جائز ہے؟

س: ایک حاجی اونٹ لیکر چلا پھر سوار ہونے کیلئے مجبور ہو گیا کیا سوار ہونا جائز ہے؟

ج: اگر مجبور ہو تو سوار ہو جائے اگر اسکے بغیر کام چل جائے تو سوار نہ ہو (مسلم میں روایت ہے کہ جابرؓ نے ہدی پر سوار ہونے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہو جا دستور کے موافق جبکہ تو اسکی طرف ضرورت مند ہو یہاں تک کہ (۱)۔

س: اگر اونٹنی یا بکری لیکر چلا ان کا دودھ تھا کیا دودھ نکال سکتا ہے؟

ج: دودھ نہ نکالے بلکہ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے اس کے تھنوں پر یہاں تک کہ دودھ ختم ہو جائے۔

س: اگر ہدی راستہ میں ہلاک ہو گئی تو کیا کرے؟

ج: اگر قربانی نفلی تھی تو اس پر اور خریدنا ضروری نہیں اگر قربانی واجب تھی اسکی جگہ اور خریدنا ضروری ہے۔

س: اگر قربانی عیب دار ہو گئی جسکو ذبح کرنے کی اجازت نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر وہ قربانی واجب ہو تو اسکی جگہ اور خریدے عیب والی کو جو چاہے کرے اگر وہ قربانی نفلی ہو تو اسی کو ذبح کر دے۔

س: ایک شخص اونٹ لیکر چلا وہ راستہ میں ہلاک ہونے کے قریب ہو گیا تو کیا کرے؟

ج: اگر یہ نفلی ہدی تھی اسکو نحر کر کے اس کے گلے کے ہار کو (کما فی الھدایة) خون سے رنگ دے اور اسکے کوہان کو خون کی چھاپ لگا دے اور فقراء کیلئے چھوڑ دے۔ نہ خود اس سے کھائے اور نہ مال دار کھائیں اگر وہ قربانی واجب تھی اسکی جگہ اور خریدے اور اسکو جو چاہے کرے (مسلم میں ابن عباسؓ مروی ہے کہ حضور ﷺ نے سولہ اونٹ ایک آدمی کے ساتھ بھیجے اور ان کے بارے میں کچھ ہدایات فرمائیں اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھ پر مشقت ہو جائے تو کیا کروں۔ فرمایا

---

(۱) تجھے اور سواری مل جائے۔

نحر کرکے اس کے پاؤں رنگے اسکی کوہان پر خون لگائے اور تیرے ساتھیوں میں سے کوئی نہ کھائے)

س: ہدی کو قِلادہ ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

ج: ہدی تطوع اور ہدی تمتع اور قران کی ہدی کو قلادہ ڈالے (قلادہ کی تفصیل گزر چکی ہے) دم احصار اور دم جنایات کو قلادہ نہ ڈالے۔

س: اس جانور کی نکیل اور جھول وغیرہ کو کیا کرے؟

ج: اسکو بھی صدقہ کرے۔

س: قصائی کی اجرت اسی قربانی سے دے؟

ج: اس سے اجرت نہ دی جائے بلکہ اس کو اپنے پاس سے دے (حضرت علیؓ سے مسلم میں روایت ہے کہ حضور علیہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم بدنہ کو ذبح کریں اور اس کے گوشت کو تقسیم کر دیں۔ اسکی کھال اور جھولوں۔۔۔۔۔ کو صدقہ کر دے ہم قصائی کی اجرت اس سے نہیں دیتے فرمایا ہم اپنے پاس سے دیتے ہیں)

کتاب البیوع / خرید و فروخت کا بیان

س: بیع کیا ہے؟

ج: جانبین کی رضامندی سے مال کا مال سے تبادلہ کرنا۔

س: بیع کیسے منعقد ہوتی ہے؟

ج: بیع ایجاب و قبول سے منعقد ہوتی ہے جب دونوں لفظ ماضی کے ہوں ایک کہے بعت (میں نے بیچا) دوسرا کہے أشتریت (میں نے خریدا)۔

س: جب معاقدین میں سے ایک ایجاب کرے دوسرے کو بیع لازم ہوگی؟

ج: صرف ایجاب سے بیع لازم نہیں ہوتی جب ایجاب و قبول دونوں پائے جائیں تو بیع لازم ہوتی۔ اگر ایک نے ایجاب کر لیا دوسرے کو اختیار ہے اگر چاہے تو اسی مجلس میں قبول کرے اگر چاہے رد کر دے۔ (یعنی انکار کر دے) اگر قبول کر لیا تو بیع لازم ہو جائے گی۔ اس صورت میں کسی کو اختیار نہیں ہوگا۔

س: قبول کو مجلس کیساتھ مقید کیوں کرتے ہو؟

ج: جب خرید و فروخت کرنے والوں میں سے ایک نے بیع کا ایجاب کیا۔ پھر مجلس سے اٹھ گیا یا اس کا ساتھی اٹھ گیا (دوسرے فریق کے) قبول کرنے سے پہلے تو ایجاب باطل ہو گیا۔

س: جب بیع مکمل ہو گئی تو خریدنے والے کو کس وجہ سے اختیار ہے؟

ج: اس کے لئے اختیار ہے جب سامان میں عیب ظاہر ہو جائے یعنی اس سال میں جو اس نے خریدا اگر چاہے لوٹا دے اگر چاہے لے لے۔ اس طرح اختیار ہے مشتری (خریدنے والے) کو ملنے یا رد کرنے میں جب اس نے بغیر دیکھے خریدا ہو۔

س: کیاادھار پر بیع جائز ہے؟

ج: نقد اور ادھار دونوں طرح بیچنا جائز ہے بشرطیکہ ادھار کی مدت مقرر ہو اور معلوم ہو۔

س: ایک شخص نے سامان بیچا اور سامان کی طرف اشارہ کر دیا اسکی مقدار یا وزن یا ناپ کے لحاظ سے بیان نہیں کی یا دو شخصوں نے سامان کو سامان کے بدلے میں بیچا لیکن ان کی مقدار بیان نہیں کی صرف اشارہ کر دیا۔ کیا ان دونوں صورتوں میں بیع جائز ہے؟

ج: ان دونوں صورتوں میں بیع جائز ہے اسلئے کہ عوض جسکی طرف قیمت سے یا دوسرے سامان سے اشارہ کر دیا تو بیع کے جائز ہونے میں مقدار معلوم کرنے کی ضرورت نہیں اسلئے کہ اشارہ بھی اسباب معرفت سے ہے۔

س: اگر قیمت کو مطلق رکھا اسکی مقدار اور اسکی تعریف بیان نہیں کی تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: جب قیمت کو مطلق رکھا مثلاً یہ کہا کہ میں نے سونے یا چاندی دنانیر یا دراھم یا گندم کے بدلہ میں میں نے تجھ سے فلاں چیز خریدی مقدار اور اسکی تعریف نہیں کی (یعنی وہ دراھم کونسی قسم کے ہوں گے) تو یہ بیع جائز نہیں پس ضروری ہے بیع کے درست ہونے کیلئے یہ کہ مقدار ذکر کرے۔ مثلاً یوں کہے کہ میں نے فلاں چیز اتنے درھم کے بدلہ میں خریدی اس طرح ان دراھم کی تفصیل بھی بیان کرے مثلاً یہ کہ وہ درھم شامی ہوں گے۔ یا مصری کھرے ہونگے یا کھوٹے (پہلے زمانہ میں پیسے چونکہ چاندی سونے کے ہوتے تھے جن پیسوں میں ملاوٹ ہوتی تھی وہ بھی کام (کار آمد) کے ہوتے تھے اس لئے کھوٹے دراھم کا ذکر ہے)

س: اگر قیمت کو مطلق رکھا یعنی صفت بیان نہیں کی گئی مثلاً اس طرح کہا میں نے فلاں چیز دس درھم کے بدل بیچی اور اس شہر میں مختلف قسم کے دراھم چلتے ہیں لیکن ان کی مالیت ایک جیسی ہے کیا اس صورت میں بیع جائز ہے جبکہ خریدنے والا بھی اس کو قبول کرلے؟

ج: اس صورت میں جائز ہے وہ دراھم جن کے ساتھ اکثر لوگ معاملہ کرتے ہیں اس شہر میں خود بخود متعین ہو جائیں گے۔

س: سابقہ صورت میں دراھم مطلق چھوڑ دیئے حالانکہ وہ مالیت میں مختلف تھے کیا اس صورت میں بیع جائز ہے؟

ج: اگر دراھم یا دنانیر کی مالیت مختلف ہے تو بیع فاسد ہو گی مگر یہ کہ ان میں سے ایک قسم اور ان کی مقدار بھی بیان کرے۔

س: کھانے اور غلہ کی بیع ناپ کر اور اٹکل سے جائز ہے؟

ج: اس طرح بیع جائز ہے۔ دراھم کے ساتھ اور دنانیر اور پیسوں کے ساتھ اور غلہ کے ساتھ مگر یہ کہ غلہ کو غلہ کے بدلہ اٹکل سے جائز نہیں کیونکہ وہ ایک جنس ہے اسمیں سود کا احتمال ہے۔

س: ایک شخص نے کہا میں نے گندم بیچی یہ اتنے برتن بھر کر اور خریدنے والے نے اسکو قبول کر لیا حالانکہ وہ اس کی مقدار کو نہیں جانتا کہ برتن میں کتنی چیز ہے کیا اس طرح بیع جائز ہے؟

ج: معین برتن سے بیع جائز ہے اگرچہ یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں کتنی چیز آتی ہے۔

س: اگر کسی نے ایک معین پتھر سے بیع کی جسکی مقدار معلوم نہیں کیا اس سے بیع جائز ہے؟

ج: یہ بھی جائز ہے۔

س: ایک شخص نے غلہ کا ڈھیر بیچا ہر قفیز ـــــــ ایک درھم کا کیا اس طرح بیع جائز ہے؟

ج: اس صورت میں صرف ایک قفیز میں ـــــــــ بیع جائز ہو گی۔ باقی میں باطل مگر یہ کہ تمام قفیز بیان کرے یہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں دونوں صورتوں میں بیع جائز ہے۔ سارے قفیز بیان کرے یہ نہ کرے۔

س: ایک شخص نے بکریوں کا ریوڑ بیچا اور کہا کہ ہر بکری ایک درھم کی اس میں امام ابو حنیفہؒ کی کیا رائے ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تمام بکریوں میں بیع فاسد ہو گی لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ سب میں بیع جائز ہے۔

س: ایک شخص نے کپڑے کا تھان گزوں کے حساب سے بیچا کہ ہر گز ایک درھم کا کل گز بیان نہیں کئے اس بارے میں امام صاحب کیا فرماتے ہیں؟

ج: امام صاحب فرماتے ہیں اس طرح بیع نہ ایک گز میں جائز ہو گی نہ سب میں۔

س: ایک شخص نے گندم کا ڈھیر اس شرط پر بیچا کہ یہ سو قفیز سو درھم کے بدلے میں ہے پھر خریدنے والے نے سو قفیز ۔۔۔۔۔۔ سے کم پایا (یعنی سو قفیز سے کم نکلا اس بارے میں تم کیا کہتے ہو؟

ج: خریدنے والے کو اختیار ہے اگر چاہے تو جو موجود ہے اسکو بقدر اسکی قیمت کے لے لے اگر چاہے تو بیع کو توڑ دے۔

س: اگر سو قفیز ۔۔۔۔۔۔ سے زیادہ نکلا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: زیادتی بیچنے والے کی ہو گی۔

س: ایک شخص نے کپڑا خریدا کہ یہ دس گز ہے دس درھم کے بدلہ میں یا زمین خریدی کہ یہ سو گز ہے سو درھم کی (یعنی سو روپے کی مثلاً) پھر وہ کپڑا یا زمین اس سے جو بیان کیا تھا کم نکلا اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں خریدنے والے کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کو کل قیمت دیکر لے لے چاہے تو چھوڑ دے۔

س: اگر اس سے جو بیان کیا تھا زیادہ نکل آئی تو کیا حکم ہے؟

ج: وہ سارا کپڑا خریدنے والے کا ہو گا اس قیمت پر جو ان میں طے ہو گی بیچنے والے کو کوئی اختیار نہیں زمین کا حکم بھی صورت مذکورہ میں اس طرح ہے۔

س: اگر بائع نے اس طرح کہا میں نے یہ چیز تجھ کو بیچی اس طرح کہ یہ تو سو گز ہے سو روپے کے بدلے میں ہر گز ایک روپے کا ہو گا۔ لینے والے نے اسکو کم یا زیادہ پایا تو

کیا حکم ہو گا؟

ج: اگر وہ کم نکلے تو اسکو اختیار ہے اگر چاہے تو بقدر حصہ کے قیمت دے کر لے لے۔ اگر چاہے تو نہ لے۔ لیکن اگر وہ چیز زیادہ نکل آئی تو بھی اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو ساری چیز کو لے لے ہر گز ایک روپے کے حساب سے اگر چاہے تو بیع کو توڑ دے۔

س: اگر بائع نے کہا میں نے یہ گٹھڑی تجھ کو بیچی اس بات پر کہ اس میں دس کپڑے ہیں سو روپے کے بدلہ میں ہر کپڑا دس روپے کا ہے۔ پھر وہ کم یا زیادہ نکلے کیا حکم ہے؟

ج: اگر کم نکلے تو اسکے حصہ کی قیمت دے کر لے سکتا ہے۔ اگر زیادہ نکلے تو بیع فاسد ہو گی۔ (کیونکہ بیع مجہول ہے)

س: ایک آدمی نے گھر فروخت کیا صرف گھر کا ذکر کیا اس کے اندر کی کون کون سی چیزیں دینی پڑیں گی؟

ج: مکان فروخت کیا تو اسکی بیع صحن، اور اسکی تعمیر (عمارت بھی) اور تالوں کی چابیاں بھی شامل ہونگے اگرچہ اسکا نام نہ لیا ہو۔

س: اگر کسی نے زمین بیچی اسمیں کھجور یا اسکے علاوہ دوسرے درخت بھی ہیں تو ان کا کیا حکم ہے؟

ج: زمین کی خرید و فروخت میں کھجور اور درخت بھی شامل ہوں گے نام لیا ہو یا نہ لیا ہو۔

س: اگر زمین بیچی اس میں کھیتی تھی۔ کھیتی کا نام نہیں لیا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: کھیتی زمین میں شامل نہیں ہو گی ہاں جبکہ اس کا نام لیا ہو۔

س: باغ فروخت کیا درختوں پر پھل تھا تو پھل کا کون مالک ہو گا؟

ج: پھل فروخت کرنے والے کا ہو گا۔ اگر خریدنے والے نے شرط لگا دی تھی پھل کی تو اس کا ہو گا۔ (پہلی صورت میں) بائع سے کہا جائیگا اپنا پھل اتار اور باغ خریدنے والے کے سپرد کر۔

س: ایک آدمی نے درختوں پر پھل بیچے جو ابھی کار آمد نہیں ہوئے کیا بیع جائز ہے؟

ج: درختوں پر پھلوں کی بیع جائز ہے پھل کار آمد ہو یا نہ ہو لیکن خرید نے والے پر واجب ہے کہ پھل فوراً توڑے۔

س: اگر اس نے پھل درختوں پر رہنے کی شرط کرلی تو کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں بیع فاسد ہوگی۔

س: درختوں پر پھل فروخت کیا اس میں دس من یا پانچ من کا استثنیٰ کرلیا گیا اس طرح بیع جائز ہے؟

ج: اس طرح بیع جائز نہیں (صاحب ہدایہ فرماتے ہیں یہ روایت حسن کی ہے یہی قول امام طحاویؒ کا ہے۔ ظاہر الروایہ میں ہے اس طرح بیع جائز ہونی چاہئے۔ صاحب العنایۃ فرماتے ہیں کہ قیاس ظاہر روایت کو چاہتا کیونکہ اس مسئلہ کا حکم ظاہر الروایہ میں مذکور نہیں اسی سے کہا گیا یہ جائز ہونی چاہئے اسی وجہ سے صاحب کنز نے جواز کو اختیار کیا ہے۔ (تفصیل بحر الرائق میں)

س: کیا گندم کی بیع بالیوں میں اور باقلی کی بیع پھلیوں میں جائز ہے؟

ج: اگر یہ مختلف جنس سے بیچی جائیں تو جائز ہے۔ اگر جنس کے ساتھ ہو تو جائز نہیں کیونکہ رباء کا شبہ ہے۔ (یعنی سود کا)

س: کوئی موزونی یا مکیلی چیز فروخت کی اور بہت زیادہ مقدار میں ہے جو ناپنے یا تولنے والے مزدور کی محتاج ہے تو ناپنے والے یا تولنے والے کی مزدوری کون دے گا؟

ج: اسکی بیچنے والے پر ہے۔ (ہدایہ میں ہے گزوں سے ناپنے والے اور گنتی کرنے والے کی اجرت بھی بائع پر ہے)

س: درھم یا دنانیر خریدے بائع پرکھنے والے کا محتاج ہے ایک آدمی نے مزدوری پر ان کو پرکھ دیا (یعنی کھرا یا کھوٹا ہونا) تو یہ مزدوری کس پر ہوگی؟

ج: یہ اجرت بھی بائع کے ذمے ہے (ہدایہ میں ہے کہ ابن سماعۃ امام محمدؒ سے نقل

کرتے ہیں کہ یہ اجرت خرید نے والے کے ذمے ہے)

س: درھم یا دنانیر بہت زیادہ تھے جو وزن کے محتاج تھے ایک شخص نے مزدوری پر وزن کردیا تو یہ مزدوری کس کے ذمے ہو گی؟

ج: یہ مزدوری خرید نے والے کے ذمے ہو گی۔

س: کیا پہلے سامان دیا جائے یا خرید نے والے سے کہیں کہ تو قیمت پہلے ادا کر؟

ج: اس میں تفصیل ہے اگر سامان نقد پیسوں سے فروخت کیا تو خرید نے والے سے کہا جائیگا کہ پہلے رقم ادا کر جب وہ رقم ادا کرے گا تو بائع سے کہا جائیگا کہ سامان اس کے سپرد کر لیکن اگر سامان کو سامان کے بدلہ میں فروخت کیا یا نقد کو نقد کے بدلہ میں فروخت کیا (جیسے سونے کو سونے کے بدلہ میں یا چاندی کو چاندی کے بدلہ میں) تو وہ دونوں بیک وقت ایک دوسرے کے سپرد کریں۔

خیار شرط کا بیان

س: بیچنے اور خرید نے والوں پر خیار شرط لگانے کا کیا حکم ہے؟

ج: خیار شرط بائع اور مشتری دونوں کیلئے جائز ہے۔ (خیار کہتے ہیں کہ خرید نے والے نے یوں کہا کہ تین دن کی مجھے مہلت اگر یہ چیز پسند آگئی تو رکھ لونگا ورنہ واپس کردونگا۔ یا بیچنے والے نے اس طرح شرط لگائی)

س: کیا خیار کی کوئی مدت مقرر ہے؟

ج: خیار کی مدت تین دن یا اس سے کم ہے اس سے زیادہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں لیکن صاحبینؒ کے نزدیک تین دن یا اس سے زیادہ بھی جائز ہے جب مدت معلوم ہو اور اس کا ساتھی بھی رضامند ہو جائے۔

س: دو آدمیوں نے خرید و فروخت کی بائع نے اپنے لئے خیار لیا۔ اور مشتری نے سامان پر قبضہ کرلیا اور وہ اسکے پاس ضائع ہو گئی خیار کی مدت میں اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اصل بات یہ ہے کہ بائع کا خیار بیع کو اسکی ملک سے نکلنے کو روکتا ہے۔ اگر مدت خیار میں خریدنے والے کے پاس ضائع ہو گئی تو اس پر اسکی مثل چیز کی ضمان لازم ہے اگر وہ مثلی ہے اگر مثلی نہیں تو قیمت کا ضامن ہے۔

س: اگر خریدنے والا اپنے لئے خیار حاصل کرے تو کیا اس کا خیار بھی مبیع کو بائع کی ملک سے نکلنے کو روکتا ہے؟

ج: خریدنے والے کا خیار اس چیز کو بائع کی ملک سے نکلنے کو نہیں روکتا مگر امام صاحب فرماتے ہیں وہ اس کا مالک نہیں ہو گا۔ وہ چیز مشتری کے ملکیت میں بھی داخل نہیں ہو گی) لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں وہ اسکا مالک ہو جائے گا۔

س: اگر صورت مذکورہ میں جب کہ خیار مشتری کے لئے تھا مبیع خریدنے والے کے پاس ہلاک ہو گئی تو ضمان کس پر ہو گی؟

ج: خریدنے والے پر ضمان ہو گئی وہ اس قیمت کے بدلے میں ضائع ہو گئی۔ جو مقرر کی تھی وہ قیمت بائع کو ادا کریگا جس پر بات چیت طے ہوئی تھی۔

س: اگر خیار مشتری کیلئے تھا اور مبیع میں عیب ظاہر ہو گیا تو فیصلہ کیسے ہو گا؟

ج: اگر عیب ایسا ہے جو دور نہیں ہو سکتا جیسے غلام کا ہاتھ کاٹ دیا تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی چیز ہلاک ہو جائے تو یہ ہلاکت مشتری کے ذمے ہے اگر عیب عارضی ہو جیسے غلام بیمار ہو گیا اور ابھی تک مدت خیار باقی ہے۔ جب مدت خیار گزر گئی اور عیب باقی ہے تو بیع لازم ہو گئی کیونکہ اب واپس کرنا ٹھیک نہیں۔

س: خیار والے کے لئے خیار کا کیا فائدہ؟

ج: اگر وہ چاہے تو بیع کو نافذ کر سکتا ہے اگر چاہے تو توڑ سکتا ہے۔

س: کیا خیار والے پر لازم ہے کہ بیع کو اپنے ساتھی کی موجودگی میں توڑے یا جائز قرار دے؟

ج: اگر اسکی غیر موجودگی میں نافذ کرے تو جائز ہے اگر اسکی غیر موجودگی میں توڑی

توجائز نہیں مگر دوسرے کی موجودگی میں۔

س: غلام اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ روٹی پکانا جانتا ہے یا کاتب ہے۔ لیکن مشتری نے اسکے خلاف پایا تو کیا کرے؟

ج: خریدنے والے کو اختیار ہے اگر چاہئے تو کل قیمت دے کر لے لے اگر چاہے تو بیع توڑ دے اور غلام واپس کردے۔

س: بائع یا مشتری میں سے کسی ایک کے لئے خیار تھا ان میں سے ایک بیع نافذ ہونے اور مدت خیار ہونے سے پہلے مر گیا تو کیا خیار اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہوگا؟

ج: اس صورت میں خیار باطل ہوجائیگا وارثوں کی طرف منتقل نہیں ہوگا۔ اور بیع مکمل ہوجائیگی (کنز الدقائق میں بھی اس طرح ہے کہ عقد مکمل ہوگیا صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں کہ موت خیار کو باطل کردیتی ہے خواہ بائع کا خیار ہو یا مشتری کا یہ خیار ہمارے نزدیک وراثت نہیں بنتا۔ جیسا کہ خیار رؤیۃ کیونکہ یہ تو اپنے ارادے سے ہوتا ہے اسکے انتقال کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔

خیار رؤیت کا بیان

س: ایک شخص نے سامان خرید ابغیر دیکھے کیا یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟

ج: اس صورت میں بیع جائز ہے لیکن خریدنے والے کو اختیار ہوگا کہ دیکھنے کے بعد اگر چاہئے تو رکھ لے اگر چاہے تو واپس کردے۔ (در مختار میں ہے کہ اسکو اختیار ہے لوٹانے کا دیکھنے کے بعد اگرچہ وہ دیکھنے سے پہلے اسپر راضی ہوچکا تھا اگر دیکھنے سے پہلے فسخ کردیا تو یہ بھی صحیح ہے کیونکہ مبیع کے مجہول ہونے کی وجہ سے بیع لازم نہیں ہوئی۔

س: کیا خیار رؤیت کا وقت مقرر ہے؟

ج: اسکا کوئی وقت مقرر نہیں۔ یہ خیار اس وقت تک ساقط نہیں ہوگا جب تک اسکو

باطل کرنیوالی چیز موجود نہ ہو اور مبطل ہر وہ چیز بن سکتی ہے جو مشتری کے سودے پر راضی ہونیکی اطلاع دے۔

س: جس نے بغیر دیکھے فروخت کر دیا کیا اس کے لئے خیار رؤیت ہے؟

ج: بائع کیلئے خیار رؤیت نہیں ہے۔

س: اگر خریدنے والے سے غلہ کے ڈھیر کو دیکھا یا کپڑے کے ظاہر کو دیکھا وہ لپٹا ہوا ہے۔ یا باندی کے چہرہ کو دیکھا یا جانور کے چہرہ اور پچھلے حصہ کو دیکھا۔ کیا یہ دیکھنا خیار رؤیت کو باطل کر دے گا؟

ج: یہ دیکھنا معتبر ہے۔ اس کے بعد کوئی خیار نہیں۔

س: اگر مشتری نے صرف صحن دیکھا کمرے نہیں دیکھے کیا یہ رؤیت معتبر ہے؟

ج: اصحاب متون کہتے ہیں یہ روایت معتبر ہے اسکے بعد خیار نہیں اور یہ بات مبنی ہے اسپر کہ کوفہ کے مکان ایک ہی طرح کے ہوتے تھے۔ لیکن فتویٰ امام زفرؒ کے قول پر ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کمروں کا دیکھنا ضروری ہے کیونکہ مکانات مختلف ہوتے ہیں۔ (صاحب ہدایہ فرماتے ہیں امام زفرؒ کے نزدیک کمروں کو اندر سے دیکھنا ضروری ہے۔ صحیح وہ ہے جو کچھ اصل کتاب میں مذکور ہے۔ کیونکہ وہ طرز تعمیر میں انکی عادت ایک تھی۔ پس ان کے گھر اس زمانہ میں مختلف نہیں تھے لیکن اس زمانہ میں کمروں کے اندر داخل ہو کر دیکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ مکان مختلف ہوتے ہیں صرف ظاہر کے دیکھنے سے اندر کا علم نہیں ہوتا۔ صاحب بحر فرماتے ہیں اسی پر فتویٰ ہے)

س: جب نابینا خرید و فروخت کرے تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اسکی خرید و فروخت جائز ہے اگر وہ خریدے تو اسکو خیار ہے۔

س: نابینا کیسے دیکھے گا۔ کیونکہ وہ دیکھ نہیں سکتا؟

ج: ہاتھ سے ٹٹولے اگر اس چیز کو ٹٹولنے کا علم ہوتا ہو۔ سونگھے اگر اسکو سونگھنے سے پتہ

چلتا ہو۔ یا چکھے اگر اسکا چکھنے سے پتہ چلتا ہو یہ سب دیکھنے کے قائم مقام ہیں۔

س: نابینا زمین خریدنا چاہتا ہے تو کیسے خریدے؟

ج: اگر زمین کے اوصاف بیان کردیئے گئے یہ کافی ہے اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں جب اس کے اوصاف بیان کردیئے گئے۔ اور وہ اس پر راضی ہوگیا تو خیار نہیں رہیگا۔

س: ایک آدمی نے دوسرے کی چیز بغیر اجازت کے بیچ دی تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: مالک کو اختیار ہے چاہے تو بیع نافذ کردے چاہے تو توڑ دے۔ اگر وہ چیز اور فروخت کرنے والا اپنے حال پر ہیں تو اسکو نافذ کرنے کا حق ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ میں ہے چار کا باقی ہونا اجازت بیع کیلئے شرط ہے۔ (۱) بائع (۲) مشتری (۳) مالک (۴) مبیع اگر مالک ان چار کے ہوتے ہوئے بیع نافذ کردے تو نافذ ہوجائیگی۔ اگر وہ فسخ کردے تو فسخ ہوجائیگی۔ مشتری بیچنے والے سے رقم واپس لے۔ اگر مالک بیع نافذ کرنے سے پہلے فوت ہوگیا تو بیع فاسخ ہوجائیگی وارثوں کی اجازت سے بیع نافذ نہیں ہوگی (دوسری بات اذا کان المعقود باقیا) اگر مبیع کا حال معلوم نہیں کہ وہ باقی ہے۔ یا ہلاک ہوگئی تو بیع کی اجازت صحیح ہے کیونکہ اصل کے لحاظ سے تو باقی ہے۔ یہ امام محمدؒ کا قول ہے لیکن امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں۔ صحیح نہیں ہے۔ جب تک کہ اجازت بیع کے وقت مبیع کا بقاء معلوم نہ ہو۔ ورنہ اسکو اجازت بیع میں شک واقع ہوگا۔ اور شک کے ساتھ اجازت ثابت نہیں ہوتی)

س: ایک آدمی نے دو کپڑوں کا ایک دفعہ سودا کیا ایک کپڑے کو دیکھا پھر دوسرے کو دیکھا کیا دوسرے کو دیکھنے کے بعد ان کو واپس کرسکتا ہے؟

ج: اسکا واپس کرنا جائز ہے۔

س: ایک چیز کو دیکھا پھر ایک مدت کے بعد اسکو خریدا اسکو خیار رؤیت ملے گا؟

ج: ایک وہ چیز جیسے دیکھی تھی ویسی ہی ہے تو خیار نہیں ہوگا۔ اگر بدلی ہوئی تھی تو خیار ہوگا۔

س: خریدنے والا فوت ہو گیا اسکے لئے خیار رؤیت تھا اسکے مرنے کے بعد خیار کا کیا حکم ہے؟

ج: بیع مکمل ہوگی خیار باطل، خیار وارثوں کی طرف سے نہیں لوٹے گا۔

خیار عیب کا بیان

س: جب خریدنے والا مبیع میں عیب پر مطلع ہو وہ عیب جو بائع کے پاس تھا۔ کیا وہ اسی چیز کو واپس کر سکتا ہے؟

ج: اگر خریدنے والے نے بیع کے وقت وہ عیب نہیں دیکھا اور نہ چیز لیتے وقت اور نہ ہی بائع نے عیب بتلایا تو اس کو اختیار ہے چاہے کل ثمن دے کر لے لے چاہے واپس کر دے۔ (ثمن اس مالیت کو کہتے ہیں جن پر وہ راضی ہوئے تھے خواہ وہ بازار کے ریٹ سے کم ہو یا زیادہ قیمت کہتے ہیں جو ریٹ بازار میں چل رہا ہو)

س: کیا خریدار ایسا کر سکتا ہے کہ اس چیز کو لیکر نقصان کی وجہ سے جو کمی آئی تھی انکی قیمت واپس لے لے؟

ج: ایسا کرنا جائز نہیں؟

س: کن قسموں کے عیبوں کا اعتبار کیا جائے گا؟

ج: ہر وہ عیب جسکی وجہ سے عادتاً تاجروں کے نزدیک قیمت میں کمی آجاتی ہے وہ عیب ہے۔

س: وہ کون سے عیب ہیں جنکی وجہ سے خریدار بیع کو واپس کر سکتا ہے؟

ج: بھاگنا، بستر پر پیشاب کرنا، اور چوری کرنا عیب ہے بچہ میں جب تک وہ بالغ نہ ہو۔ جب بالغ ہو گیا تو عیب نہیں (صاحب ہدایہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے جب یہ چیزیں بائع کے پاس بچپن میں ظاہر ہوئی تو وہ واپس کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ہی چیز میں عیب ہے۔ اگر خریدار کے پاس بلوغ کے بعد یہی عیب ظاہر ہوئے تو

واپس نہیں کر سکتا کیونکہ اب چیز بدل گئی۔ اس طرح ان چیزوں کا سبب بڑی اور چھوٹی عمر ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے۔ بستر پر پیشاب بچپن میں مثانہ کی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے اور بلوغ کے بعد پیٹ کی بیماری کی وجہ سے ہوتا ہے اور بچپن میں بھاگنا کھیل کی محبت سے ہوتا ہے۔ اور چوری قلت مال سے لیکن یہ دونوں بڑے ہو کر اسکی خباثت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ بچہ سے مراد وہ بچہ ہے جسکو سوجھ بوجھ ہو اور جس کو عقل نہ ہو۔ اسمیں عیب نہیں صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں بچپن میں بائع کے پاس اور بلوغ میں مشتری کے پاس بستر پر پیشاب کرنا قابل واپسی نہیں اگر دونوں کے پاس بچپن یا دونوں کے پاس بلوغ کے بعد بستر پر پیشاب کرتا تھا تو قابل واپسی ہے سبب واحد ہے گندہ دہن اور گندہ بغل ہونا باندی میں عیب ہے لیکن یہ باتیں غلام میں عیب نہیں مگر یہ کہ بیماری کی وجہ سے ہو۔ زناکار ہونا حرامی ہونا باندی میں عیب ہے غلام میں عیب نہیں ہے۔

س: خریدار کے پاس عیب لگ گیا پھر وہ عیب بھی ظاہر ہو گیا جو بائع کے پاس تھا اب کیا کرے؟

ج: اس عیب کا نقصان واپس لے سکتا ہے، مبیع کو بائع کی رضامندی کے بغیر واپس نہیں کر سکتا مگر یہ کہ بائع معیوب کے لینے پر راضی ہو جائے۔

س: ایک آدمی نے کپڑا لے کر یعنی خرید کر سی لیا یا رنگ لیا، یا ستو خرید کر گھی میں ملا لیا پھر اس عیب پر مطلع ہوا جو بائع کے پاس تھا اب کیا حکم ہے؟

ج: نقصان عیب لے سکتا ہے لیکن بائع اس چیز کو اس حالت میں واپس نہیں لے سکتا (یعنی اگر بائع واپس لینا چاہے تو گھی کے پیسے واپس کر دے۔

س: ایک آدمی نے غلام خریدا اور پھر اسکو آزاد کر دیا۔ یا غلام مر گیا اور خریدار عیب پر مطلع ہوا اب کیا حکم ہے؟

ج: بقدر نقصان واپس لے لے کیونکہ اب وہ چیز لوٹائی نہیں جا سکتی۔

س: اگر خریدار نے غلام کو قتل کر دیا یا مبیع کھانا وغیرہ تھا اسکو کھالیا اب عیب پر مطلع ہوا تو کیا کرے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کچھ واپس نہیں لے سکتا لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں بقدر عیب واپس لے لے۔

س: ایک آدمی نے غلام خرید کر فروخت کر دیا پھر خریدا مگر بوجہ عیب لوٹا دیا گیا کیا مشتری اول اسے بائع کو واپس کر سکتا ہے؟

ج: اگر اول خریدار نے قاضی کے فیصلے سے قبول کیا تھا تو بائع پر لوٹا سکتا ہے۔ اگر قاضی کے فیصلہ کے بغیر قبول کیا تھا تو اب نہیں لوٹا سکتا ہے۔

س: ایک شخص نے غلام خریدا بائع نے کہا یہ ہر قسم کے عیب سے بری ہے پھر خریدار عیب پر مطلع ہوا کیا بیع واپس کر سکتا ہے؟

ج: اب واپس نہیں کر سکتا اگرچہ بائع نے تمام عیب گن کر نہ بتلائے ہوں۔

(تنبیہ) دھوکہ اور عیب کو چھپانا سامان میں حرام ہے (مسلم میں حضرت ابی ھریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ غلہ کے ایک ڈھیر پر گزرے اس میں ہاتھ داخل کیا وہ اندر سے تر تھا آپ ﷺ نے فرمایا غلہ والے سے کہا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بارش ہو گئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا پھر اسکو اوپر کر دے تاکہ لوگ دیکھ لیں پھر فرمایا جس نے دھوکہ کیا وہ مجھ سے نہیں، ابن ماجہ میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عیب دار چیز کو بغیر اطلاع کے بیچا وہ ہمیشہ اللہ کے غصہ میں رہتا ہے۔ اور فرمایا فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت کرتے رہتے ہیں)

بیع فاسد و بیع باطل و بیوعات مکروہہ کا بیان

س: بیع صحیح اور بیع فاسد کی کون کون سی قسمیں ہیں؟

ج: بیع چار قسموں پر ہے (بحر الرائق میں ہے کہ جس بیوع سے منع کیا گیا ہے وہ تین ہیں (۱) فاسد (۲) باطل (۳) مکروہ تحریمی۔

فاسد وہ ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے جو اصل کے اعتبار سے مشروع ہو لیکن وصفاً غیر مشروع ہو مشروعیت اصل سے مراد اسکا یعنی مبیع کا مال متقوم ہونا نہ کہ اسکا جواز صحت کیونکہ فاسد ہونا اسکی صحت کے منافی ہے اور بیع باطل وہ ہے جو اصلاً اور وصفاً غیر مشروع ہو اور اسکا حکم یہ ہو گا کہ وہ ملکیت کا فائدہ نہیں دیگی مشتری کیلئے چاہے اس نے قبضہ کر لیا ہو یا نہ اور مکروہ کا لغوی معنی ناپسندیدہ اور اصطلاح میں وہ بیع ہے جسکی رکاوٹ کسی خارجی چیز کی وجہ سے ہو (جو اس سے جدا بھی ہو سکتی ہے) مثلاً اذان جمعہ کے بعد بیع سے روکا گیا ہے تو وہ نماز کی وجہ سے ہے اور اسکو فاسد کے نیچے داخل کرنا بھی ممکن ہے جبکہ فاسد کا عام معنی مراد لیا جائے کہ فاسد وہ ہے کہ جس سے شرعاً روکا گیا ہو۔ اور اس رکاوٹ کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔ (۱) مبیع یا ثمن میں ایسی جہالت ہو جو جھگڑے کا باعث بنے (۲) نقصان کے بغیر تسلیم سے عاجز ہو (۳) دھوکہ کرنا۔ ایسی شرط لگانا جو مقتضی عقد کے خلاف ہو۔

مال نہ ہونا یا متقوم نہ ہونا۔ (جیسے شراب) یا مبیع کا موجود نہ ہونا یا تسلیم پر قدرت کا نہ ہونا وغیرہ اور بیع جائز وہ ہے جس میں رکاوٹ نہ ہو۔ اسکی بھی تین قسمیں ہیں (۱) نافذ ہو کر لازم (۲) نافذ غیر لازم (۳) موقوف۔ اول وہ ہے کہ اصلاً و شرعاً مشروع ہو۔ اور اس سے غیر کا حق متعلق نہ ہو اور نہ ہی اسمیں خیار ہو۔ ثانی وہ ہے جس کیساتھ غیر کا حق تو متعلق نہ ہو لیکن اسمیں خیار ہو تیسری وہ ہے جس سے غیر کا حق متعلق ہو وہ اس طرح کے وہ غیر کی مملوکہ ہو یا غیر کا حق اس سے وابستہ ہو۔ (مثلاً راھن نے مرھونہ چیز مرتھن کی اجازت کے بغیر فروخت کر دی تو وہ مرتھن کی اجازت پر موقوف ہو گی۔

(۱) صحیح یہ ہے جو اصل اور وصف کے لحاظ سے مشروع ہو وہ خود بخود حکم کا فائدہ دیتی ہے جب موانع سے خالی ہو (۲) باطل وہ جو اصل کے اعتبار سے غیر مشروع تھی جس پر فیصلہ کسی حال میں بھی مفید نہیں (۳) فاسد۔ جو اصل کے اعتبار سے مشروع تھی وصف کے اعتبار سے مشروع نہیں تھی یہ اس وقت فائدہ دیتی ہے جب خریدار فوراً قبضہ کرے فقہاء کرام سے یہاں چوک ہو گئی کہ انہوں نے بیع فاسد کا اطلاق بیع باطل پر بھی کر دیا (جیسا کہ صاحب قدوری نے کیا کہ بیع فاسد کا باب باندھ کر اس میں بیع باطل کو ذکر کر دیا (۴) موقوف۔ جیسا کہ کوئی دوسرے کی چیز بیچ دے۔ اور مفید للملک ہونا غیر کی اجازت پر موقوف ہو گا اگر اس نے اجازت دے دی تو نافذ ہو جائیگی وگرنہ باطل ہو گی۔

بیع باطل کی مثالیں اور احکام

س: بیع باطل کی کیا صورت ہے؟

ج: جب عوضین میں سے ایک یا دونوں حرام چیزیں ہوں یا آزاد کی بیع کر دی ہو تو یہ بیع باطل ہو گی۔

س: بیع باطل کی کچھ مثالیں بیان کریں؟

ج: معدوم چیز کی بیع اور وہ چیز جو مال نہیں ہے جیسے دم مسفوح (یعنی حرام خون جو ذبح کے وقت نکلتا ہے) مردار (مچھلی اور جگر کے علاوہ) اور آزاد آدمی اور مضامین اور ملاقح اور پیٹ والے بچہ کی بیع (اور نہ حمل کے حمل کی بیع) ان دونوں میں بیع باطل ہے۔ مصنف عبد الرزاقؒ میں ہے ”منع کیا مضامین اور ملاقح اور حبل الحبلۃ سے“ مضامین سے مراد ہے اصلاب الابل میں جو بچہ ہو اسکو بیچنا ملاقح کہتے ہیں جو پیٹ میں ہو اور اس کا الٹ بھی کیا گیا ہے حبل الحبلۃ کہتے ہیں اونٹنی کے بچہ کے بچہ کو سراج الوھاج میں ہے حمل کی بیع ماں کے بغیر جائز نہیں۔ اور نہ صرف ماں

کی بیع بغیر حمل کے اگر صرف حمل کی بیع کی اور اونٹنی نے انکے دونوں کے جدا ہونے سے پہلے بچہ جن دیااور اس نے اس کے سپرد کر دیا تو جائز نہیں)اور وہ جس پر بسم اللہ عمداً چھوڑ دی گئی ہو،اور مردار کی کھال و بیع دباغت سے پہلے باطل ہے اور جمع کرنا مذبوحہ اور مردار بکری کو جو خود بخود مر گئی ہو اور انسانی بالوں کی بیع بوجہ اسکی کرامت کے اور خنزیر کے بال بوجہ اسکی نجاست کے اور باطل ہے بیع آدمی کے فضلہ کی پاخانہ کی جس پر مٹی غالب نہ ہو، چنانچہ اگر مٹی غالب ہو تو پھر جائز ہے۔ جیسا گوبر و مینگنی کی بیع جائز ہے وہ اسی طریقہ سے صاحب بحر نے در مختار کے حوالے سے کہا ہے کہ فضلہ آدمی مٹی کے ساتھ مل جانے سے ہی بیع میں بن سکتی ہے اور اسی کی بیع جو اسکی ملکیت میں نہ ہو مگر یہ کہ بیع سلم کے طور سے ہو (بیع سلم کا معنی عنقریب معلوم ہو جائے گا)اور مچھلی کی بیع شکار کرنے سے پہلے پرندے کی ہوا میں، دودھ کی بیع جب وہ تھنوں میں، موتی کی سیپی میں،اون کی بکری کی پیٹھ پر،اور باطل ہے شراب اور خنزیر کی بیع، غلام کو آزاد سے ملا کر جیسا کہ بیع باطل ہے گھاس کی چراگاہ میں (گھاس کی بیع اور اسکی اجارۃ جائز نہیں۔ بیع اسلئے کہ وہ اسکی ملکیت نہیں اس چراہ گاہ میں سب شریک ہیں۔ اجارۃ اسلئے جائز نہیں کہ ایک مباح چیز کا عقد لازم آتا ہے۔ در مختار میں ہے کہ یہ اس وقت ہے کہ جب خود بخود اگے اگر خود اگایا یا پانی لگا کر محنت کرے تو یہ اسکی ملکیت ہے اسکی بیع جائز ہے ایک میں ہے کہ جائز نہیں علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ قبل لا کا معنی یہ ہے کہ وہ اسکی ملکیت نہیں بنے گی۔اس کو صاحب قدوری نے اختیار کیا ہے کیونکہ دوسروں کی شرکت ثابت ہے اور شرکتوں کا انقطاع اپنے ہاں جمع کرنے اور اکٹھا کرنے کیساتھ ہے اور صرف پانی لگانا حیازہ نہیں ہے لہذا اسکی ملکیت ثابت نہیں ہوئی تو فروخت کرنا بھی جائز نہیں۔ لیکن اکثر مشائخ اس صورت میں جواز کے قائل ہیں اور شہید نے اسکو اختیار کیا ہے۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مراد

یہ ہے کہ اکثر مشائخ اس گھاس کی بیع کے جواز کے قائل ہیں[۱]۔

س: اگر سردار نے ام ولد یا مدبر یا مکاتب کو فروخت کر دیا تو کیا حکم ہے؟

ج: ان سب میں بیع باطل ہے۔(بحر الرائق میں ہے کہ صاحب ہدایہ نے مدبر ام ولد کی بیع باطل ہونے کی تصریح کی ہے کیونکہ ام ولد کا مستحق عتق ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کا لڑکا اس کو آزاد کر دیتا ہے۔ مدبر کا مستحق عتق ہونا فوراً منعقد ہوگا۔ کیونکہ موت کے بعد اہلیت باطل ہو جائیگی۔ اور مکاتب آزادی کا مستحق ہو چکا ہے قبضہ کے اعتبار سے (کہ سردار کا قبضہ نہیں رہا کیونکہ آزادی کیساتھ کاروبار کر سکتا ہے) اور مولیٰ کو لازم ہے کہ بیچ نہیں سکتا تو اگر اس استحقاق عتق کے ہوتے ہوئے بیع کو جائز قرار دیا جائے اور مشتری کی ملک ثابت ہو جائے تو یہ[۲] اگر مکاتب بیع پر راضی ہو تو اس میں دو روایتیں ہیں ظاہر روایت یہ ہے کہ جائز ہے۔ مدبر سے مراد مطلق مدبر ہے کہ مقید اسلئے کہ اسکی بیع جائز ہے۔ اگر مکاتب کو اسکی رضامندی کے بغیر بیچ دیا تو اسکی بیع جائز ہوگی۔ ایک صحیح روایت میں ہے کہ وہ نافذ نہیں ہوگی۔ اسی پر عام فقہاء کا فتویٰ ہے۔ مدبر مطلق اسکو کہتے ہیں کہ جسکو اس کے مالک نے کہا ہو تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ اور مدبر مقید وہ ہے جسکو اسکے مالک نے کہا ہو اگر میں اس سفر میں یا اس مرض میں مر جاؤں تو تو آزاد ہے)

س: ایک آدمی نے شکار کیلئے جال ڈالا اور دوسرے سے یہ کہا کہ اس مرتبہ جتنا شکار آئیگا۔ وہ اتنے میں (یعنی =/50 روپے میں) تیرا ہوگا اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ بیع باطل ہے۔ کیونکہ عقد بیع کے بعد لگایا عقد کے وقت اسکی ملک کوئی چیز نہ تھی۔

(۱) جس کو اس نے پانی لگایا اور دیکھ بھال کی ہے اور کھاد وغیرہ دی ہے۔

(۲) استحقاق باطل ہو جائے گا لہذا یہ جائز نہیں۔

س: ایک شخص نے اپنے غلام اور مدبر کو جمع کر دیایا اپنے غلام اور دوسرے کے غلام کو جمع کر دیا پھر ایک ہی بیع میں فروخت کر دیا۔ تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: اس غلام کی بیع جو اسکی ملکیت میں ہے۔ صحیح ہو جائیگی بقدر اس کے حصہ کی قیمت کے، مدبر اور عبد غیر میں بیع صحیح نہیں۔

س: بیع باطل کا کیا حکم ہے؟

ج: نہ بیع منعقد ہو گی نہ مشتری کی ملکیت ثابت ہو گی۔ اگر چہ وہ قبضہ کرے۔

بیع فاسد کی مثالیں اور اسکے احکام

س: بیع فاسد کی کچھ مثالیں بیان کیجئے؟

ج: بیع مزابنۃ اور ملامسۃ اور منابذۃ اور بیع بالقاء الحجر مزابنۃ درخت پر لگی ہوئی تر کھجور کی خشک کھجور کے بدلہ میں کیل کر کے اندازہ کیساتھ بیچنا۔ ایسے ہی بیل پر لگے ہوئے انگوروں کو کشمش کے بدلہ میں بیچنا۔

ملامسۃ۔ یہ ہے کہ متعاقدین میں سے ہر ایک یا ایک دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگائے جسکے نتیجہ میں بیع لازم ہو جائے اور غور سے دیکھتے وقت اسکو اختیار بھی باقی نہ رہے۔ اسکی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مثلاً کپڑے کو ہاتھ لگانا اندھیرے میں ہو یا کپڑا لپٹا ہوا سامنے ہو دونوں اتفاق کریں کہ ہاتھ لگانے سے بیع پکی ہو جائیگی اسکے فساد کی وجہ یہ ہے کہ تملیک کو معلق کر دیا گیا ہے اسپر کہ جب ہاتھ لگائے گا تو بیع لازم ہو گی اور خیار مجلس نہ ہو گا۔

منابذۃ۔ یہ ہے کہ ہر ایک اپنے کپڑے کو دوسرے کی طرف پھینک دے بطریقہ اور کوئی ایک دوسرے کے کپڑے کو نہ دیکھے یہی پھینکنا انکے یہاں بیع ہو گا۔ سب کے سب زمانہ جاہلیت کے ہیں۔

القاء الحجر۔ یہ ہے کہ ایک شخص پتھر پھینکے اور متعاقدین آپس میں اس پر راضی

ہو جائیں کہ یہ پتھر جس کپڑے پر لگے گا اسکی بیع لازم ہو جائیگی بغیر غور و فکر و بن دیکھے اور کسی کو خیار مجلس بھی نہ ہو گا۔ اور قیمت بھی سب کی برابر ہو گی۔

جیسا کہ فاسد ہے بیع باندی اور جانور کی جب اسکے حمل کا استثنٰی کر لیا ہو یا کپڑے کے تھان سے ایک گز کی بیع یا کڑی کی چھت سے یا دو کپڑوں میں سے ایک کی (یہ بیع فاسد ہے کیونکہ مبیع مجہول ہے اس طرح دو غلاموں میں سے ایک کی بیع بھی فاسد ہے)

س: کیا شرطوں سے بیع فاسد ہو جاتی ہے؟

ج: بعض شرطوں کی وجہ سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ جن شرائط کا عقد مقتضٰی نہ ہو اور نہ اس میں متعاقدین میں سے کسی کا نفع ہو اور نہ معقود علیہ کا نفع ہو حالانکہ وہ اس کا مستحق ہے اور نہ وہ شرط عام عرف میں چلتی ہو۔ اور نہ شریعت نے اسکی اجازت دی ہو (صاحب بحر ان شرطوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں لازمی بات ہے کہ یہ پانچ شرطیں بیع کے لئے مفسد ہوں اگر عقد مقتضٰی شرط ہو تو اس سے بیع فاسد نہیں ہوتی جیسے مبیع کو روکنے کی شرط قیمت کے ادا کرنے تک یا عقد اس شرط کا مقتضٰی نہ ہو لیکن شریعت میں اسکی اجازت ہو جیسے قیمت میں ادھار وقت مقررہ تک، میعاد کی شرط لگانا اس بیع میں جس میں بیع سلم کی گئی ہو اور شرط خیار بھی بیع کو فاسد نہیں کرتی اگرچہ وہ شرط عرف عام میں ہو۔ جیسے جوتا خریدنے پر کہ بائع اسکو برابر کر کے دے یا تسمہ لگا کر دے گا یہ بھی جائز ہے۔ یا ایسی شرط جو بیع کے مناسب ہو جیسے قیمت کا ضمان لینا اگر وہ موجود ہو یا اسکی طرف سے یا وہ غائب تھا پھر وہ حاضر ہو کر جدا ہونے سے پہلے قبول کر لے۔ یا مبیع کا نفع ہو یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ مبیع انسان ہو یا یہ شرط کر لینا کہ جانور پر سوار نہیں ہو گا۔ یہ بھی بیع کو فاسد نہیں کرتا)

س: وہ کونسی شرائط ہیں جس سے بیع فاسد ہو جاتی ہے؟

ج: غلام اس شرط پر بیچا کہ مشتری اسکو آزاد کرے۔ یا مدبر بنائے یا مکاتب بنائے یا بائع اس سے ایک ماہ تک خدمت لے گا یا باندی فروخت کی کہ مشتری اس سے بچہ پیدا کرے یا مکان فروخت کیا اس شرط پر کہ بائع اسمیں اتنے دن رہے گا یا کوئی چیز فروخت کی اس شرط پر کہ وہ اسکو آخر ماہ تک سپرد نہ کرے گا یا مشتری اتنے روپے قرض دے۔ یا بائع کو کچھ ہدیہ دے یہ تمام شروط بیع کو فاسد کر دیتی ہیں۔

س: ایک آدمی نے کپڑا خریدا اس شرط پر کہ بائع اس کو کاٹ کر اسکی قمیض سلوا کر دیگا یا قبا بنوا کر دے گا یا جوتا خریدا کہ بائع اسکو برابر کر کے یا تسمہ لگا کر دے گا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: ان صورتوں میں بیع فاسد ہو گئی۔ (ان کو صاحب قدوری نے اختیار کیا ہے لیکن صاحب کنز فرماتے ہیں جوتے کی بیع اس شرط پر کہ اسکو برابر کر کے یا تسمہ لگا کر دے صحیح ہو گی، صاحب بحر فرماتے ہیں قیاس اس کو فاسد کرے کیونکہ اس میں مشتری کا نفع ہے اور عقد اس شرط کا مقتضی نہیں ہے۔ جو ہم نے اوپر ذکر کیا ہے وہ لوگوں کی عادت کے مطابق کیا ہے کیونکہ لوگوں کی عادت سے کنارہ کرنے میں حرج لازم آتا ہے، بخلاف کپڑے کی سلائی کے اس میں لوگوں کی عادت نہیں ہے۔ اسکو قیاس پر باقی رکھا لکڑی کے جوتے برابر کرنا بھی مثل جوتے کے تسمہ لگانے کے ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے۔

س: دو آدمیوں نے خرید و فروخت کی مشتری نے قیمت کا ادھار کیا نیروز تک (شمسی سال کے پہلے دن کو کہتے ہیں) یا مہرجان تک (پارسیوں کی عید کا دن) اور بائع نے اسکو قبول بھی کر لیا ہو یا صوم نصاری تک یا عید یہود تک اس قسم کی بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ بیع فاسد ہے۔ جبکہ متعاقدین ان دنوں کو نہ جانتے ہوں۔

س: کیا بیع جائز ہے۔ اگر قیمت اداء کرنے کی مدت کھیتی کاٹنے تک مقرر کی یا لوگوں کی کھیتی گاھنے تک یا پھل کٹنے تک یا حاجیوں کی آمد تک؟

ج: ان صورتوں میں بیع فاسد ہے۔

س: ان مذکورہ مدتوں پر بیع ہوئی وقت آنے سے پہلے انہوں نے رضامندی سے ان مدتوں کو ساقط کر دیا کیا اس صورت میں عقد جائز ہو جائے گا؟

ج: عقد جائز ہو جائے گا۔

س: کیا کتے اور چیتے اور درندوں کی بیع جائز ہے؟

ج: جائز ہے۔

س: ریشم کے کیڑے اور شہد کی مکھی کی بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: ریشم کے کیڑے کی بیع ریشم کے ساتھ جائز ہے بغیر ریشم کے جائز نہیں (ریشم کے کیڑے کی بیع امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ وہ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ریشم کے ساتھ جائز ہے۔ لیکن امام محمدؒ کے نزدیک ہر حال میں جائز ہے کیونکہ اس سے نفع اٹھایا جائے گا۔ فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے) اس طرح شہد کی مکھی کی بیع چھتہ کے ساتھ جائز ہے (شیخینؒ کے نزدیک جائز نہیں لیکن امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے۔ جبکہ وہ کسی صندوق وغیرہ میں بند ہوں۔

س: بیع فاسد کا کیا حکم ہے؟

ج: جب دو شخصوں نے بیع فاسد کا عقد کر دیا یا دونوں طرف سے مال تھا تو مشتری نے سامان پر قبضہ کر لیا، بائع کے حکم سے تو مشتری یعنی خریدنے والا اس کا مالک بن گیا۔ اور اسکو قیمت ادا کرنا لازم ہو گیا لیکن ان پر واجب ہے کہ اسکو توڑ دیں شریعت کی اطاعت کرتے ہوئے (در مختار میں ہے کہ دونوں پر اس بیع کا توڑنا ہر حال میں واجب ہے۔ جب تک بیع باقی ہو قبضہ سے پہلے ہو یا بعد کیونکہ یہ گناہ ہے، اور گناہ کو دور کرنا ضروری ہے)

س: سابقہ صورت میں بیع کو فسخ کرنا ضروری تھا لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ خریدار سے اسکو بیچ دیا کیا اسکی بیع نافذ ہو جائیگی؟

ج: اس کی بیع نافذ ہو جائیگی۔

س: مشتری نے وہ چیز جو بیع فاسد میں خریدی تھی اسکو فروخت کیا اس سے نفع حاصل ہوا اس نفع کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ نفع اس کے لئے حلال نہیں ہے اسپر اسکا صدقہ کرنا واجب ہے (بحر میں ہے کہ بائع کیلئے بیع فاسد کا نفع جائز ہے۔ مشتری کیلئے جائز نہیں تو بائع کا صدقہ کرنا ضروری نہیں بلکہ مشتری کو صدقہ کرنا لازم ہے)

مختلف مسائل

س: زیادہ بولی دیکر بیع کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: جائز ہے کیونکہ حضور ﷺ نے ایک پیالہ اور ایک کمبل اس طرح فروخت کیا تھا۔ (ابوداؤد حضرت انسؓ سے ہے کہ ایک انصاری نے حاضر خدمت ہو کر سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے گھر میں کچھ ہے اس نے عرض کیا ایک پیالہ اور ایک کمبل ہے فرمایا ان کو لے آ وہ لے آیا آپ ﷺ نے ہاتھ میں لیکر یہ فرمایا اسکو کون خریدے گا۔ ایک نے کہا میں اسکو ایک درھم میں خریدوں گا آپ ﷺ نے فرمایا "من یزید علی درھم" اس سے زیادہ پر کون خریدے گا۔ دو تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کیا میں دو درھم میں خریدونگا۔ آپ ﷺ نے سامان دیکر دو درھم لے کر اس انصاری کو دے دیئے)

س: کیا بیع من یزید میں بائع کو لازم ہے کہ آخری قیمت پر مال فروخت کرے؟

ج: لازم نہیں ہے بلکہ اس کو اختیار ہے جیسے فروخت کرے؟

س: ذمی کافر جو اسلامی ملک میں رہتے ہیں کیا ان کو بھی خرید و فروخت میں احکام کی رعایت کرنی ہوگی؟

ج: ذمی کافر بھی مسلمانوں کی طرح ہیں احکام میں مگر شراب اور خنزیر خاص کر ان کی

بیع کی ان کو اجازت ہے کیونکہ شراب اور خنزیر کا عقد ان کے لئے ایسے ہے جیسے مسلمان کیلئے بکری اور رس یعنی جوس وغیرہ کی بیع ہوتی ہے۔

بیع مکروہہ کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو جب جمعہ کے روز نماز (جمعہ) کے لئے اذان کہی جائے تو تم اللہ کی یاد (یعنی نماز و خطبہ) کی طرف (فوراً) چل پڑا کرو اور خرید و فروخت (اور اسی طرح دوسرے مشاغل جو چلنے سے مانع ہوں) چھوڑ دیا کرو۔ پس خرید و فروخت اذان جمعہ کے وقت اور اس کے بعد نماز سے فارغ ہونے تک مکروہ ہے۔ اور منع کیا حضور ﷺ نے ثمن کی زیادتی سے بغیر ارادہ خریدنے کے اور شہری کے بھاؤ پر بھاؤ لگانے سے اور بیت خرید قافلے کو آگے جا کر ملنے سے اور دیہاتی کا مال شہری کو بیچنے سے۔

(فائدہ) اگر کوئی شخص دو نابالغ غلاموں یا باندیوں کا مالک ہو جائے اور وہ دونوں آپس میں ذی رحم محرم ہو تو ان میں علیحدگی کرنا جائز نہیں اس طرح جب ایک بڑا ہو اور ایک چھوٹا اگر جدا کر دیا جائے مکروہ ہے لیکن بیع جائز ہے، اگر دونوں بڑے ہوں تو ان کو علیحدہ علیحدہ فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں (حضور ﷺ نے فرمایا جو بچے اور اسکے والدین کے درمیان جدائی کریگا اللہ تعالیٰ اسکے اور اس کے محبوب کے درمیان قیامت کے دن جدائی کر دے گا۔

بیع اقالہ کا بیان

س: اقالہ کیا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اقالہ اس بیع کو کہتے ہیں جو مکمل ہو چکی اسکو توڑنا یہ متعاقدین کی رضامندی اور

ثمن اول سے جائز ہے۔

س: اگران دونوں میں سے ایک ثمن اول سے زیادتی یا کمی کی شرط لگائے تو کیا حکم ہے؟

ج: یہ شرط باطل ہے وہ ثمن اول سے ہی لوٹائی جائے گی۔

س: اقالہ فسخ بیع ہے یا بیع جدید ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک متعاقدین اول کے حق میں فسخ اور ان کے علاوہ کیلئے بیع جدید ہے۔ (اس مسئلہ میں نتیجہ یوں نکلے گا مثلاً مبیع زمین ہو تو شفیع سے شفعہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ بیع جدید ہے۔ متعاقدین کے علاوہ صاحب قدوری نے صرف امام صاحب کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

س: اگر ثمن یا مبیع ہلاک ہو جائے تو اقالہ کا کیا حکم ہے؟

ج: ثمن کا ہلاک ہونا صحت اقالہ کو مانع نہیں لیکن مبیع کا ہلاک ہونا صحت اقالہ کو مانع ہے۔

س: اگر مبیع کا کچھ حصہ ہلاک ہو گیا تو باقی کا کیا حکم ہے؟

ج: باقی میں اقالہ جائز ہے۔

(فائدہ) اگر متعاقدین میں سے کوئی ایک عقد کے بعد پچھتاوے اور اپنے ساتھی سے فسخ بیع کا مطالبہ کرے تو اسکو چاہئے کہ بیع فسخ کر دے اور اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔ (طبرانی میں ابو شریحؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو اپنے بھائی پر بیع میں اقالہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی مشکلوں کو دور کریگا۔

بیع مرابحہ اور بیع تولیہ کا بیان

س: فقہاء کرام بیع مرابحہ اور بیع تولیہ کس کو کہتے ہیں؟

ج: بیع مرابحہ کہتے ہیں بائع اپنی ملک چیز کو عقد اول اور ثمن اول (یعنی پہلی قیمت) سے کچھ نفع پر بیچے، اور بیع تولیہ یہ ہے کہ پہلی قیمت پر بغیر نفع سے فروخت کرے۔

س: کیا بیع مرابحہ اور بیع تولیہ کے صحیح ہونے کی کوئی شرط بھی ہے؟

ج: بیع مرابحہ اور تولیہ اس وقت تک صحیح نہیں ہوتی جب تک اسکا بدل مثل چیز نہ ہو جیسے مکیلی یا موزونی چیز۔

س: ایک آدمی نے کپڑا خرید ا پھر اسکو دھلوایا اسکی میل کچیل دور کی یا اسکو رنگوایا، یا اس پر نقش بنوایا اس صورت میں قیمت میں اضافہ ہو جائے گا۔ یا غلہ خریدا اسکو گھر تک اٹھوایا۔ اٹھانے والے کی اجرت یا اسکے کناروں پر ریشم وغیرہ کی کناری لگوائی اس صورت میں بیع مرابحہ کا کیا حکم ہے؟

ج: ان صورتوں میں بھی مرابحہ جائز ہے لیکن یوں نہ کہے کہ میں نے اتنے میں یہ چیز خریدی بلکہ یوں کہے مجھ کو اتنے میں یہ چیز پڑی ہے۔

س: ایک آدمی نے بیع مرابحہ کے طور پر کوئی چیز بیچی مشتری نے اسکو سچا گمان کیا پھر معلوم ہوا کہ اس نے خیانت کی تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مشتری بیع مرابحہ میں خیانت پر مطلع ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اسکو اختیار ہے اگر چاہے تو واپس کر دے اگر چاہے تو کل قیمت پر لے لے۔

س: اگر بیع تولیہ میں خیانت پر مطلع ہوا تو کیا کرے؟

ج: جو اس نے اپنے ساتھی پر اعتماد کرتے ہوئے زائد دیا تھا اسکو گرا دے۔

س: کیا اس مسئلہ میں آئمہ ثلاثہ میں اختلاف ہے؟

ج: ان میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں اتنا ثمن گرا دیا جائے گا۔ کہ اسکے ساتھی کو اعتماد آجائے۔ بیع تولیہ اور بیع مرابحہ میں فسخ کرنے کا اختیار نہیں امام محمدؒ فرماتے ہیں دونوں صورتوں میں قیمت کم نہیں کی جائیگی لیکن ان کو اختیار دیا جائے گا (اگر چاہے تو بیع کو کل قیمت سے لے لے اگر چاہے تو رد کر دے)

مختلف مسائل

س: ایک آدمی نے کوئی چیز خریدی کیا قبضہ کرنے سے پہلے اسکو بیچ سکتا ہے؟

ج: اگر وہ چیز منتقل ہو سکتی ہے۔ تو قبضہ سے قبل بیع جائز نہیں اگر وہ منتقل نہیں کی جاسکتی اور وہ زمین ہے اسکو قبضہ سے پہلے بیچا شیخین کے نزدیک جائز ہے امام محمدؒ فرماتے ہیں اسکو بھی قبل از قبضہ فروخت کرنا جائز نہیں۔

س: کیا مشتری کو قبضہ کے بعد ناپنا یا دوبارہ وزن کرنا لازم ہے؟

ج: اگر کوئی چیز مکیل کیل کی شرط سے یا وزنی وزن کی شرط پر خریدی تو اسکا بیچنا اور اس کا کھانا حرام ہے یہاں تک کہ اسکو دوبارہ کیل یا وزن نہ کرے (در مختار میں ہے کہ اگر خریدا مکیل کو بشرط کیل کے تو حرام ہے یعنی مکروہ تحریمی ہے اسکا بیچنا اور کھانا تاوقتیکہ اس کو ناپ نہ لے اور تحقیق علماء نے اس کے فساد بیع کی تصریح کی ہے اور مکیل کے مانند ہے موزون اور معدود خرید کرنا بشرط وزن اور شمار کے سبب احتمال زیادتی بائع کا حق ہے۔ بخلاف بیع مکیل اور موزون اور معدود کے بطور اٹکل کے اسکا تولنا لازم نہیں کیونکہ وہ کل مشتری کا ہے اور کفایت کرتا ہے۔ بائع کا کیل کرنا یعنی پیمانے سے ناپنا مشتری کے سامنے بیع کے منعقد ہونے کے بعد نہ کہ قبل خواہ اس کے سامنے کیل ہوا ہو یا اسکی غیر موجودگی میں اگر کیل ہوا اجنبی شخص کے سامنے پھر اس نے کیل کو خرید کیا پھر اسکو بشرط کیل بیچا قبل اسکے کیل کرنے کے تو جائز نہیں اگرچہ دوہی مشتری نے اسکو کیل کر لیا ہو سبب عدم کیل مشتری اول کے تو وہ قبضہ کرنے والا ہی نہ ہوا۔

اگر مکیل یا موزوں ثمن ہو تو قبضہ سے پہلے تصرف جائز ہے۔ پس قبل الکیل تصرف اولی ہے علامہ ابن عابدین حاشیہ میں فرماتے ہیں قید بالشراء ہے اگر وہ چیز اسکی ملک میں ھبۃ ہے یا وراثت یا وصیت سے آئی تو قبل الکیل اس میں تصرف جائز ہے۔ (کرہ تحریماً) سے حرمت کی وضاحت کی ہے۔ کیونکہ نہی خبر واحد سے ثابت ہے۔ خبر واحد سے حرمت قطعیہ ثابت نہیں ہوتی۔ وہ حدیث حضرت جابرؓ سے ابن ماجہ میں منقول ہے کہ حضور ﷺ نے منع کیا غلہ کی بیع کی یہاں تک اس

میں دو صاع جاری ہو جائیں ایک بائع کا دوسرا مشتری کا ہماری بات کو امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے بھی قبول کیا ہے۔

س: ایک آدمی نے کوئی چیز بیچی ثمن پر قبضہ نہیں کیا کیا ثمن میں قبضہ سے پہلے تصرف جائز ہے؟

ج: جائز ہے۔

س: کیا ثمن میں زیادتی درست ہے یا بیع میں بیع کے مکمل ہونے کے بعد زیادہ کرنا درست ہے؟

ج: مشتری ثمن میں زیادتی (یعنی زیادہ دے سکتا ہے) کر سکتا ہے جیسے بائع مشتری کیلئے مبیع میں زیادتی کر سکتا ہے۔

س: اگر بائع قیمت میں سے کچھ کم کر دے تو کیا حکم ہے؟

ج: یہ بھی جائز ہے۔

س: اگر مشتری ثمن کو بڑھادے یا بائع مبیع میں کچھ زیادتی کر دے یا بائع کچھ قیمت کم کر دے تو کچھ استحقاق لازم ہوگا؟

ج: ان سب میں استحقاق لازم ہوگا۔

س: ایک آدمی نے نقد بیچا پھر مدت مقرر کی ادھار کی اسکا کیا حکم ہے؟

ج: تو وہ ادھار ہو گیا اس طور پر وہ چیز جو فی الحال اداء کرنی واجب تھی ادھار کرنے سے ادھار ہو جائے گی۔ مگر قرض اسکی مدت مقرر کرنا درست نہیں۔

سود کا بیان

س: رباء کے لغوی اور شرعی معنی کیا ہیں؟

ج: رباء کے لغوی معنی مطلقاً نفع اٹھانا، اور شریعت اسلامی میں رباء کی دو قسمیں ہیں (۱) بیع کا سود (۲) قرض کا سود۔ یہ دونوں حرام ہیں۔ سود لینے اور دینے والوں کے

حق میں سخت وعیدیں وارد ہوئیں ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) (ترجمہ) اے ایمان والو سود مت کھاؤ (یعنی نہ لو اصل سے) کئی حصے زائد (کر کے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اسکو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو پھر اگر تم اس پر عمل نہ کرو گے تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اسکے رسول ﷺ کی طرف سے (یعنی تم پر جہاد ہوگا) اگر تم توبہ کر لو گے تو تم کو تمہارے اصل اموال مل جاویں گے نہ تم کسی پر ظلم کرنے پاؤ گے۔ اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائے گا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو

عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں فرمایا۔ (۱) اللہ کے ساتھ شریک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) ناجائز قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی سے بھاگنا (۷) نیک صالح عورت پر تہمت لگانا دوسری حدیث میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ لعنت کی رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے پر۔ اور اسکے لکھنے والے پر اور اسکے گواہوں پر، ایک حدیث میں وارد ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ایک درھم سود کا جسکو جان بوجھ کر کھایا چھتیس مرتبہ زناء کرنے سے زیادہ سخت ہے، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا سود کے ستر جزء ہیں سب سے ہلکا یہ ہے کہ جیسے کوئی مسلمان اپنی ماں سے شادی کرے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اگر کسی نے کسی کو قرضہ دیا پھر وہ اسکو ہدیہ بھیجے یا اپنی سواری پر سوار کرائے تو یہ ہدیہ قبول کرے نہ ہی سواری پر سوار ہو اگر یہ باتیں قرض دینے سے پہلے بھی ان میں تھیں تو کوئی حرج نہیں بخاری میں عن ابی بردۃ سے ہے کہ عبداللہ بن سلامؓ نے ان سے کہا تو ایسی زمین پر قیام پذیر ہے جس میں سود عام ہے اگر تیرا کسی پر کوئی حق ہو پھر وہ تجھے تحفہ کے طور پر بھوسہ یا جو کوئی دانہ وغیرہ دے تو اسکو نہ لینا کیونکہ یہ بھی سود ہے۔

س: قرض کا سود کیا ہے؟

ج: وہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو روپے قرض دے اس شرط پر کہ وہ بوقت اداء اس سے زیادہ دے گا جو اس نے قرض دیا تھا۔

س: بیع کا سود کیا ہے؟

ج: بیع کا سود یہ ہے کہ مکیل یا موزونی چیز کو اپنی جنس سے بیچنا لیکن اس میں کمی وبیشی کرنا یا مکیلی یا موزونی چیز کو اپنی جنس یا غیر جنس سے ادھار بیچنا۔

س: کیا اس بارے میں حضور علیہ السلام کا کوئی ارشاد وارد ہے؟

ج: مسلم میں ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا سونا سونے سے (یعنی سونے کی بیع سونے سے) چاندی چاندی سے، گندم گندم سے، جوء جوء سے، کھجور کھجور سے، نمک نمک سے برابر سرابر ہاتھوں ہاتھ فروخت کیا جائے۔ جس نے اس میں زیادہ کیا یا زیادہ کروایا تو یہ سود ہے۔ لینے اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔ دوسری حدیث مسلم میں حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا سونا سونے سے، چاندی چاندی سے گندم گندم سے، جوء جوء سے، کھجور کھجور سے، نمک نمک سے برابر سرابر ہاتھوں ہاتھ فروخت کرو، اگر ان مذکورہ اوصاف میں اختلاف ہو تو ہاتھوں ہاتھ جس طرح چاہو بیچو۔ حضور علیہ السلام نے چھ چیزوں کو ذکر فرمایا کہ ان کے بعض کو بعض سے نہ بیچو مگر یہ کہ برابر سرابر ہو۔ اور نقد ہو۔ اس پر زیادتی خواہ کسی جانب سے ہو وہ سود ہے۔ لینے دینے والا ان میں برابر ہیں۔ ان چیزوں کی بیع دوسری جنس سے برابر بھی اور زیادت کے ساتھ بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ نقد ہو۔ امام ابو حنیفہؒ نے ان مذکورہ اشیاء سے سود کی یہ علت نکالی ہے۔ مکیلی یا موزونی چیز کی اپنی جنس سے بیع ہو کیونکہ یہ مذکورہ اشیاء یا مکیلی یا موزونی ہیں اگر مکیلی چیز یا موزونی چیز اپنی جنس سے بیچی جائے۔ خواہ ان چھ چیزوں کے علاوہ ہوں تو انکی بیع برابر سرابر جائز ہے۔ کسی طرف سے زیادتی جائز نہیں۔ اگر جنس مختلف ہوں۔ تو زیادتی سے بیچنا جائز

ہے۔ لیکن ادھار حرام ہے۔ اگر دونوں وصف معدوم ہوں یعنی جنس بھی ایک نہ ہو اور مکیلی یا موزونی بھی نہ ہو تو زیادتی بھی جائز ہے اور ادھار بھی جائز ہے۔ (جیسے ایک گز ھروی کپڑے کی بیع دو گز ھروی کپڑے سے ادھار جائز ہے اس طرح اخروٹ کی انڈوں سے ادھار جائز ہے۔ کیونکہ یہاں حرمت کی علت معدوم ہے) اگر دونوں شرطیں پائی جائیں (یعنی جنس بھی ایک ہو اور مکیلی یا موزونی بھی ہو) تو زیادتی اور ادھار دونوں ناجائز ہیں۔ اگر دونوں علتوں سے ایک پائی جائے تو زیادتی حلال ہے ادھار حرام ہے (اسکی دو صورتیں ہیں (۱) گندم کی بیع جوء سے زیادت کے ساتھ جائز ہے نہ کہ ادھار (۲) ایک گز ھروی کپڑے کی بیع دو گز ھروی کپڑوں سے نقد جائز ہے۔ اگر ایک غلام دو غلاموں کے بدلہ میں بیچا ادھار تو جائز نہیں کیونکہ جنس ایک ہے۔

س: عمدہ گندم کی بیع ردی یعنی گھٹیا گندم سے زیادتی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟

ج: اس صورت میں زیادتی جائز نہیں۔ کیونکہ جنس ایک ہے یہی حکم تمام مکیلی اور موزونی چیزوں کا ہے۔ (اسکی اصل بنیاد حضرت ابو سعیدؓ کی روایت پر ہے۔ کہ حضرت بلالؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے پاس مدنی کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کہاں سے آئیں؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا ہمارے پاس ردی کھجوریں تھیں ہم نے ان کے دو صاع کو ایک صاع کے بدلے میں بیچا آپ ﷺ نے فرمایا یہ سود ہے۔ یہ سود ہے ایسا مت کر، اگر تو اچھی کھجوریں خریدنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اپنی کھجور کو کسی دوسری چیز کے بدلے بیچ کر پھر اس چیز سے اچھی کھجوریں خریدے)

س: تمام اجناس میں مکیلی یا موزونی چیز کی پہچان کیسے ہو گی؟

ج: ہر وہ چیز جس میں حضور ﷺ نے زیادت کو حرام فرمایا کیل کی وجہ سے وہ ہمیشہ کیلی ہی رہے گی اگرچہ لوگ اسکو کیل کرنا چھوڑ دیں۔ جیسے گندم اور جوء، کھجور اور

نمک، اس طرح ہر وہ چیز جسکے وزن کی وجہ سے حضور ﷺ نے زیادت کو حرام فرمایا وہ ہمیشہ موزونی ہی رہے گی اگرچہ لوگ اس میں وزن کرنا چھوڑ دیں۔ جیسے سونا اور چاندی اور وہ چیزیں جن میں حضور ﷺ سے کوئی وضاحت منقول نہیں ان میں لوگوں کی عادات کے موافق عمل ہوگا۔ جب کسی چیز میں معاملہ کیا جائے تو اس میں عرف کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اگر کسی چیز کی بیع وزن کا رواج ہے تو وہ وزنی ہوگی۔ اگر کسی چیز میں کیل کا رواج ہے تو وہ کیلی ہوگی، اگر گنتی کا رواج ہو تو گنتی والی شمار ہوگی۔

س: بیوع میں قبضہ کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر عقد سونے یا چاندی کا ہو تو مجلس عقد میں عوض پر قبضہ کرنا ضروری ہے اسکو بیع صرف کہتے ہیں سونے چاندی کے علاوہ جن میں سود کا احتمال ہے قبضہ لازم نہیں بلکہ تعین مدت شرط ہے۔

س: کیا گندم کی بیع آٹے سے یا ستو سے یا آٹے کی بیع ستو سے جائز ہے؟

ج: یہ بیع نہ زیادت کے ساتھ جائز ہے نہ برابر سرابر جائز ہے۔

س: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک گوشت کی بیع حیوان کے ساتھ کیا حکم رکھتی ہے؟

ج: گوشت کی بیع حیوان سے جائز ہے۔

س: صاحبینؒ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

ج: امام یوسفؒ تو اپنے استاد کے ساتھ ہم مسلک ہیں لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ گوشت کی بیع حیوان سے جائز نہیں مگر یہ کہ گوشت اس گوشت سے زیادہ ہو جو حیوان میں ہے۔ تاکہ گوشت گوشت کے برابر ہو جائے اور زیادت باقی چیزوں کے مقابلہ میں۔

س: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تازہ کھجوروں کی بیع خشک کھجوروں سے برابر سرابر، انگوروں کی بیع کشمش سے کیا حکم رکھتی ہے؟

ج: ان دونوں صورتوں میں بیع ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔ کیونکہ جنس ایک ہی ہے صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ جائز نہیں۔

س: اگر زیتون کو زیتون کے تیل سے بیچا یا تلوں کو تلوں کے تیل سے بیچا کیا یہ بیع صحیح ہے؟

ج: یہ بیع جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ تیل اس تیل سے جو زیتون میں ہے۔ زیادہ ہو اور تلوں کا تیل اس تیل سے جو اس سے زیادہ ہو پس تیل تیل کے بدلے میں ہو جائے گا۔ اور زیادہ کھل چھلکہ وغیرہ کے مقابلے میں۔

س: کیا دو قسموں کے گوشت کی بیع آپس میں زیادت کے ساتھ جائز ہے؟

ج: جائز ہے۔

س: اگر اونٹنی یا گائے یا بکری وغیرہ کے دودھ کی بیع آپس میں کی کیا زیادت جائز ہے؟

ج: یہ بھی جائز ہے۔

س: ایک آدمی نے ردی کھجور کے سرکہ کی بیع کی انگور کے سرکہ سے زیادت کے ساتھ اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ جائز ہے۔

س: گندم کی روٹی کی بیع گندم سے یا آٹے سے زیادت کے ساتھ کا کیا حکم رکھتی ہے؟

ج: یہ جائز ہے۔

س: ایک شخص نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی پھر اس سے کوئی چیز خریدی اور سودی معاملہ کیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: غلام اور اس کے مولیٰ کے درمیان سود نہیں ہوتا کیونکہ غلام اور جو اسکے ہاتھ میں ہے وہ ملک مولیٰ ہے۔

س: مسلمان نے کافر سے دار الحرب میں سود کا معاملہ کیا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: مسلم اور کافر کے درمیان دار الحرب میں سود نہیں ہوتا۔

بیع صرف کا بیان

س: بیع صرف کیا ہے؟

ج: جب دونوں طرف سے (عوض) سونا یا چاندی ہو اسی کو فقہاء بیع صرف کہتے ہیں۔

س: سونے کی سونے سے اور چاندی کی چاندی سے بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ جائز نہیں مگر برابر سرابر نقد و نقد جیسا کہ سود کے بیان میں گزرا۔

س: جب سونا دو قسم ہو یا چاندی دو قسم پر ہو عمدہ اور گھٹیا کیا اسمیں زیادت کے ساتھ بیع جائز ہے؟

ج: یہ بیع جائز نہیں کیونکہ عمدہ اور گھٹیا وصف ہے۔ اسکا بیع صرف میں اعتبار نہیں۔

س: اگر کوئی شخص سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے بیچے تو کیا حکم ہے؟

ج: جب جنس مختلف ہو تو زیادت جائز ہے لیکن مجلس عقد میں قبضہ لازم ہے۔

س: اگر بیع صرف میں عوضین پر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں یا کوئی ایک جدا ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں عقد بیع باطل ہو جائیگا۔

س: کیا بیع صرف میں ثمن صرف میں تصرف قبضہ سے پہلے جائز ہے؟

ج: جائز نہیں ہے۔

س: ایک شخص سونے کو چاندی کے بدلے اٹکل یعنی اندازہ سے بیچتا ہے تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: یہ جائز ہے کیونکہ جنس مختلف ہے، اس میں برابری کی شرط معدوم ہے۔ لیکن جدا ہونے سے پہلے عوضین پر قبضہ ضروری ہے۔

س: ایک شخص نے چاندی لگی ہوئی تلوار چاندی کے سو درھم کے بدلے میں فروخت کی حالانکہ اس تلوار پر چاندی پچاس درھم کے برابر ہے اور مشتری نے سو میں

پچاس درھم دیئے باقی ادھار کر لئے تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ بیع جائز ہے۔ وہ پچاس درھم جن پر قبضہ کیا ان کو چاندی کا بدل سمجھ لیں گے اگرچہ اس میں اسکی وضاحت نہ ہو باقی میں جس مدت پر وہ راضی ہو جائیں ادھار جائز ہے۔

س: اگر کیا اسکی قیمت سے پچاس لے لے تو کیا حکم ہے؟

ج: یہ بھی جائز ہے۔

س: اگر صورت سابقہ میں عوضین پر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو کیا حکم ہے؟

ج: تلوار اور چاندی دونوں میں عقد باطل ہو گا۔ جبکہ چاندی بغیر نقصان کے علیحدہ ہو سکتی ہے تو تلوار میں بیع جائز اور چاندی میں باطل ہو گی۔

س: ایک شخص نے چاندی کا برتن چاندی کے بدلہ میں بیچا یا سونا کے بدلہ میں ثمن کے بعض حصہ پر قبضہ کر کے جدا ہو گئے اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: جس حصہ میں قبضہ نہیں کیا اس میں عقد باطل ہو گا۔ اور جس میں قبضہ کر لیا اس میں صحیح ہو گا اور برتن ان کے درمیان مشترک ہو گا۔

س: اگر برتن کے کچھ حصہ کا کوئی دوسرا مستحق نکل آیا حالانکہ وہ ثمن کا کچھ حصہ ادا کر چکا ہے تو اب مشتری کیا کرے؟

ج: مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے تو باقی کو بقدر اسکے حصہ کی قیمت دے کر لے لے اگر چاہے تو واپس کر دے۔

س: چاندی یا سونے کا ایک ٹکڑا بیچا کوئی دوسرا کچھ حصہ کا مستحق نکل آیا۔ کیا اس صورت میں اختیار ہو گا؟ (جیسے سابقہ صورت میں تھا؟)

ج: اس صورت میں اختیار نہیں ہو گا۔ بلکہ باقی کو اسکے حصہ کی قیمت دے کر خرید لے۔

س: ایک آدمی نے دو درھم اور ایک دینار کو، دو دینار اور ایک درھم کے بدلے میں فروخت کیا تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ بیع جائز ہے ہر جنس کو دوسری جنس کے مقابل ٹھہرایا جائے گا۔ (یعنی دو درھم دو دینار کے مقابلے میں اور ایک دینار ایک درھم کے مقابلہ میں)

س: اگر کسی نے گیارہ درھم فروخت کیے دس درھم اور ایک دینار کے مقابلہ میں تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ بھی جائز ہے کیونکہ دس درھم دس درھم کے مقابلہ میں اور ایک دینار ایک درھم کے مقابلہ میں ہو جائے گا۔

س: ایک شخص نے دو درھم کھرے اور ایک درھم کھوٹا بیچا بدلے ایک درھم کھرے کے دو درھم کھوٹوں سے کیا یہ بیع صحیح ہے؟

ج: یہ بیع بالکل صحیح ہے۔

س: چاندی کے درھم یا سونے کے دینار جن میں کھوٹ ہو اپنی جنس کے ساتھ زیادت پر بیچنے میں کیا حکم ہے؟

ج: اگر درھموں میں چاندی زیادہ ہو اور دنانیر میں سونا زیادہ ہو تو وہ سونے اور چاندی کے حکم میں ہیں۔ ان میں زیادت حرام ہو گی۔ اور اگر انمیں کھوٹ غالب ہے تو وہ سامان کے حکم میں ہیں۔ اگر اسکو اپنی جنس سے زیادت کیساتھ بیچا تو جائز ہے بوجہ پھیرنے جنس مخالف کی طرف (کیونکہ ہر ایک کی چاندی دوسرے کے کھوٹ کی طرف پھیر دی جائے گی۔ لیکن جدا ہونے سے پہلے قبضہ ضروری ہے کیونکہ یہ بیع صرف ہے۔ کچھ حصہ کی بوجہ پائے جانے چاندی یا سونے کے دونوں جانبوں میں، کھوٹ پر قبضہ اس لئے ضروری ہے کہ اس کو جدا کرنا نقصان کا باعث ہے)

س: ایک شخص نے کھوٹے درھم یا دنانیر سے کچھ خریدا پھر ان پیسوں کا رواج نہ رہا۔ یعنی لوگوں نے ان سے کاروبار چھوڑ دیا اس سے پہلے کہ بائع ثمن پر قبضہ کرتا تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بیع باطل ہو گئی امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں

مشتری پر اسکی قیمت ہو گی۔ اس دن کے بقدر جس دن سودا ہوا تھا۔ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں مشتری پر اس دن کی قیمت اداء کرنی ہو گی۔ جس دن لوگوں نے اس سے کاروبار کرنا چھوڑ دیا۔

س: کیا پیسوں سے بیع بغیر تعین کے جائز ہے؟

ج: مروجہ پیسوں سے بیع بدون تعین بھی جائز ہے لیکن وہ پیسے جن کی چلت بند ہو گی ان سے بیع بغیر تعین کے جائز نہیں۔

س: اگر کسی نے مروجہ پیسوں سے بیع کی پھر بائع کے قبضہ سے پہلے ان کا رواج ختم ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ بیع باطل ہے۔ لیکن صاحبینؒ اس میں ویسا ہی اختلاف کرتے ہیں جیسے اوپر اختلاف گزرا۔ (یعنی کھوٹے درھم یا دنانیر سے بیع ابو یوسفؒ کے نزدیک بیع کے دن کی قیمت، اور امام محمدؒ کے نزدیک اس آخری دن کی قیمت ہو گی۔ جس دن لوگوں نے اس سے کاروبار چھوڑا) شامی میں ہے کہ فتویٰ امام یوسفؒ کے قول پر ہے)

س: کسی نے خریدی کوئی چیز نصف درھم کے فلوس سے تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ بیع جائز ہے۔ اور مشتری پر اس قدر فلوس واجب ہیں جو نصف درھم کو بیچے جاتے ہیں۔

س: ایک آدمی نے سنار کو ایک درھم دیا اور کہا کہ نصف درھم کے مجھے پیسے دے دو باقی نصف درھم رتی بھر کم دے دو تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ ساری بیع فاسد ہے۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ فلوس میں بیع جائز اور باقی میں باطل ہے۔

س: اگر کہا دے دو مجھ کو نصف درھم کے فلوس اور نصف درھم رتی بھر کم تو کیا حکم ہے؟

ج: یہ بیع جائز ہے (ہوگا نصف درھم مگر رتی بھر کم اپنے مثل کے مقابلے میں اور باقی فلوس کے مقابلے میں)

س: ایک شخص نے سنار کو بڑا درھم دے کر کہا دے تو مجھ کو ایک چھوٹا درھم جسکا وزن نصف درھم سے رتی بھر کم ہو باقی کے فلوس دے دو کیا یہ جائز ہے؟

ج: اس صورت میں بیع جائز ہے کیونکہ نصف درھم رتی بھر کم چھوٹے درھم کے مقابلے میں ہوگا باقی پیسوں کے مقابلے میں۔

بیع سلم کا بیان

س: کیا ایسی بیوع بھی ہیں۔ جن میں عوض پر قبضہ شرط نہ ہو؟

ج: وہ بیع سلم ہے نقد کی بیع ادھار سے وہ اسی شرط پر جائز ہے کہ مشتری بیع پر فوری قبضہ نہ کرے مگر مدت مقررہ کے بعد۔

س: ایسا قاعدہ کلیہ بیان کرو جس سے بیع سلم کا جواز اور عدم جواز معلوم ہو جائے؟

ج: بیع سلم ہر اس چیز میں جائز جس کی صفت کا ضبط کرنا ممکن ہے اور جس کی مقدار معرفت کا ضبط کرنا ممکن ہو اور جس میں ان دونوں چیزوں کا ضبط ممکن نہ ہو اس میں سلم جائز نہیں۔

س: کن کن چیزوں میں بیع سلم جائز ہے؟

ج: بیع سلم مکیلی اور موزونی چیزوں میں جائز ہے اس طرح وہ چیز جو گزوں سے ناپ کر دی جاتی ہے اور جو گن کر دی جاتی ہیں ان میں تبدیلی نہیں آتی جیسے اخروٹ اور انڈے جانور اور جانور کے کسی حصہ میں سلم جائز نہیں نہ اس کی کھالوں میں گنتی اور نہ لکڑیوں میں گٹھوں سے اور نہ رطبہ میں مٹھی باندھ کر (یعنی گٹی باندھ کر) مگر جب کہ اس طرح ضبط اور یقین ہو جائے کہ باعث نزاع نہ ہو مثلاً یہ کہے اسکی لمبائی ایک بالشت یا ایک ذراع ہوگی وغیرہ وغیرہ)

س: کیا اس بیع کی صحیح ہونے کی شرائط بھی ہیں؟
ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس بیع میں سات شرطیں ہیں۔ جن کو سودا کرتے وقت بیان کرنا ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہیں (۱) جنس معلوم ہو (یعنی گندم ہے یا کھجور) (۲) نوع معلوم ہو (کہ نہری ہو گی یا بارشی ہو گی) (۳) صفت معلوم ہو (اعلیٰ ہے یا ردی ہے) (۴) مقدار معلوم ہو (پیانہ یا باٹ معلوم ہو جو کم یا زیادہ نہ ہوتا ہو) (۵) مقدار راس المال کا بیان اگر عقد راس المال کی مقدار سے متعلق ہو جیسے مکیل یا موزون اور گنتی والی چیزوں میں (۶) اس بیع کو سپرد کرنے کا بیان ضروری ہے، جبکہ اسمیں بار بردار اور مشقت کا مسئلہ ہو (۷) (بیع سلم) جائز نہیں مگر ادھار پس ضروری ہوا کہ اسکی مدت معلوم ہو۔
س: کیا اس میں صاحبینؒ اور امام صاحب نے اختلاف کیا ہے؟
ج: بعض شرائط مختلف ہیں۔ فرماتے راس المال کے نام لینے کی ضرورت نہیں جب وہ معین ہو اور نہ اس چیز کے سپرد کرنے کا بیان ضروری ہے۔ بلکہ جس جگہ عقد بیع ہوا اسی جگہ سپرد کرے۔
س: کیا کپڑے میں بیع سلم جائز ہے؟
ج: جائز ہے بشرطیکہ اسکی لمبائی چوڑائی اور اسکا موٹا یا باریک ہونا اسکی صفت اور جنس اور نوع کے بیان کے ساتھ ضروری ہے۔ (اگر کپڑے میں ریشم کا کپڑا ہو تو وزن کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ ریشم جتنا ہلکا ہو گا اتنی ہی قیمت زیادہ ہو گی۔
س: کیا جواہر اور موتیوں میں بیع سلم جائز ہے؟
ج: ان میں بیع سلم جائز نہیں۔
س: کچی اور پکی اینٹوں میں بیع سلم جائز ہے؟
ج: جائز ہے جبکہ اسکا سانچا اور تھپنے کی جگہ معلوم ہو۔
س: بائع مدت مقررہ پر مبیع سپرد کر دیگا لیکن قیمت کب لے گا؟

ج: بائع مجلس عقد میں جدا ہونے سے پہلے ثمن لے لیگا کیونکہ بیع سلم اس کے بغیر صحیح نہیں ہوتی۔

س: دو آدمیوں نے بیع سلم کی پھر بائع نے راس المال میں تصرف کا ارادہ کیا یا مشتری نے مسلم فیہ میں تصرف کا ارادہ کیا تو کیا حکم ہے؟

ج: قبضہ سے پہلے کسی چیز میں تصرف جائز نہیں اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہو گیا کہ مسلم فیہ میں قبضہ سے پہلے نہ اس میں شرکت جائز ہے اور نہ بیع تولیہ جائز ہے۔

س: کیا بیع سلم کی صحیح ہونے کی کوئی شرائط باقی ہیں؟

ج: فقہاء نے مذکورہ شرطوں کے علاوہ بھی شرطیں ذکر کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مسلم فیہ (یعنی وہ مبیع جس میں عقد ہو) وقت عقد سے لیکر مدت اداء آنے تک موجود ہو (یعنی بازار میں وہ چیز پائی جاتی ہو)

س: بیع سلم کی معین آدمی کے پیمانہ سے یا معین شخص کے گز سے کیا یہ صحیح ہے؟

ج: یہ صحیح نہیں ہے۔

س: قریۂ معین کے غلہ یا درخت معین کے پھل میں سلم کی تو کیا حکم ہے؟

ج: یہ بھی صحیح نہیں۔

کتاب الرھن / رھن کا بیان

س: رھن کے لغوی اور اصلاحی معنی کیا ہے؟۔

ج: رھن کے لغوی معنی کسی چیز کا روکنا خواہ کسی سبب سے ہو اور اصطلاحی معنی ہے کہ کسی چیز کو کسی حق کی وجہ سے روکنا تا کہ وہ حق وصول ہو جائے۔

س: رھن کیسے منعقد ہو تا ہے اور کب مکمل ہو تا ہے؟

ج: رھن ایجاب اور قبول سے منعقد ہو تا ہے۔ رھن لینے والا جب رھن والی چیز پر قبضہ کرلے تو رھن مکمل ہو گیا اور جب مرتہن مرھون پر قبضہ کرے اس حال میں کہ وہ فارغ ہو علیحدہ کی ہوئی ہو مشترک نہ ہو تو عقد مکمل ہو جائے گا۔

س: ایجاب و قبول تو پایا گیا لیکن مرتہن نے رھن پر قبضہ نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر مرتہن نے رھن پر قبضہ نہیں کیا تو راھن کو یعنی رھن رکھنے والے کو اختیار ہے۔ اگر چاہے تو اسکے سپرد کرے اگر چاہے تو رھن رکھنے سے رجوع کرلے لیکن اگر راھن نے مرتہن کے سپرد کر دیا اور مرتہن نے اس پر قبضہ کرلیا تو رھن اب مرتہن کی ضمانت میں داخل ہو گیا۔

س: رھن کو کیوں جائز قرار دیا گیا؟

ج: حصول قرض کیلئے تا کہ قرض خواہ کا قرض ضائع نہ ہو اسلئے رھن صرف مضمون قرض میں ہی صحیح ہے۔

س: مرتہن نے رھن پر قبضہ کیا اس کے پاس رھن ہلاک ہو گیا تو ضمانت کس پر ہو گی؟

ج: ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب مرتہن رھن پر قبضہ کرے رھن اسکی ضمانت میں داخل ہو جاتا ہے۔ فقہاء نے ذکر کیا ہے کہ وہ قیمت اور قرضے میں سے جو کم ہو گا

اسی کے بقدر مضمون ہو گا۔

س: قرضے اور قیمت میں سے کم کا مضمون ہونے کا کیا مطلب؟

ج: اسکی تفصیل یہ ہے کہ رھن جب مرتہن کے پاس ہلاک ہو گیا اس رھن کی قیمت اسکے قرض کے برابر تھی تو گویا قرض دینے والا اپنا قرض حکما وصول کر چکا اگر رھن کی قیمت قرض سے کم تھی تو بقدر قیمت سے قرض ساقط ہو گیا باقی قرض مرتہن راھن سے وصول کرے گا۔ اگر رھن کی قیمت قرض سے زیادہ تھی اور وہ مرتہن کے پاس ہلاک ہو گیا تو زائد از قرض امانت کے حکم میں ہے اس پر امانت کے احکام جاری ہونگے۔ اگر یہ رھن جو قرض سے زیادہ قیمت کا تھا مرتہن کے پاس تو زائد کا مرتہن ضامن نہ ہو گا کیونکہ امانتوں کی ضمانت نہیں ہوتی اور سارا قرض ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ مرتہن سے ہلاک ہوا ہے وہ قرض کے مقابلہ میں ہو جائے گا۔

س: تم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہو کہ رھن تب مکمل ہو گا۔ جب اسپر قبضہ کیا جائے گا مشترک نہ ہو علیحدہ ہو فارغ ہو کیا اس قید لگانے کا کوئی فائدہ ہے؟

ج: اس قید سے ہر وہ چیز نکل جائے گی۔ جس کا رھن ہونا صحیح نہیں جیسے مشترک کا رھن جائز نہیں، پھلوں کا درختوں پر بغیر درخت کے رھن اسی طرح کھیتی کا رھن جو زمین میں اگی ہوئی ہے۔ بغیر زمین کے جائز نہیں اور نہ درختوں کا بغیر پھل کے اور نہ زمین کا بغیر کھیتی کے۔

س: کیا امانتوں اور مانگی ہوئی چیزوں کا رھن رکھ سکتے ہیں؟

ج: ان چیزوں کا رھن نہیں رکھ سکتے کیونکہ ان کے ہلاک ہونے پر ضمانت نہیں ہوتی۔

س: کیا مال مضاربت راس المال یا مال مشترک کو رھن بنانا جائز ہے؟

ج: ان چیزوں کو رھن بنانا صحیح ہے۔

س: بیع سلم یا بیع صرف کا عقد ہوا مرتہن نے رھن پر قبضہ کر لیا اور وہ مجلس عقد میں

ہلاک ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

ج: بیع سلم اور صرف مکمل ہو گئی اور مرتہن اپنا قرضہ گویا حکماً وصول کر چکا۔

س: عقد رھن میں اس بات پر اتفاق ہوا کہ رھن ایک عادل شخص کے پاس رکھا جائے کیا اس میں حرج ہے؟

ج: کوئی حرج نہیں رکھ سکتے ہیں۔

س: متعاقدین ایک عادل کے پاس رھن رکھنے پر متفق ہو گئے کیا ان میں سے کوئی ایک عادل سے اس چیز کا کل یا کچھ حصہ لے سکتا ہے؟

ج: نہ یہ راھن کیلئے جائز ہے نہ مرتہن کیلئے۔

س: اگر مرھون چیز عادل کے پاس ہلاک (یعنی ضائع) ہو گئی ضمان کس پر ہو گی؟

ج: معاوضہ (ضمان) مرتہن پر ہو گی کیونکہ اسکی ضمان میں ہلاک ہوئی ہے۔ اب مرتہن گویا اپنا قرض وصول کر چکا جیسا کہ رھن خود اسکے پاس ہلاک ہو جائے تو حکماً وصول کر چکا تھا۔

س: درھم اور دنانیر اور مکیلی اور موزونی چیزوں کے رھن رکھنے کا کیا حکم ہے؟

ج: ان چیزوں کا رھن بنانا جائز ہے اگر یہ چیزیں اپنے ہم جنس کے بدلے رھن رکھی گئیں اور ہلاک ہو گئیں تو بقدر دین ہلاک ہو گی اگرچہ عمدگی اور بناوٹ میں مختلف ہو۔

س: ایک شخص کا ایک شخص پر قرضہ تھا اس سے بقدر قرض لے کر خرچ کر ڈالا پھر معلوم ہو جو میں نے لیا وہ تو کھوٹے تھے اب فیصلہ کیسے ہو گا؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کو اب کچھ نہیں ملے گا۔ کیونکہ وہ اپنا قرض وصول کر چکا لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کھوٹ کے بقدر واپس کر کے کھرے لے لے۔

س: ایک آدمی سے ہزار کے بدلے دو غلام رھن رکھے پھر ایک کے حصہ کے بقدر اداء کر دیا گیا وہ غلام جس کا حصہ ادا کر دیا ہے اسکو لے سکتا ہے؟

ج: اس غلام کو نہیں لے سکتا ہے یہاں تک کہ باقی رقم ادا کرے اور دونوں غلاموں

کو اکٹھے لے۔

س: راھن نے مرتہن یا عادل شخص کو یا ان دو کے علاوہ تیسرے شخص کو وکیل بنایا کہ ادا قرض کی مدت گزرنے پر رھن کو بیچ دینا اس وکالت کا کیا حکم ہے؟

ج: وکالت جائز ہے۔

س: اگر عقد رھن میں وکالت کی شرط لگائی تھی کیا راھن وکیل کو معزول کر سکتا ہے؟

ج: راھن ایسا نہیں کر سکتا پس اگر وہ معزول بھی کرے تب بھی وکیل معزول نہیں ہوگا۔

س: اگر عقد رھن میں وکالت کی شرط لگائی تھی پھر راھن فوت ہو گیا کیا راھن کی موت سے وکیل معزول ہوگا؟

ج: راھن کی موت سے وکیل معزول نہیں ہوگا۔

س: کیا مرتہن راھن سے قرض طلب کرتے ہوئے اسکو قید کروا سکتا ہے۔ جبکہ رھن پر بھی قابض ہے؟

ج: اس سے مطالبہ کرتے ہوئے اسے قید کرا سکتا ہے۔ رھن اس چیز کو مانع نہیں۔

س: اگر مرتہن نے رھن پر قبضہ کر لیا اب راھن چاہتا ہے کہ مرھون چیز کو فروخت کر کے اسکی قیمت سے قرض ادا کرے کیا مرتہن پر لازم ہے کہ رھن بیچنے کے لئے اسکے حوالے کر دے؟

ج: مرتہن پر رھن سپرد کرنا واجب نہیں بلکہ راھن سے کہے پہلے قرض ادا کرے پھر اپنا رھن لے جب راھن قرض ادا کر دے اب مرتہن سے کہا جائے گا کہ مرھون واپس کرو۔

س: راھن نے رھن کو مرتہن کی اجازت کے بغیر بیچ دیا اس بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ بیع موقوف ہوگی یہاں تک کہ مرتہن اجازت دے یا راھن قرض اداء کر دے۔

س: راھن نے غلام رھن رکھا مرتہن نے اس پر قبضہ کر لیا پھر راھن نے مرتہن کی اجازت کے بغیر اسکو آزاد کر دیا کیا وہ آزاد ہو جائے گا؟

ج: اسکے آزاد کرنے سے آزاد ہو جائے گا۔

س: اگر وہ غلام آزاد ہو گیا تو مرتہن کے پاس قرض وصول کرنے کیلئے کیا رہ گیا؟

ج: اگر راھن مال دار ہے اور قرض فی الحال قابل ادا ہے تو اس سے ادائے قرض کا مطالبہ کیا جائے گا اگر اداء قرض کی کچھ مدت باقی ہے تو غلام کی قیمت لے کر اسکی جگہ رھن رکھی جائیگی یہاں تک کہ وہ قرض ادا کرے لیکن اگر راھن تنگدست ہو یعنی غریب ہے تو غلام سے بقدر اسکی قیمت کے مزدوری کروا کر اس سے قرض ادا کریں گے پھر غلام بقدر قرضہ کے جو اسنے محنت کر کے ادا کیا ہے اپنے مالک سے لے گا۔

س: غلام اپنے مالک سے کیوں وہ رقم لے گا؟

ج: اس لئے کہ اس نے اسکو مفت میں آزاد کر دیا تھا اور وہ آزاد ہونے کے بعد اس نے اسکے قرضہ کے ادا کیلئے محنت کی ہے۔

س: راھن نے مرھون کو ضائع کر دیا۔ اب وہ مرتہن کے پاس نہ رہا اب کیا کیا جائے؟

ج: راھن اسکی قیمت کے بقدر جرمانہ ادا کرے گا۔ وہ قیمت رھن کی جگہ مرھون ہو گی۔

س: مرتہن نے رھن پر قبضہ کر لیا پھر اسکو کسی اجنبی شخص نے ہلاک کر دیا تو ہلاک کرنیوالے سے ضمان کون لے گا اور مرتہن کے پاس اب کیا چیز رھن ہو گی؟

ج: اجنبی سے ضمان وصول کرنے کیلئے مرتہن ہی خصم ہے (یعنی مدمقابل) اس سے قیمت لے کر رھن بنا لے۔

س: راھن کا مرھون کو نقصان پہنچانا کیا حکم رکھتا ہے؟

ج: راھن کی جنایت مرھون پر قابل ضمان ہے۔ (کیونکہ اس سے مرتہن کا حق ضائع ہوتا ہے اس پر مثل اسکے مال دینا واجب ہے۔ تاکہ مرتہن اسکو اسکی جگہ رھن رکھے)

س: اگر مرتہن نے رھن کو نقصان پہنچایا تو کیا حکم ہے؟

ج مرتہن کی رھن پر زیادتی بقدر اسکے قرض کے ساقط ہے۔ باقی کا ضمان دے گا۔

س: اگر مرھون (غلام یا جانور نے) راھن یا مرتہن یا ان دونوں میں سے کسی کے مال کو نقصان پہنچایا تو ضمان کس پر ہوگی؟

ج: رھن کی جنایت ان دونوں پر یا ان کے مالوں پر معاف ہے (یعنی کسی کے ذمہ ضمان نہیں)

س: مرتہن مرھون چیز کی حفاظت کیلئے مکان کا محتاج ہے اس نے کرایہ پر مکان لیا اس مکان کا کرایہ کس پر لازم ہے؟

ج: مرتہن پر کرایہ لازم ہوگا۔

س: اگر مرھون بکریاں یا اونٹ ہیں اب انکے لئے ایک چرواہا چاہئے چرواہے کی تنخواہ کس پر واجب ہوگی؟

ج: چرواہے کی تنخواہ راھن کے ذمہ ہے۔

س: رھن کا خرچہ کس کے ذمے ہے؟ (یعنی رھن غلام ہے تو اسکا کھانا لباس وغیرہ)

ج: رھن کا خرچہ راھن کے ذمے ہے۔

س: اگر مرھون چیز میں بڑھوتری ہو جیسے دودھ، اولاد، اون، درخت کا پھل تو یہ بڑھوتری کس کی ملکیت ہوگی؟

ج: رھن کی بڑھوتری راھن کی ملکیت ہے لیکن وہ اسکو لے نہیں سکتا ہے بلکہ اصل کے ساتھ وہ بھی رھن ہو جائیگی (یعنی اگر مرتہن چاہے تو لے لے اگر چاہے تو اسکو راھن کے پاس چھوڑ دے)

س: بڑھوتری اصل رھن کے ساتھ رھن ہوگی پھر صرف بڑھوتری ہلاک ہوگئی تو کیا حکم ہے؟

ج: بڑھوتری بلا ضمان ہلاک ہوگئی۔

س: اگر اصل رھن ہلاک ہوگیا صرف بڑھوتری باقی ہے تو اسکا کیا حکم؟

ج: راھن اس کا حصہ دیکر بڑھوتری لے لے قرض رھن کی اس قیمت پر تقسیم

ہو گا۔ جس دن رھن پر قبضہ کیا تھا اور بڑھوتری کی قیمت پر جس دن اسکو لیا جارہا ہے۔ جو اصل کی قیمت کو پہنچے وہ قرض ساقط ہو جائے گا اور جو بڑھوتری کے حصہ کو پہنچے اسکو راھن اسکا حصہ دے کر چھڑوالے۔

س: مرتہن نے رھن لے لیا پھر رھن میں زیادت (یعنی کچھ زیادہ) چاہتا ہے یا راھن قرض میں زیادہ چاہتا ہے اسکا شریعت میں کیا حکم ہے؟

ج: طرفینؒ کے نزدیک رھن میں زیادت جائز ہے قرض میں جائز نہیں لیکن ابو یوسفؒ فرماتے ہیں دونوں چیزوں میں زیادت جائز ہے۔

س: ایک آدمی نے دو شخصوں سے قرض لیا لیکن چیز کو دونوں کے پاس (مشترکہ) رھن رکھا اسکا کیا حکم ہے؟

ج: یہ رھن دو مرتہنوں کے پاس رکھنا جائز ہے کل رھن ہر ایک کے پاس رھن ہو گا۔

س: اس قسم کے رھن کی ضمان کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ ہر ایک کے پاس اس کے قرض کے حصہ کے بقدر مضمون ہے۔

س: اگر راھن ان میں سے ایک کا قرض ادا کر دے کیا راھن اس مرھون سے نصف یا اسکا کچھ حصہ لے سکتا ہے؟

ج: اس سے راھن کچھ نہیں لے سکتا بلکہ اب وہ کل دوسرے کے پاس رھن ہو گی۔ یہاں تک کہ اسکا قرض ادا کرے۔

س: کسی نے غلام اس شرط پر بیچا کہ مشتری اسکی قیمت کے بدلے میں کوئی چیز رھن رکھے پھر مشتری نے رھن رکھنے سے انکار کیا اس بیع اور عقد رھن کا کیا حکم ہے؟

ج: بیع صحیح ہے لیکن مشتری پر تسلیم رھن کیلئے جبر نہیں کیا جائے گا۔ بائع کو اختیار ہے۔ اگر چاہے تو ترک رہن پر راضی ہو جائے اگر چاہے تو بیع فسخ کر دے مگر یہ کہ مشتری فوراً قیمت ادا کرے یا بائع کو رھن کی قیمت دے پس وہ قیمت اس کے پاس غلام کی قیمت ادا کرنے تک رھن ہو جائیگی۔

س: کیا مرتہن رھن کی حفاظت اپنی بیوی یا اپنی اولاد سے کروا سکتا ہے؟

ج: مرتہن کو جائز ہے کہ رھن کی حفاظت خود کرے یا اپنی بیوی سے یا اولاد سے یا اپنے خادم سے یعنی جو اسکے اہل وعیال میں شامل ہے۔ اس سے حفاظت کروائے۔

س: اگر اس نے اپنے اہل وعیال کے علاوہ کسی دوسرے سے حفاظت کروائی یا کسی کے پاس اسکو امانت رکھ دیا اسکا کیا حکم ہے؟

ج: وہ مرتہن ضامن ہوگا گویا وہ اسپر زیادتی کرنے والا ہے۔

س: اگر مرتہن نے رھن میں زیادتی کی تو ضمانت کس طرح دے گا؟

ج: ضمان غصب کی طرح ضمان دے گا یعنی کل قیمت کا ضامن ہوگا۔

س: اس صورت میں مرتہن کی ضمان ختم ہوگئی اگر راھن کے پاس ہلاک ہوگیا تو بغیر کسی قیمت ضمان وغیرہ کے ہلاک ہوا۔

س: مرتہن نے رھن راھن کو واپس کر دیا پھر دوبارہ واپس لینا چاہتا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟

ج: وہ واپس لے سکتا ہے لیکن جب اس نے دوبارہ رھن لیا تو ضمان بھی لوٹ آئے گی۔

س: اگر راھن قرض ادا کرنے سے پہلے فوت ہوگیا تو مرتہن قرض کیسے وصول کرے؟

ج: اگر راھن فوت ہوگیا تو اسکا وصی اس رھن کو بیچ کر قرض ادا کرے اور جو بچ جائے وہ وارثوں کو دے دے۔

س: اگر اسکا وصی نہ ہو تو رھن کو کون بیچے؟

ج: قاضی اس کے لئے وصی مقرر کرے اور اسکو رھن بیچ کر قرض ادا کرنے کا حکم کرے۔

کتاب الحجر / حجر کے احکام

س: کیا بعض لوگوں کو تصرفات سے منع کیا جاسکتا ہے؟

ج: بعض لوگوں کو تصرفات سے روکنے کی شریعت نے اجازت دی ہے اسکے اسباب تین چیزیں ہیں۔ (۱) بچہ ہونا۔ (۲) غلام ہونا۔ (۳) پاگل ہونا۔

س: اسکی تفصیل کیا ہے؟

ج: بچے کا تصرف اسکے ولی (یعنی سرپرست) کی اجازت کے بغیر جائز نہیں جیسا کہ غلام کا تصرف اسکے مولی (یعنی مالک) کی اجازت کے بغیر جائز نہیں اور پاگل جسکی عقل پر پردہ آجائے اسکا تصرف کسی حال میں بھی جائز نہیں۔

س: ایک آدمی نے بچے یا غلام سیکوئی چیز بیچی یا خریدی وہ بچہ خرید و فروخت کو سمجھتا ہے۔ اور خرید و فروخت کا ارادہ بھی کرتا ہے تو اس بیع کا کیا حکم ہے؟ (ہدایہ میں ہے کہ یہ بیع اجازت پر موقوف ہے)

ج: ولی کو اختیار ہے اگر کوئی مصلحت دیکھے تو بیع کو نافذ کردیا گر چاہے تو فسخ کردے۔

س: حجر کے یہ تین سبب صرف قول تصرف سے منع کرتے ہیں یا فعل تصرفات سے بھی منع کرتے ہیں؟

ج: بچے اور پاگل کو صرف تصرفات قول سے منع کیا جاسکتا ہے فعل سے نہیں باقی غلام حجر کی تفصیل ان شاء اللہ عنقریب آرہی ہے۔

س: اگر بچے یا پاگل نے کسی کی کوئی چیز ہلاک کردی کیا ان کے مالوں میں ضمان واجب ہوگی؟

ج: ضمان واجب ہوگی یہی معنی تھا اس بات کہ افعال حجر نہیں ہوگی اسکا یہ معنی نہیں

کہ ان کو لوگوں کے مال ضائع کرنے سے نہ روکا جائے۔

س: منع تصرفات قول کا کیا مطلب ہے؟

ج: بچے اور پاگل کا عقد صحیح نہیں ہوگا نہ اسکا اقرار معتبر ہوگا۔ اور نہ انکی طلاق واقع ہوگی اور نہ (غلام) انکے آزاد کرنے سے آزاد ہوگا۔

س: غلام کے منع (حجر) تصرفات کی کیا تفصیل ہے؟

ج: غلام کے اقوال اپنے نفس کے بارے میں نافذ ہونگے لیکن اپنے مولیٰ کے بارے میں نافذ نہیں ہونگے۔

س: غلام نے اپنے اوپر مال کا اقرار کیا (کہ میں نے فلاں کا اتنا مال دینا ہے) اس اقرار کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ اقرار اسکو لازم ہوگا لیکن مولیٰ پر اس کا جرمانہ نہ ہوگا جو اس نے اپنے اوپر لازم کیا ہے آزاد ہونے کے بعد ادا کریگا فی الحال (یعنی فوراً) لازم نہیں۔

س: اگر غلام نے اپنے اوپر حد یا قصاص کا اقرار کیا تو یہ حد یا قصاص کب نافذ ہوگا؟

ج: اسکے اقرار سے فوراً حد یا قصاص جاری ہوگی اس کے آزاد ہونیکا انتظار نہیں کیا جائے گا۔

س: غلام اپنی بیوی کو طلاق دے یا اسکا مولیٰ اسکی بیوی کو طلاق دے کیا یہ طلاق نافذ ہوگی؟

ج: غلام کی طلاق نافذ ہوگی لیکن اس کے مولیٰ کی طلاق اسکی بیوی پر نافذ نہیں ہوگی۔

س: آزاد بالغ فضول خرچ پر تصرف مال کا کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں فضول خرچ جب عاقل بالغ آزاد ہے تو اس پر حجر نہیں کی جا سکتی (یعنی تصرف سے منع نہیں کیا جا سکتا) اسکا تصرف اپنے مال میں جائز ہے۔ اگرچہ اسراف کرنے والا ہو۔ ایسی چیزوں پر مال ضائع کرتا ہے جس میں نہ اسکی ضرورت ہے اور نہ کوئی مصلحت جیسا کہ اپنے مال کو سمندر میں ڈال دے یا آگ

میں جلادے۔

س: امام صاحبؒ کے نزدیک فضول خرچ (یعنی بھولا بھالا موٹی عقل والا) کو اسکا مال دینے کی کوئی حد مقرر ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں اگر بچہ بالغ ہی اس حال میں ہوا کہ اسکو سمجھ بوجھ کم تھی تو اسکا مال اسکے سپرد نہ کیا جائے یہاں تک کہ وہ پچیس سال کی عمر کو پہنچ جائے اگر اس نے اس سے قبل تصرف کیا تو اسکا تصرف نافذ ہوگا جب وہ پچیس سال کا ہو جائے تو اس کا مال اسکے حوالہ کر دیا جائے گا خواہ اس سے پوری عقل مندی کی نشانیاں ظاہر نہ ہوں۔

س: صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ سفیہ پر حجر لگائی جائے؟

ج: جواب اسکو مال میں تصرفات سے منع کیا جائے اگر وہ کوئی فروخت کرے تو اسکی بیع نافذ نہ ہوگی اگر اس کی بیع میں کوئی مصلحت ہو تو حاکم اسکو نافذ کر دے اگر بچہ کم سمجھی میں بالغ ہو گیا تو اس کا مال اسکو اس وقت نہ دیا جائے جب تک اس میں سوجھ بوجھ کے آثار معلوم نہ ہوں۔ اور نہ اس کا اس مال میں تصرف جائز ہے۔ اسکے مال سے زکوٰۃ نکالی جائیگی اسکے مال سے اور اسکی اولاد اور اسکی بیوی پر خرچ کیا جائے گا۔ اور ذی رحم محرم میں سے جس کا خرچ اس پر واجب ہے وہ بھی اسکے مال سے دیا جائے گا۔

س: اگر سفیہ غلام آزاد کرے ہمارے آئمہ ثلاثہ اس میں کیا فرماتے ہیں؟

ج: سب کے نزدیک غلام آزاد ہو جائے گا لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ غلام اپنی قیمت کے بقدر اسکو کما کر دے۔

س: اگر سفیہ نکاح کرے تو اسکے نکاح کا کیا حکم ہے؟

ج: اسکا نکاح جائز ہے مہر دیکھیں گے اس سے مہر مثل جائز ہوگا اور باقی باطل ہوگا۔

س: اگر سفیہ نے حج کا ارادہ کیا اسکو اجازت دے دی جائیگی؟

ج: اسکو حج کی اجازت دے دی جائیگی منع نہیں کیا جائیگا۔ لیکن قاضی خرچہ اسکے سپرد نہ کرے بلکہ کسی معتبر شخص کے حوالہ کردے جو حج میں اس پر خرچ کرتا رہے۔

س: سفیہ بیماری میں پسندیدہ اعمال اور کار خیر میں خرچ کرنے کی وصیت کرے تو اسکی وصیت کا کیا حکم ہے؟

ج: اسکی وصیت تہائی مال سے پوری کی جائیگی۔

س: غریب آدمی جس کے ذمے لوگوں کا قرض ہے اسپر حجر ہو سکتی ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں غریب آدمی پر قرض کی وجہ سے حجر جو نہیں ہو گی جب اسکے ذمہ قرض لازم ہو گیا قرض خواہ اس کو قید اور اسپر حجر چاہتے ہیں تو امام صاحبؒ کے نزدیک حجر نہیں ہو گی۔

س: غریب کے پاس مال ہے لیکن وہ اس سے قرض ادا نہیں کرتا کیا امام صاحبؒ کے نزدیک قاضی اسمیں تصرف کر سکتا ہے؟

ج: قاضی اس میں تصرف نہ کرے بلکہ اسکو قید کردے یہاں تک کہ اسکو بیچ کر قرض ادا کرے۔

س: اگر اس کے مال سے درھم اور دنانیر مل گئے تو قاضی کس طرح قرض ادا کرے؟

ج: اگر درھم ملے اور قرض بھی درھم ہی ہیں یا دنانیر ملے اور قرض بھی دنانیر کا ہے تو قاضی بغیر اسکی رضامندی کے اس سے قرض ادا کردے۔ اگر درھم ملے لیکن قرض دنانیر کا ہے یا اسکا عکس ہے تو قاضی ان کو بیچ کر اسکا ثمن قرض خواہوں کو دے دے۔

س: مفلس پر حجر کے بارے میں صاحبینؒ کیا فرماتے ہیں؟

ج: صاحبینؒ فرماتے ہیں جب قرض خواہ حجر طلب کرے تو قاضی حجر لگادے اسپر اسکو خرید و فروخت اور تصرف سے منع کردے اور اقرار سے بھی تاکہ وہ قرض خواہوں کا نقصان نہ ہو اور قاضی اس کے سامان کو بیچ کر قرض خواہوں پر بقدر ان

کے قرض کے تقسیم کردے اگر وہ خود اپنا سامان نہ بیچیں قاضی اسی کے مال سے مجبوز مفلس پر اور اس کی بیوی بچوں پر اور ذی رحم محرم پر خرچ کرتا رہے۔

س: اگر مفلس مجبور حالت حجر میں کسی کے لئے مال کا اقرار کرے تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اس اقرار سے مال لازم ہو جائے گا لیکن قرض ادا کرنے کے بعد۔

س: قرض خواہ مفلس کو قید کروانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ معلوم نہیں کہ اس کا مال ہے یا نہیں وہ خود کہتا ہے میرا کوئی مال نہیں تو قاضی کیا کرے؟

ج: قاضی اسکو ہر اس دین میں قید کریگا جس کے بدلہ میں اسکو مال حاصل ہوا ہے جیسے بیع کا ثمن، قرض کا بدل اور ہر اس دین میں جو عقد کی وجہ سے لازم آیا جیسے مہر اور کفالت اسکے علاوہ اس وقت تک کسی دین میں قید نہ کریگا۔ جب تک وہ اس کے مال کے موجود ہونے پر گواہ قائم نہ کردے۔ جیسے غصب کا عوض، جنایات کا جرمانہ۔

س: حاکم ہمیشہ کیلئے قید میں ڈال دے یا اسکی کچھ مدت مقرر ہے؟

ج: قید کرنا مقصود نہیں بلکہ مقصود مال کا ظاہر کروانا ہے اگر اسکے پاس ہو اور وہ چھپاتا ہو دو تین مہینے قید رکھے لوگوں سے اسکے مال کے بارے میں پوچھ گچھ کرے اگر مال ظاہر نہ ہو تو اسکو چھوڑ دے۔ اس طرح اگر وہ مال کے نہ ہونے پر گواہ قائم کردے تو بھی اسکو چھوڑ دے۔

س: جب حاکم نے اسکو عدم مال کی وجہ سے چھوڑ دیا کیا اب حاکم اسکے اور اسکے قرض خواہوں کے درمیان حائل ہو جائے (یعنی یہ کہ اسے کچھ نہ کہو جب تک اس کا مال ظاہر نہیں ہوتا)؟

ج: حاکم ان کے درمیان حائل نہ ہو بلکہ قرض خواہ ہر وقت اسکے پیچھے لگے رہیں اسکو تصرف اور سفر سے منع نہ کریں اور اسکی کمائی سے جو اس کے اور اس کے اہل و عیال کے خرچ سے زائد ہو لیکر آپس میں بقدر قرض کے تقسیم کریں۔

س: کیا مسئلہ سابقہ میں صاحبینؒ کا اختلاف ہے؟

ج: صاحبینؒ امام صاحبؒ سے اختلاف کرتے ہیں کہتے ہیں کہ حاکم نے قرض دار کو مفلس قرار دیا تو اب ان کے درمیان حائل ہو جائے یہاں تک کہ وہ اس پر حصول مال کے گواہ قائم کریں۔

س: کیا فاسق فاجر پر بھی حجر لگا سکتے ہیں؟

ج: فاسق پر حجر نہیں (اس کو تصرفات سے روکا نہیں جاسکتا) جبکہ وہ اپنے مال کی اصلاح کرتا ہو۔

س: ایک آدمی پہلے نیک تھا پھر فاسق ہو گیا اس پر حجر کا کیا حکم ہے؟

ج: فاسق اصلی اور فاسق جدید کا ایک ہی حکم ہے۔

س: ایک شخص نے ادھار سامان بیچا پھر قرض دار مفلس ہو گیا اور مفلس کے ذمہ اور لوگوں کے قرض بھی ہیں۔ لیکن اس شخص سے خریدی ہوئی چیز اس کے پاس موجود ہے کیا سامان والا اس چیز کو صرف اپنے لئے لے سکتا ہے؟

ج: صرف اپنے لئے نہیں لے سکتا بلکہ یہ بھی باقی قرض خواہوں کی طرح ہے۔

س: وہ کون سا طریقہ ہے جس سے لڑکے اور لڑکی کے بلوغ کا حکم لگائیں گے؟

ج: لڑکا بالغ ہوتا ہے احتلام اور انزال سے اور عورت کو اگر وطی کرے حاملہ کر دینے سے، اگر یہ علامتیں نہ پائی جائیں تو اٹھارہ سال مکمل ہونے پر بالغ شمار ہوگا۔ اور لڑکی بالغ ہوتی ہے حیض سے احتلام سے اور حمل سے اگر یہ چیزیں ظاہر نہ ہوں تو سترہ سال مکمل ہونے پر بالغہ شمار ہوگی۔

س: یہ قول تینوں آئمہ کرام کا ہے یا ان میں اختلاف ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ میں اختلاف ہے۔ جب لڑکا یا لڑکی پندرہ سال پورے کریں تو وہ بالغ شمار ہوں گے اگر لڑکے کو احتلام ہو یا انزال ہو یا عورت کو حاملہ کر دے، یا لڑکی کو حیض آئے یا احتلام آئے یا حاملہ ہو جائے اس مدت سے پہلے تو ان پر بلوغ

کا حکم لگادیا جائے گا۔ فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے۔

س: اگر لڑکا یا لڑکی قریب البلوغ ہو جائیں (احتلام سے) اور ان کا معاملہ مشکل ہو جائے اور وہ خود کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے کیا ان کی بات قابل قبول ہو گی؟

ج: ان کی بات قابل قبول ہو گی۔ ان پر بالغوں والے احکام جاری ہو نگے۔

کتاب الاقرار / اقرار کا بیان

س: شریعت مطہرہ میں اقرار کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: جب آزاد عاقل بالغ نے کسی کے حق کا اقرار کیا تو اسکو اسکا اقرار لازم ہوگا خواہ اسکا اقرار مجہول ہو یا معلوم ہو جسکے لئے اقرار کیا گیا تھا وہ اقرار کرنے والے سے جس کا اس نے اقرار کیا ہے لے لیگا۔

س اگر اقرار مجہول ہے تو کیسے لے گا؟

ج: اس سے کہا جائے گا مجہول چیز کو بیان کر اگر وہ بیان نہ کرے تو قاضی اس سے جبراً بیان کرواۓ۔

س: ایک شخص نے کہا کہ مجھ پر فلاں کا کچھ ہے لوگوں نے اس سے دریافت کیا حاکم نے اس کو بیان پر مجبور کیا۔ اس نے کہا مجھ پر پانی کا ایک قطرہ یا گندم کا ایک دانہ ہے تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اسکی یہ بات قبول نہیں کی جائیگی بلکہ اسکو لازم ہے کوئی ایسی چیز بیان کرے جسکی قیمت ہو۔

س: ایک شخص نے معدوم یا مجہول اقرار کیا لیکن مقرلہ اس سے زائد کا دعویٰ کرتا ہے تو فیصلہ کس طرح ہوگا؟

ج: جب مجہول چیز کا اقرار کیا یا کہا مجھ پر مال ہے تو اس میں اسکا بیان قسم کے ساتھ قابل قبول ہوگا۔ اور قبول کیا جائے گا اسکا قول تھوڑی یا زیادہ چیز میں۔

س: اگر کہا مجھ پر مال عظیم ہے پھر اسکو بیان کیا اور کہا کہ وہ دس درھم ہیں کیا اسکی تصدیق کی جائے گی؟

ج: اس صورت میں دو سو سے کم میں اسکی تصدیق نہیں کی جائے گی۔
س: اگر اس نے کہا مجھ پر بہت سے درھم ہیں پھر اسکو بیان کرتا ہے۔ کہ وہ تین ہیں کیا اسکی تصدیق کی جائے گی؟
ج: جب دراھم کثرت کے ساتھ بیان کیا تو دس سے کم میں تصدیق نہیں کی جائیگی۔
س: اگر اس نے کہا مجھ پر درھم ہیں تو اس سے کیا لیا جائیگا؟
ج: اس سے تین درھم لئے جائیں گے کیونکہ یہ جمع کی کم از کم مقدار ہے مگر یہ کہ وہ اس سے زیادہ بیان کرے۔
س: اگر کہا اسکے مجھ پر اتنے اتنے (یعنی کذا کذا) درھم ہیں یا کہتا اس کے مجھ پر اتنے اور اتنے (یعنی کذا کذا) درھم ہیں تو کیا حکم ہے؟
ج: پہلی صورت میں گیارہ سے کم دراھم میں تصدیق نہیں کی جائیگی اور دوسری صورت میں اکیس سے کم دراھم میں تصدیق نہیں کی جائیگی۔
س: اگر کہا اسکا مجھ پر یا کہا اسکا میری جانب تو کیا حکم ہے؟
ج: یہ قرض کا اقرار ہے۔
س: اگر کہا اسکے لئے میرے پاس یا کہا میرے ساتھ تو اس کو کس پر محمول کریں گے؟
ج: یہ اقرار ہے کہ اسکی اس کے پاس امانت ہے۔
س: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میرے تجھ پر ہزار درھم ہیں مخاطب نے کہا میں نے دے دیئے تھے یا کہا ا۔ کو وصول کرلے یا کہا ان کو وزن کرلے یا کہا ان کی مجھ کو مہلت دے تو کیا حکم ہے؟
ج: یہ تمام الفاظ اقرار پر محمول ہونگے مقر کیلئے۔
س: ایک شخص نے قرض مؤجل کا اقرار کیا قرض لینے والے نے اقرار قرض میں اسکی تصدیق کی اور مدت میں تکذیب کی اب تاجیل لازم ہوگی۔ یا قرض فوراً ادا کرنا ہوگا؟

ج: مقرلہ سے مدت کے بارے میں قسم لی جائے گی اور قرض فی الحال قابل اداء ہوگا۔

س: قرض کا اقرار کیا اور ساتھ ہی کسی چیز کا استثناء متصل کیا تو اس اقرار کا کیا حکم ہے؟

ج: استثناء صحیح ہے باقی لازم ہوگا خواہ استثناء قلیل ہو یا کثیر۔

س: اگر کل کا استثناء کیا تو کیا حکم ہے؟

ج: یہ استثناء باطل ہوگا اور اقرار لازم ہو جائے گا۔

س: اگر کہا اسکے مجھ پر سو درھم ہیں مگر ایک دینار یا ایک قفیز گندم تو کیا حکم ہے؟

ج: سو درھم لازم ہو جائے گا۔ اور دینار یا قفیز کی قیمت مستثنیٰ کر دی جائیگی۔

س: اگر کہا اسکے مجھ پر سو اور درھم ہے تو درھم کا عطف سو پر کیا اور تمیز حذف کر دی کیا واجب ہوگا؟

ج: اس پر ایک سو ایک درھم واجب ہوگا۔ اور کہا جائے گا کہ لفظ درھم جو سو کی تمیز ہے وہ حذف ہو گی۔

س: اگر اقرار کیا سو اور کپڑے کا تو کیا واجب ہوگا؟

ج: ایک کپڑا لازم ہوگا۔ اور سو کی تفصیل اس سے پوچھی جائیگی۔

س: کسی کے حق کا اقرار کیا اور متصل انشاء اللہ کہا تو اس کے اقرار سے کیا لازم ہوگا؟

ج: اسپر کچھ لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس استثناء نے کلام کو ایسا کر دیا گویا وہ کلام ہوئی نہیں۔

س: ایک آدمی نے کسی ایک کے حق کا اقرار کیا اور کہا مجھے تین دن کا اختیار ہے تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اقرار لازم ہوگا اور خیار باطل ہے کیونکہ خیار فسخ کیلئے ہوتا ہے اور اقرار فسخ کو قبول نہیں کرتا۔

س: ایک شخص نے کسی کیلئے گھر کا اقرار کیا اور تعمیر کا استثناء کیا کیا حکم ہے؟

ج: گھر اور تعمیر دونوں لازم ہوں گے استثناء کی کوئی پرواہ نہیں کی جائیگی۔

س: اگر کہا کہ اس گھر کے کمرے میرے لئے اور صحن فلاں کیلئے ہے کیا اسکی تصدیق کی جائیگی۔

ج: تصدیق کی جائیگی۔

س: کھجوروں کا ٹوکری میں اقرار کیا تو کیا دینا ہو گا؟

ج: کھجور اور ٹوکری دونوں لازم ہونگے۔

س: جانور کا اقرار کیا وہ جانور اصطبل میں ہے تو فیصلہ کیسے کیا جائے گا؟

ج: اسپر صرف جانور واجب ہو گا۔

س: اگر کہا غصب کیا میں نے کپڑا رومال میں، یا کہا اسکا مجھ پر کپڑا ہے کپڑے میں تو کیا واجب ہو گا؟

ج: پہلی صورت میں کپڑا اور رومال دونوں لازم ہونگے دوسری صورت میں دو کپڑے اکٹھے لازم ہوں گے۔

س: اگر کہا اسکا مجھ پر کپڑا ہے دس کپڑوں میں کیا لازم ہو گا؟

ج: امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں صرف ایک کپڑا لازم ہو گا۔ لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ گیارہ کپڑے لازم ہوں گے۔

س: اقرار کیا کہ اس فلاں سے کپڑا غصب کیا اور پھر عیب دار کپڑا لایا اور کہا یہ وہی ہے کیا اس کی بات کا اعتبار ہو گا؟

ج: اسکا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔

س: دراھم کا اقرار کیا اور کہا کہ وہ کھوٹے تھے کیا واجب ہو گا؟

ج: اس میں بھی اس کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہو گا۔

س: اگر کہا اس کے مجھ پر پانچ میں پانچ ہیں۔ اس سے وہ ضرب کا ارادہ کرتا ہے تو کیا لازم ہو گا؟

ج: صرف پانچ لازم ہوں گے۔

س: اگر کہا ارادہ کیا میں نے پانچ کا ساتھ پانچ کے تو کیا واجب ہوگا؟

ج: اسپر دس واجب ہونگے۔

س: اگر کہا اس کے مجھ پر ایک درھم سے دس تک ہیں تو کیا لازم ہوگا؟

ج: ابتداء اور جو اسکے بعد ہے وہ لازم ہوگا آخر ساقط ہوگا جو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نو درھم ادا کرے گا۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں دس درھم لازم ہوں گے غایت مغیا میں داخل ہوگی۔

س: جب کہا اس کے مجھ پر ہزار درھم ہیں غلام کی قیمت سے جو میں نے اس سے خریدا لیکن اسپر قبضہ نہیں کیا اس پر کیا لازم ہے؟

ج: اگر معین غلام کا ذکر کیا مقرلہ سے کہا جائیگا اگر چاہے تو غلام دیکر ہزار لے لئے ورنہ تیرا اسپر کچھ نہیں اگر غیر معین غلام کا ذکر کیا تو امام حجرؒ کے نزدیک ہزار درھم ہونگے (میں نے غلام پر قبضہ نہیں کیا خواہ متصل کہا ہو یا منفصل اسکی تصدیق نہیں کی جائیگی کیونکہ یہ اس مال سے رجوع ہے جو اقرار سے واجب ہوا ہے لیکن امام یوسف و امام محمدؒ فرماتے ہیں اگر متصل کہا تصدیق کی جائیگی اگر منفصل کہا تو تصدیق نہیں کی جائیگی۔ جبکہ انکار کرے مقرلہ کہ یہ ثمن مبیع سے ہوگا۔

س: اگر کہا اس کے مجھ پر شراب یا خنزیر کی قیمت کے ہزار درھم ہیں تو کیا واجب ہوگا؟

ج: ہزار لازم ہو جائیں گے اسکا قول ثمن خمر یا خنزیر کا کوئی اعتبار نہیں۔

س: اگر کہا اسکے مجھ پر سامان کے ہزار کھوٹے درھم ہیں مقرلہ نے کہا اسکی بات کو رد کرتے ہوئے کہ وہ کھرے ہیں کیا فیصلہ ہوگا؟

ج: ابو حنیفہؒ کے نزدیک کھرے واجب ہونگے صاحبینؒ فرماتے ہیں اگر اس متصل کھوٹے کہا تو اسکی تصدیق کی جائیگی اگر کچھ دفعہ سے کہا تو تصدیق نہیں کی جائیگی بلکہ کھرے ہی لازم ہوں گے۔

س: اگر کسی کیلئے انگوٹھی یا تلوار کا اقرار کیا تو کیا لازم ہو گا؟

ج: انگوٹھی نگینہ کے ساتھ اور تلوار میان اور پیٹی کے ساتھ لازم ہو گی۔

س: چوکھٹ کا اقرار کیا لیکن اس کی لکڑیوں اور پردہ کا ذکر نہیں کیا تو کیا لازم ہو گا؟

ج: اسکو چوکھٹ بمعہ لکڑیوں اور پردہ کے لازم ہو گی۔

س: اگر فلانی کے پیٹ میں حمل ہو تو اس حمل کیلئے مجھ پر ہزار درہم ہیں کیا یہ اقرار صحیح ہے؟

ج: اسمیں تفصیل یہ ہے کہ اگر یوں کہا کہ اسکے لئے فلاں نے وصیت کی تھی یا یوں کہا کہ اس کا باپ مر گیا تھا اور ورثہ میں پلے ہیں تو اس کا اقرار صحیح ہو گا اور اگر مبہم اقرار کیا تو صحیح نہیں مانا جائے گا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ بغیر تفصیل کے اقرار صحیح ہے اور جس کا اقرار کیا وہ لازم ہو گا۔

س: بکری یا باندی کے بچہ کا کسی کے لئے اقرار کیا۔ کیا یہ اقرار صحیح ہے؟

ج: یہ اقرار صحیح ہے جس چیز کا اقرار کیا وہ لازم ہے۔

س: ایک مریض نے مرض الموت میں کسی قرض کا اقرار کیا حالانکہ اسپر تندرستی کے زمانہ کا قرض بھی ہے اور مرض کے زمانے میں اسپر اور قرض لازم ہو گیا جس کا سبب معلوم ہے کون سا قرض مقدم ہو گا؟

س: صحت کے زمانے کا قرض مقدم ہو گا پھر وہ جس کا سبب معلوم ہے پھر جس کا مرض الموت میں قرار کیا ہے۔

س: اگر اس پر صحت کے زمانے کا قرض لازم نہ ہے تو اس قرض کا کیا حکم ہے جس کا مرض میں اقرار کیا ہے؟

ج: اس کا اقرار درست ہے مقرلہ وارثوں سے مقدم ہو گا۔

س: بیمار کے اس اقرار کا کیا حکم ہے جو اس نے بعض وارثوں کیلئے کیا؟

ج: وارثوں کے لئے اقرار باطل ہے۔ مگر یہ کہ باقی وارث اسکی تصدیق کریں۔

س: مرض الموت میں اجنبی کیلئے اقرار کیا پھر کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے ان اقراروں کا کیا حکم ہے؟

ج: نسب کا اقرار صحیح ہے مقرلہ کا نسب ثابت ہو گا لیکن مال کا اقرار باطل ہو گا۔

س: اجنبی عورت کیلئے مرض الموت میں مال کا اقرار کیا پھر اس سے نکاح کر لیا۔ اس اقرار کا کیا حکم ہے؟

ج: اقرار بالمال صحیح ہے نکاح سے باطل نہیں ہو گا۔

س: ایک شخص نے مرض الموت میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اس کے قرضہ کا اقرار کیا اور فوت ہو گیا تو عورت اس کے مال سے کتنا لے گی؟

ج: میراث اور قرض میں سے جو کم ہو وہ لے گی۔

س: ایک بچے کے بارے میں اقرار کیا کہ وہ میرا بیٹا ہے اس کے ہاں اس جیسا پیدا ہو سکتا ہے اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس بچہ کا نسب مشہور نہ ہو اور وہ بچہ بھی اسکی تصدیق کر دے تو اسکا اقرار کرنے والے سے نسب ثابت ہو گا۔

س: اگر مقر بیمار تھا اس نے اقرار کیا کہ یہ بچہ میرا بیٹا ہے نسب ثابت ہو گیا پھر مقر (یعنی اقرار کرنے والا) فوت ہو گیا کیا یہ لڑکا وارثوں میں شریک ہو گا؟

ج: یہ لڑکا وارثوں کے ساتھ وراثت میں شریک ہو گا۔

س: ایک شخص نے اقرار کیا کہ فلاں میرا باپ ہے فلانی میری ماں ہے اور فلانی میری بیوی ہے اور فلاں میرا بیٹا ہے اور فلاں میرا مولیٰ ہے اسکا کیا حکم ہے؟

ج: یہ سب اقرار صحیح ہیں۔

س: اس عورت نے اقرار کیا والدین کا، خاوند کا اور مولیٰ کا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اس سب میں اسکا اقرار صحیح ہے۔

س: عورت نے اقرار کیا والدین کا خاوند کا اور مولیٰ کا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اس سب میں اسکا اقرار صحیح ہے۔

س: اگر عورت نے کسی بچہ پر بیٹا ہونے کا اقرار کیا تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر اس کا خاوند تصدیق نہ کرے تو اسکا اقرار قبول نہ ہوگا اگر خاوند تصدیق کر دے یا دائی ولادت کی گواہی دے دے تو اس کا نسب خاوند سے ثابت ہو جائیگا۔

س: اگر والدین اور بیٹے کے علاوہ نسب کا اقرار کیا جیسے کہے یہ میرا بھائی ہے یہ میرا چچا ہے کیا اسکا اقرار قابل قبول ہوگا؟

ج: بحیثیت نسب کے اسکا اقرار قبول نہ ہوگا (کیونکہ اس میں غیر پر نسب کا حمل ہوتا ہے) پس بحیثیت میراث دیکھیں گے اگر مقر کے قریب یا دور کے وارث ہوں تو میراث میں مقدم ہوں گے مقرلہ سے (کیونکہ ان کا نسب ثابت نہیں ہوا اس سے تاکہ وارث معروف اس سے جھگڑا نہ کریں) اگر مقر کا کوئی وارث نہ ہو تو مقرلہ وراثت کا مستحق ہوگا۔

س: ایک شخص کا باپ فوت ہو گیا۔ اس نے اقرار کیا کہ فلاں میرا بھائی ہے۔ کیا نسب ثابت ہوگا۔

ج: نسب ثابت ہوگا۔ لیکن مقرلہ مقر کی میراث میں شریک ہو گیا۔

کتاب الاجارہ / کرایہ داری کے احکام

س: اجارہ کیا ہے؟

ج: اجارہ کہتے ہیں کسی چیز کے عوض منافع پر عقد ہے (ہماری زبان میں کہتے ہیں کرایہ پر لینا یا ٹھیکہ)

س: کیا اسکے صحیح ہونے کی کچھ شرائط ہیں؟

ج: شرط یہ ہے منافع اور اجرت معلوم ہو۔

س: کسی چیز کے عوض کرایہ پر لے سکتا ہے؟

ج: عوض معلوم کے بدلہ کرایہ پر لے سکتا ہے جو چیز بیع میں ثمن بن سکتی ہے وہی اجارہ میں اجرت بن سکتی ہے۔

س: عوض کی مقدار عدد سے یا وزن سے پہچان ہو سکتی ہے لیکن منافع کیسے معلوم ہوگا؟

ج: منافع مدت سے معلوم ہوگا۔ جیسے کسی نے گھر ایک مہینہ یا ایک سال کے لئے کرایہ پر لیا یا زمین زراعت کیلئے سال یا دو سال کرایہ پر لی مدت معلوم کا عقد صحیح ہوگا۔ خواہ کتنی مدت مقرر ہو اور کبھی کام سے اور نام سے بھی منافع معلوم ہو جاتے ہے جیسے مزدوری پر مزدور نے لیا کپڑا رنگنے کیلئے یا کپڑا سلوانے کیلئے یا جانور کرایہ پر لیا معین بوجھ اور معین جگہ تک لیجانے کیلئے یا کپڑا سلوانے کیلئے یا سوار ہونے کیلئے مسافت معلوم تک اور کبھی منافع حرف تعین سے کبھی صرف اشارہ سے معلوم ہو جاتا ہے جیسے اجرت پر مزدور لیا کہ اس غلہ کو فلاں جگہ تک پہنچانا ہے۔

مکان اور دوکان اور زمین کے اجارہ کے مسائل

س: مکان اور دوکان کے کرایہ کا کیا حکم ہے؟

ج: مکان کو رہائش کیلئے اور دوکان کو تجارت اور صناعت کیلئے اجرت پر دینا جائز ہے۔

س: کیا کرائے پر لینے والا جو چاہے اسمیں کرے یہ جائز ہے؟

ج: اس کے لئے جائز ہے جو چاہے کرے مگر لوہار کا کام اور دھوبی کا کام اور پسائی نہ کرے مالک کی اجازت کے بغیر۔

س: کیا زمین اور زراعت کرایہ پر لینا جائز ہے؟

ج: زراعت کیلئے زمین کرایہ پر لینا جائز ہے لیکن عقد صحیح نہیں ہوگا۔ مگر یہ کہ بتایا جائے اسمیں کیا کاشت کرے گا یا شرط لگالے جو چاہے کاشت کرے۔ عقد زمین میں اس زمین کا پانی اور راستہ بھی داخل ہوگا۔ جبکہ اسکی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

س: اگر چٹیل میدان ٹھیکہ پر لیا تا کہ اس میں تعمیر کرے یا باغ لگائے اس کا کیا حکم ہے؟

ج: ان امور کیلئے کرایہ پر لینا جائز ہے۔

س: زمین میں باغ لگائے یا تعمیر کیلئے ٹھیکہ پر لی تھی اب مدت ٹھیکہ پوری ہوگئی تو وہ زمین مالک کو کس طرح سپرد کرے؟

ج: اسپر لازم ہے کہ درخت کٹوائے تعمیر گرائے فارغ زمین اسکے حوالے کرے مگر یہ کہ زمین اس باغ یا تعمیر کی قیمت دینے پر رضامند ہو جائے یا اسپر راضی ہو جائے کہ ان کو اسی حال میں رہنے دو یہ چیزیں تمہاری ہیں۔ اور زمین میری۔

س: زمین ٹھیکہ پر لی اس شرط پر کہ اس میں زید کو یا عمر کو ٹھہرائیگا۔ اب کیا اسکے علاوہ کسی غیر کو ٹھہرا سکتا ہے؟

ج: کسی غیر کو ٹھہرا سکتا ہے کیوں کہ زمین استعمال کرنے والے کے بدلنے سے نہیں بدلتی۔

س: اس دوکان کے مالک کیلئے کیا حکم ہے جس نے کہا اگر اسمیں عطر والے ٹھہرائے تو

ماہانہ ایک درھم اگر لوھار کو ٹھہرائے تو دو درھم ہونگے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس طرح کرایہ پر لینا اور دینا جائز ہے۔ جس قسم کا آدمی ٹھہرائے گا اس قسم کا کرایہ لازم ہو گا۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں یہ ایجارہ فاسد ہے۔

س: اگر کرایہ پر مکان لیا کہ ہر مہینے ایک درھم دیں گے تو اس عقد کا کیا حکم ہے؟

ج: ایسا عقد صرف ایک مہینہ میں صحیح ہو گا باقی تمام مہینوں میں فاسد ہو گا۔ مگر یہ کہ تمام مہینوں کا نام لے (مثلاً یہ کہے آٹھ مہینے یا دس سال تک وغیرہ) اگر آئندہ مہینے میں چند گھنٹے ٹھہر گیا تو صاحب مکان اسکو نکال نہیں سکتا یہاں تک کہ مہینہ پورا ہو اس طرح ہر مہینے کا حکم ہے جس میں پہلے دن یا کچھ وقت ٹھہر گیا۔

س: ایک سال کیلئے مکان دس درھم پر لیا لیکن ہر مہینے کی قسط مقرر نہیں کی اسکا کیا حکم ہے؟

ج: یہ جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

س: کرایہ والے نے مکان پر قبضہ کر لیا لیکن رہائش نہیں کی اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اسپر کرایہ ہو گا اگرچہ اسمیں نہ رہا ہو کیونکہ وہ اس سے نفع حاصل کرنے کا مالک تھا۔

س: کرایہ پر مکان لیا پھر اس سے کسی نے جبراً چھین لیا اس صورت میں کرایہ کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر رہائش سے پہلے ہی چھین لیا تو کرایہ ساقط ہو جائیگا لیکن اگر رہائش کے دوران چھینا تو جتنا رہا ہے اتنا کرایہ دے گا باقی ساقط ہو گا۔

س: کرایہ پر مکان لیا مگر اس میں ایسا عیب تھا جس سے رہنے والے کو نقصان ہوتا ہو تو کیا کرے؟

ج: واپس کرنے کا حق ہے اس عقد کو فسخ کر دے۔

س: اگر مکان خراب ہو گیا یا زمین کا پانی بند ہو گیا یا پن چکی کا پانی ختم ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

ج: یہ ایجارہ خود بخود فاسد ہو جائے گا۔

س: کرایہ کی مشترک چیز کا کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مشترک اجارہ جائز نہیں لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ مالک کی اجازت سے جائز ہے۔

کپڑوں کا کرایہ

س: اگر کپڑے پہننے کیلئے کرایہ پر لئے مطلقاً کیا اپنے غیر کو پہنا سکتا ہے؟

ج: اس صورت میں غیر کو پہنا سکتا ہے اگر کہا تھا کہ فلاں پہنے گا پھر اسکے غیر کو پہنائے تو کپڑا ضائع ہونے کی صورت میں ضامن ہو گا۔ (یعنی اسکا عوض دینا ہو گا)

دودھ پلانے والی کی اجرت

س: کیا دودھ پلانے والی کو اجرت پر لیا تا کہ وہ اولاد کو دودھ پلائے جائز ہے؟

ج: اجرت جب معلوم ہو تو جائز ہے۔ جیسا کہ جائز ہے اسکے کھانے اور کپڑے کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس عورت پر بچے کی غذاء کی اصلاح کرنا لازم ہے[1] (جس سے بچہ صحت مند ہو)

س: دودھ پلانے والی کو اجرت پر لیا اسکا خاوند اس سے صحبت کرنا چاہتا ہے لیکن اجرت پر لینے والا وطی سے منع کرنا چاہتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اسکو صحبت سے منع نہیں کر سکتا ہے لیکن اگر وہ حاملہ ہو جائے اسکا دودھ بچہ کیلئے مضر ہو تو اجارہ کو فسخ کر سکتے ہیں؟

س: دودھ پلانے والی نے کہا میں اپنا دودھ پلاؤں گی پھر اس نے رضاعت کی مدت میں بکری کا دودھ پلایا کیا وہ مزدوری کی مستحق ہو گی؟

(۱) عرف عام میں یہ چیزیں دایہ کی خدمت میں شامل ہوا کرتی ہیں۔

ج: وہ اجرت کی مستحق نہیں ہو گی کیونکہ اس نے جو واجب تھا ادا نہیں کیا۔

جانوروں کی اجرت کا بیان

س: جانوروں کو سواری یا بوجھ لادنے کی اجرت پر لینا کیسا ہے؟

ج: جائز ہے۔

س: زاد سفر اٹھانے کے لئے اونٹ کرایہ پر لیا۔ اور وہ اس سے کھاتا رہا یہاں تک کہ وہ کم ہو گیا کیا وہ زاد سفر کچھ زیادہ کر کے اسپر لاد سکتا ہے؟

ج: جتنا اس نے کھایا ہے اس کے عوض اتنا ہی زاد سفر لاد سکتا ہے۔

س: سوار ہونے کیلئے جانور کرایہ پر لیا پھر کسی اور کو سوار کروایا کیا یہ جائز ہے؟

ج: اگر سوار کو مطلق رکھا تھا تو اسکو اجازت ہے جسکو چاہے سوار کروائے اگر عقد کے وقت یہ کہا تھا کہ فلاں سوار ہو گا۔ پھر اس کے غیر کو سوار کر دیا اور جانور ہلاک ہو گیا تو ضمانت دینی ہو گی جو چیز استعمال کرنے والے کے بدلنے سے تبدیل ہو جاتی ہے اسکا یہی حکم ہے۔

س: جانور بوجھ اٹھانے کیلئے کرایہ پر لیا سامان نوع اور مقدار بیان کر دی مثلاً یوں کہا پانچ قفیز گندم لادونگا کیا اتنے وزن کی کوئی دوسری چیز لاد سکتا ہے؟

ج: اس لئے جائز ہے کہ ہر وہ چیز لاد سکتا ہے جو تکلیف دینے میں گندم کی طرح ہو یا اس سے کم جیسے جوء، تل ایسی چیز جو اس سے زیادہ تکلیف دہ ہو وہ جائز نہیں جیسے نمک اور لوہا سیسہ جیسا کہ کپاس لادنے کیلئے جانور لیا تو اسپر اتنا ہی وزن کا لوہا لادنا جائز نہیں۔

س: اگر جانور لیا کہ اس پر اتنی گندم لادونگا پھر اس نے زیادہ لاد دی جانور ہلاک ہو گیا تو اسپر کیا لازم ہو گا؟

ج: بقدر زائد جرمانہ دینا ہو گا۔ اگر وہ جانور زائد وزن کی طاقت رکھتا تھا اور اگر زائد وزن

کی طاقت نہ تھی جو اسپر لادا گیا تو کل قیمت کی ضمان دینی ہوگی۔

س: اگر سواری کیلئے جانور کرایہ پر لیا اور اپنے ساتھ ایک اور آدمی بٹھالیا اور سواری ہلاک ہوگئی تو اسپر کیا لازم ہے؟

ج: وہ نصف قیمت کا ضامن ہوگا، اگر سواری ان دونوں کو اٹھانیکی طاقت رکھتی تھی تو وزن کا اعتبار نہ کیا جائیگا۔ (یعنی نصف قیمت اجرت کیساتھ) اگر سواری ان دونوں کو اٹھانیکی طاقت نہیں رکھتی تھی تو کل قیمت کا ضامن ہوگا)

س: اگر سواری کو لگام سے کھینچا یا اسکو مارا اور وہ ہلاک ہوگئی تو اسپر کیا لازم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کل قیمت کا ضامن ہوگا صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اس کے ذمے ضمان نہیں ہے بشرطیکہ اسکا کھینچنا اور مارنا دستور کے موافق ہو۔

س: ایک شخص نے اونٹ کرایہ پر لیا کہ اسپر ایک کجاوہ اور دو سوار مکہ تک سوار ہونگے تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: یہ جائز ہے۔ اجرت پر لینے والے کو چاہئے کہ درمیانہ کجاوہ رکھے۔ اگر کجاوہ کو مالک اونٹ دیکھ لے تو یہ افضل ہوگا۔

حمام وغیرہ کی اجرت کا بیان

س: ذکر کو مادہ پر کدوانے کی اجرت کا کیا حکم ہے؟

ج: اس اجرت کا لینا جائز نہیں ہے۔

س: کیا حمام اور حجام کی اجرت جائز ہے؟ (حجام سے مراد سینگی لگانے والا)

ج: یہ اجرت جائز ہے۔

نیکی اور برائی پر اجرت دینے کا بیان

س: گانے والی اور نوحہ کرنیوالیوں کی اجرت کا کیا حکم ہے؟

ج: انکی اجرت جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی اور گناہ کے کام پر اجرت دی جائیگی۔

س: اذان، اقامت اور تعلیم قرآن اور حج پر اجرت لینے کا کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کسی ایک پر بھی اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

(صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ ہر وہ نیکی جو خاص ہے مسلمان کیساتھ اسپر اجرت لینا ہمارے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور آخر میں فرمایا ہمارے بعض مشائخ نے اس زمانے میں تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو جائز قرار دیتا ہے اسلئے کہ امور دینیہ میں بے توجہی ہو رہی ہے۔ پس اجرت کو ناجائز قرار دینے میں حفظ قرآن کے ضائع ہونیکا اندیشہ ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اسی طرح صاحب کنز نے ذکر کیا ہے۔ علامہ ذیلعیؒ فرماتے ہیں کہ متاخرین مشائخ بلخ کا یہی مذہب ہے)

اجیر پر ضمان کا بیان

س: کیا فقہاء کرام نے بحیثیت عمل کے حصول اجرت میں مزدوروں کی تقسیم کی ہے؟

ج: مزدور دو قسم پر ہیں۔ (۱) اجیر مشترک (۲) اجیر خاص۔

س: اجیر مشترک کون ہیں؟

ج: اجیر مشترک وہ ہے جو ہر عمل جو اس کے سپرد کیا جائے کسی ایک کو متعین نہیں کرتا جیسے رنگریز، اور دھوبی مال ان کے پاس امانت ہوگا۔ اگر بغیر زیادتی کے ہلاک ہوگیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ضمان نہیں لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں ضمان ہوگی۔

س: اگر ان کے عمل سے وہ چیز ہلاک ہو جائے جیسے کپڑا پھٹ گیا دھوبی کے کوٹنے سے اور کوئی چیز ہلاک ہوگئی مزدور کے پھسلنے سے اور اس رسی کے ٹوٹ جانے سے جس سے سامان باندھا ہوا ہے اور کشتی کے کھینچنے کی وجہ سے غرق ہونے سے ان

کا کیا ہو گا؟

ج: یہ سب افعال قابل ضمانت ہیں مگر انسان اگر کشتی میں تھے ڈوب گئے یا جانور سے گر کر مر گیا تو ضمان نہیں ہو گی اس طرح پچھنے لگا کر خون نکالنے والا اور زخم کھولنے والا ضامن نہیں ہونگے اگر انہوں نے مناسب جگہ سے تجاوز نہیں کیا اگر تجاوز کیا تو ضامن ہوں گے۔

س: اجیر خاص کون ہیں؟

ج: وہ جسکو کسی نے اپنے پاس کام کرنے کے لئے رکھا مدت معلوم تک جیسے ایک ماہ خدمت کیلئے مزدور یا بکریاں چرانے کے لئے چرواہا رکھا۔

س: اس عمل سے اگر کوئی ہلاک ہو جائے تو اسکی ضمان کا کیا حکم ہے؟

ج: جو اس کے پاس ہلاک ہو گیا اسکی کوئی ضمان نہیں اگرچہ اس کے عمل سے ہلاک ہوئی ہو۔ مگر یہ کہ اس کی زیادتی سے ہلاک ہوئی تو ضمان ہو گی۔

کرایہ کے غلام کے ساتھ سفر کے احکام

س: خدمت کیلئے غلام کرایہ پر لیا کیا اسکو سفر میں ساتھ لے جا سکتا ہے؟

ج: یہ جائز نہیں کیونکہ سفر میں خدمت مشکل ہوتی ہے مگر یہ کہ بوقت عقد یہ شرط کر لی ہو۔

اجرت دینے کا بیان

س: اجرت کب دی جائیگی؟

ج: اجیر مشترک کام سے فارغ ہونے کے بعد اجرت کا مستحق ہو گا اور اجیر خاص جب اجارہ کی مدت میں اپنے آپ کو سپرد کر دے اگرچہ اس سے کام نہ کروایا جائے اجرت کا مستحق ہو جائے گا۔

س: ہم چاہتے ہیں کہ مستحقین اجرت کی تفصیل معلوم ہو جائے کیونکہ بہت اور ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں؟

ج: صرف نفس عقد سے اجرت واجب نہیں ہوتی بلکہ تین میں سے ایک شرط کے پائے جانے پر (۱) نقد کی شرط لگائی ہو (۲) بلا شرط نقد دے دی جائے (اگر اجرت پر لینے والا اجرت پہلے ہی مزدور کے سپرد کرے تو وہ اسکا مالک بن جائے گا (۳) یا وہ چیز جس پر عقد ہوا تھا اسکے حاصل کر دینے سے باقی تفصیل اسی میں ہے)

(۱) کرایہ پر مکان لیا مالک مکان روزانہ کا کرایہ طلب کر سکتا ہے مگر یہ کہ بوقت عقد اجرت دینے کا وقت مقرر ہو گیا ہو۔ (۲) جانور کرایہ پر لیا سواری والا ہر منزل پر اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ (۳) تنوری اپنے گھر میں روٹی پکانے کیلئے کرائے پر لیا کہ ہر قفیز پر ایک درھم ہو گا جب تک وہ تنور سے روٹی نہ نکالے اجرت کا مستحق نہ ہو گا۔ (۴) ایک شخص کو اینٹ بنانے کے لئے مزدوری لیا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب اس نے اینٹیں بنا دیں تو اجرت کا مستحق ہو جائے گا۔ لیکن صاحبینؒ کے نزدیک جب تک اینٹیں خشک ہونے کے بعد چکا (یعنی جمع کرنا) نہ لگائے اس وقت تک اجرت کا مستحق نہ ہو گا۔

س: باورچی کو شادی کا کھانا پکانے کے لئے کرایہ پر لیا اس نے کھانا پکا دیا تو کب اجرت کا مستحق ہو گا؟

ج: وہ اسوقت اجرت کا مستحق ہو گا جب کھانے والوں کیلئے برتنوں میں (سالن وغیرہ) ڈال دے کیونکہ عرفاً یہ بھی اسکا کام ہے۔

(فائدہ) ہر وہ کاریگر جس کے عمل کا اثر چیز میں ظاہر ہوا ہے وہ کام سے فارغ ہونے کے بعد اس چیز کو اجرت ملنے تک روک سکتا ہے جیسے دھوبی، رنگریز اور جسکے عمل کا اثر چیز میں ظاہر نہ ہو وہ بوجہ اجرت نہیں روک سکتا جیسے بوجھ اٹھانے والا، کشتی چلانے والا۔

مستاجر اور اجیر کے اختلاف کا بیان

س: اگر کاریگر پر شرط لگائی کہ تو یہ کام خود کرے گا تو کیا کاریگر کسی دوسرے سے وہ کام کرواسکتا ہے؟۔

ج: اسکوایسا نہیں کرنا چاہئے۔

س: اگر کام کو مطلق چھوڑ دیا یا یہ شرط نہیں لگائی کہ تو نے خود کرنا ہے تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں کاریگر دوسرے سے کام کرواسکتا ہے۔

س: اگر درزی کو کہا کہ تو فارسی لباس سلائی کرے گا تو ایک درھم ملے گا۔ اگر روسی سلائی کرے گا تو دو درھم ہونگے کیا حکم ہے؟

ج: یہ جائز ہے جو عمل کرے گا اجرت پائے گا۔

س: اگر یہ کہا کہ تو آج سلائی کردے تو ایک درھم ہو گا اگر کل سلائی کرے گا تو نصف درھم ملے گا تو کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں اگر آج سلائی کیا تو درھم دیا جائیگا اگر کل سلائی کی تو اجرت مثلی (یعنی جس کا بازار میں رواج ہے دوسرے دن سلائی کرنے پر) دیں گے لیکن اجرت مثل نصف درھم سے تجاوز نہیں کریگی، لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں یہ دونوں شرطیں جائز ہیں حسب شرط اجرت کا مستحق ہو گا۔

س: درزی کو یا رنگریز کو کپڑا دیا، درزی نے کپڑا سلائی کر دیا اور رنگریز نے رنگ دیا۔ اب اختلاف ہو گیا کپڑے والا کہتا ہے کہ قباء سلائی کرنے کو کہا تھا تو نے قمیض سلائی کردی، درزی کہتا ہے میں نے ویسی سلائی کی جیسا تو نے کہا تھا۔ کپڑے والا کہتا ہے، میں نے سرخ رنگنے کو کہا تھا تو نے زرد رنگ دیا تو کس کی بات تسلیم کی جائے؟

ج: کپڑے والے کی بات قسم کے ساتھ تسلیم کی جائیگی اگر وہ قسم اٹھالے تو درزی اور رنگریز ضمان دیں گے۔ جو انہوں نے مخالفت کی۔ اور کپڑے والے کو اختیار ہے اگر چاہے تو اس کا عوض لے لے۔ اس کے لئے اجرت نہ ہو گی۔ اگر چاہے تو کپڑا لے کر اجرت مثل دے دے جو مقررہ شدہ اجرت سے نہ بڑھے گی۔

س: اگر کپڑے والے نے کہا تو نے بغیر اجرت کے کام کیا ہے اور کاریگر کہتا ہے اجرت سے کیا ہے تو کیسے فیصلہ کیا جائے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے کہ کپڑے والے کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہو گا۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں اگر کپڑے والے کی عادت اسکے ساتھ اجرت کا معاملہ کرنے کی تھی تو اس کے لئے اجرت ہو گی ورنہ نہیں امام محمدؒ فرماتے ہیں۔ اگر وہ کاریگر اس کام میں اجرت پر کام کرنے میں مشہور ہے تو اسی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہو گا۔

فسخ اجارہ کا بیان

س: اگر متعاقدین میں سے کوئی ایک مر گیا تو کیا عقد اجارہ باقی رہے گا؟

ج: غور کریں گے۔ اگر اسکا عقد اپنے لئے تھا تو اسکی موت سے فسخ ہو جائیگا اگر اسکا عقد کسی اور کیلئے تھا جیسے وکیل کا موکل کیلئے اور ولی کا بچہ کیلئے یا والد کا بیٹے کیلئے تو فسخ نہیں ہو گا۔

س: کیا عذروں کی وجہ سے اجارہ فسخ کر سکتے ہیں؟

ج: اجارہ فسخ ہو سکتا ہے جیسے دوکان تجارت کیلئے کرایہ پر لی پھر اسکا مال ضائع ہو گیا اور جیسے کسی نے مکان یا دوکان کرایہ پر دی پھر مفلس ہو گیا اسپر قرض لازم ہوں گے۔ وہ قرض اداء نہیں کر سکتا مگر اس مکان اور مکان کی قیمت سے تو قاضی عقد اجارہ کو فسخ کر کے انکو بوجہ قرض بیچ دے۔

س: سواری کرایہ پر لی سفر کیلئے پھر معلوم ہوا کہ وہ سفر نہیں کریگا کیا یہ عذر معتبر ہو گا

فسخ اجارہ کے لئے؟

ج: اس عذر کا اعتبار ہو گا فسخ اجارہ میں۔

س: ایک شخص مسافروں کو کرایہ پر سواری دیتا تھا اب اس نے کسی سے عقد کر لیا کہ تجھے فلاں جگہ پہنچاؤں گا پھر اس کا سفر کرنے سے عذر آگیا کیا وہ اجارہ فسخ کر سکتا ہے؟

ج: یہ عذر معتبر نہیں اسکے ذمہ ہے کہ دوسرا سواری والا تلاش کر کے دے یا خود جائے۔

فساد اجارہ کا بیان

س: کیا اجارہ شرطوں سے فاسد ہو جاتا ہے؟

ج: ان شرطوں سے فاسد ہو جاتا ہے جو عقد کے مقتضی نہ ہو جیسے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

س: اگر اجارہ فاسد ہو گیا لیکن اجیر اپنا عمل کر چکا تھا تو مستاجر پر کیا لازم ہو گا؟

ج: اس پر اجرت مثلی لازم ہو گی جو مقرر شدہ سے زیادہ نہ ہو گی۔

خیار اجارہ کا بیان

س: کیا اجارہ میں خیار کی شرط لگانا صحیح ہے؟

ج: اجارہ میں خیار شرط درست ہے جیسے کہ بیع میں درست ہوتی ہے۔

کتاب الشفعۃ / شفعہ کا بیان

س: شفعہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں؟

ج: شفعہ ماخوذ شفع سے جس کا معنی ہے ملانا (اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کسی مکان یا زمین کو اپنی ملکیت بنانا پڑوسی کی تکلیف سے بچنے کیلئے مثلاً ایک آدمی نے اپنا گھر یا زمین فروخت کی اسکے حصہ دار یا اسکے پڑوسی کو اس بیع کی خبر پہنچی تو وہ اس بیع پر اعتراض کر سکتا ہے اور اسی قیمت پر لے گا۔ جس پر اسکے غیر سے خریدی ہے۔ اب اس کے حق میں شفعہ ثابت ہو گا اسکو شفعہ کرنے والا کہیں گے۔

س: وجوب شفع کی کیا تفصیل ہے؟

ج: یہ نفس مبیع میں خلیط کی وجہ سے واجب ہوتا ہے۔ خلیط کا معنی ہے شریک پھر حق مبیع کے شریک کیلئے جیسے کوئی اسکے پانی یا راستہ میں شریک ہے۔ پھر پڑوسی کے لئے پانی شریک اور راستہ شریک اور پڑوسی کو شفعہ کا حق نہیں ہے۔ جب کہ نفس مبیع کا شریک موجود ہو اگر وہ شفعہ نہ کرنا چاہئے۔ تو پھر حق ہے پانی شریک کا یا راستہ شریک کا، اگر وہ بھی شفعہ چھوڑ دے تو اب پڑوسی کو شفعہ کا حق ہو گا۔

س: شفعہ کب ثابت ہو گا، اور وہ کب پکا ہو گا؟ اور کب وہ اسکا مالک ہو گا؟

ج: عقد بیع سے شفعہ ثابت ہو جاتا ہے اور گواہ بنا لینے سے پکا ہو جاتا ہے۔ اور جب مشتری اسکے حوالہ کر دے یا قاضی فیصلہ کر دے تو وہ اس کا مالک بن جاتا ہے۔

س: گواہ بنانے کی کیا صورت ہے؟

ج: شفیع کو بیع کا علم ہو جائے تو جس مجلس میں بیٹھا ہو اس مجلس میں سے دو آدمیوں کو

گواہ بنالے کہ میں شفعہ کرونگا[1]۔ پھر مجلس سے اٹھ کر بائع پر گواہ قائم کرے اگر مبیع اسکے پاس ہو یا مشتری پر اگر مبیع اسکے قبضہ میں ہو یا زمین کے پاس جاکر گواہ قائم کرے جب اس نے یہ کام کرلئے تو شفعہ پکا ہوگا[2]۔

س: جب شفیع نے یہ مذکورہ کام کرلئے پھر قاضی کے پاس کئے دن حاضر نہ ہوا۔ اور نہ مطالبہ کیا۔ کیا اس تاخیر کی وجہ سے اس کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا؟

ج: طلب مواثبہ اور طلب تقریر کرنے کے بعد تاخیر کی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حق شفعہ ساقط نہیں ہوگا۔ (یہ روایت ابو یوسفؒ سے مروی ہے اور انہی سے ایک روایت ہے جب قاضی کی کسی مجلس میں جھگڑا چھوڑ دیا تو شفعہ باطل ہو جائے گا جیسا ہدایہ میں ہے) لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر گواہ بنانے کے بعد بلاوجہ ایک مہینہ تک تاخیر کی تو شفعہ باطل ہو جائے گا (مستصفی میں ہے کہ فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے۔ لیکن ہدایہ میں ہے کہ شیخینؒ کے قول پر ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے کیونکہ جب حق ثابت ہو گیا اور پکا ہو گیا تو ساقط نہ ہوگا۔ مگر بالصریح ساقط کرنے سے جیسا کہ تمام معاملات میں ہوتا ہے)

س: حمام اور چکی میں شفعہ کا کیا حکم ہے؟

ج: دراصل زمین میں ہوتا ہے اگرچہ وہ تقسیم نہ ہو سکتی ہو اس عموم میں حمام اور چکی اور کنواں اور چھوٹے گھر بھی داخل ہونگے۔

س: تعمیر اور کھجور کے درخت (یعنی باغ) میں شفعہ کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر تعمیر یا باغ زمین کے بغیر فروخت کیا ہے تو شفعہ نہیں ہو سکتا۔

س: کیا سامان اور کشتیوں میں شفعہ ہوگا؟

ج: ان میں شفعہ نہیں ہوتا۔

---

(۱) اس گواہی کو طلب مواثبة کا نام دیتے ہیں۔

(۲) اس کا نام طلب تقریر ہے۔

س: کیا مسئلہ شفعہ میں ذمی کافر اور مسلمان کا کوئی فرق ہے؟

ج: شفعہ کے مستحق ہونے میں دونوں برابر ہیں۔

س: کیا ھبہ کی زمین میں بھی شفعہ ہو سکتا ہے؟

ج: دراصل شفعہ اس زمین میں واجب ہوتا ہے جس کا وہ کسی عوض کی وجہ سے مالک ہوا ہو۔ خواہ خریدنے سے ثابت یا ھبہ عوض کی شرط پر ہو پس اگر ھبہ عوض کے بغیر ہے تو اس میں شفعہ نہیں ہو سکتا اس قاعدہ پر باقی چیزوں کا فیصلہ کریں گے جیسے مکان دیکر نکاح کیا یا مکان دیکر عورت نے خلع کیا۔ یا مکان کرایہ پر لیا یا دم عمد کی اس مکان پر صلح کی یا اسکے بدلہ میں غلام آزاد کیا۔ یا انکار یا سکوت کی وجہ سے اسپر صلح کی ان تمام صورتوں میں شفعہ نہ ہوگا۔ لیکن اگر اقرار کے بعد اس کے بدلہ میں صلح کی تو شفعہ کا حق ہوگا کیونکہ یہ شفعہ تو بیع کی طرح ہے۔

س: طلب مواثبہ اور طلب تقریر کے بعد شفیع حق شفعہ کیسے حاصل کریگا؟

ج: شفیع قاضی کے پاس جاکر کہے کہ فلانے مکان یا زمین خریدی ہے میں اسمیں شفعہ چاہتا ہوں تو قاضی مشتری سے پوچھے اس مکان یا زمین کے بارے میں اگر مشتری (یعنی خریدنے والا) ملکیت کا اقرار کرے جس میں وہ شفعہ کا طالب تھا تو قاضی اسپر فیصلہ کرے یعنی مشتری کو حکم دے کہ وہ مکان یا زمین شفیع کے حوالے کرکے ثمن لے لے اگر مشتری اسکے حق شفعہ کا انکار کرے تو قاضی صاحب شفیع کو گواہ لانے کو کہے اگر وہ گواہ نہ لا سکے تو مشتری سے قسم اٹھوائے اس طرح کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ اس کا مالک ہے۔ جس میں وہ شفعہ کا ذکر کرتا ہے اگر وہ قسم اٹھانے سے انکار کرے یا شفیع گواہ قائم کردے تو قاضی پوچھے کیا تو نے خریدی ہے یا نہیں اگر وہ خریدنے کا انکار کردے تو قاضی شفیع سے کہے گواہ قائم کرے اگر وہ گواہ قائم کرنے سے عاجز ہو جائے مشتری سے قسم اٹھوائی جائے۔ وہ قسم اٹھائے، اللہ کی قسم میں نے نہیں خریدی یا کہے اللہ کی قسم شفیع اس مکان میں

اس وجہ سے جو اس نے ذکر کیا ہے شفعہ کا مستحق نہیں۔

س: کیا شفیع پر قاضی کی مجلس میں ثمن حاضر کرنا ضروری ہے جب وہ جھگڑے کیلئے آئے؟

ج: قاضی کے فیصلہ سے پہلے ثمن حاضر کرنا ضروری نہیں جب قاضی شفعہ کا فیصلہ کردے پھر ثمن حاضر کرنا لازم ہے۔

س: شفیع نے شفعہ کی وجہ سے گھر لے لیا پھر اس میں عیب معلوم ہوا یا بن دیکھے لے لیا کیا اب خیار عیب یا خیار رویئت کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے؟

ج: خیار عیب اور خیار رویئت کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے۔

س: کیا شفیع بائع سے بھی جھگڑا کر سکتا ہے؟

ج: اگر مبیع بائع کے قبضہ میں ہے تو شفیع شفعہ میں اس سے جھگڑا کر سکتا ہے۔ لیکن قاضی گواھیاں نہ سنے جب تک کہ مشتری حاضر نہ ہو جب مشتری حاضر ہو جائے تو قاضی اسکی موجودگی میں بیع فسخ کردے اور بائع پر شفعہ کا فیصلہ کردے[1]۔

س: اگر شفیع نے جب اسکو بیع کی خبر ملی گواہ قائم کرنے چھوڑ دیئے تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر باوجود علم بیع کے گواہ بنانا چھوڑ دیئے حالانکہ وہ اس پر قادر تھا تو شفعہ باطل ہو جائیگا اس طرح اگر صرف مجلس میں گواہ بنائے لیکن بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس گواہ نہیں بنائے تو بھی شفعہ باطل ہوگا۔

س: شفعہ نہ کرے پر صلح کرنے سے کچھ عوض لیا اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں شفعہ باطل ہے اور عوض واپس کریگا۔

س: اگر شفیع فوت ہو گیا کیا شفعہ باطل ہو جائیگا؟

ج: اگر شفیع یا مشتری فوت ہو گیا تو شفعہ باطل ہو جائیگا اگر مشتری مر گیا تو شفعہ باطل نہ ہوگا۔

---

(۱) اور ثمن کی ضمانت استحقاق کی صورت میں بائع پر لازم کردے۔

س: شفیع نے وہ چیز بیچی جس میں شفعہ کر رہا تھا اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اگر شفیع نے قاضی کے فیصلہ سے پہلے اسکی ملکیت فروخت کردی جس میں شفعہ کر رہا تھا تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔

س: ایک شخص نے ایسے آدمی کو اپنا مکان فروخت کرنے کیلیئے وکیل بنایا جس کا شفعہ میں حق تھا اس نے مکان بیچ دیا کیا وہ شفعہ کر سکتا ہے؟

ج: اس کا حق شفعہ ضائع ہو گیا **لا شفعه له**.

س: مشتری نے ایک شخص کو مکان خریدنے کیلیئے وکیل بنایا جس کا اس میں حق شفعہ تھا اس نے خرید لیا کیا وہ شفعہ کر سکتا ہے۔ جس میں اسکو حق شفعہ بھی تھا؟

ج: شفعہ کر سکتا ہے غیر کیلیئے خریدنے سے حق شفعہ باطل نہیں ہوتا۔

س: ایک شخص نقصان کے خوف سے مکان نہیں بیچتا تو اس نے نقصان سے بچنے کیلیئے ایک شخص کو ضامن کر لیا کہ وہ (اسکو نقصان سے) بچائے، جب بیع مکمل ہو گئی تو اس آدمی نے شفعہ کر دیا کیونکہ وہ شفیع تھا کیا اس کے حق میں شفعہ کا فیصلہ ہو سکتا ہے؟

ج: اس کے لئے شفعہ کا کوئی حق نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے تو بیع مکمل ہوئی ہے۔

س: بائع نے خیار (شرط پر مکان) فروخت کیا کیا شفیع جھگڑا کر سکتا ہے؟

ج: اس صورت میں شفیع کیلیئے شفعہ کا حق نہیں کیونکہ بائع کا خیار مبیع کو اسکی ملک سے نکلنے کو روکتا ہے۔

س: جب خیار شرط ختم ہو گیا تو شفیع شفعہ طلب کر سکتا ہے؟

ج: شفیع کا مطالبہ صحیح ہے کیونکہ اس صورت میں مبیع بائع کی ملکیت سے نکل گئی۔

س: بیع فاسد پر مکان خریدا اس میں شفعہ کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر شراء فاسد سے خریدا تو خریدی ہوئی چیز میں شفعہ نہیں بلکہ اس صورت میں متعاقدین پر فسخ لازم ہے جب فسخ ساقط ہو گیا۔ تو شفعہ واجب ہو گا۔

س: ذمی نے مکان خریدا شراب یا خنزیر کے بدلہ میں اسکا شفیع مسلمان یا ذمی ہے وہ اپنا حق کیسے لے سکتے ہیں؟

ج: ذمی شراب کے بدلہ میں شراب دیکر خریدے اور خنزیر کی قیمت دیکر خریدے اور مسلمانوں اور شراب یا خنزیر کی قیمت دیکر خریدے۔

س: جب شفیع اور مشتری ثمن مبیع میں اختلاف کریں کہ کس کی بات قابل قبول ہوگی؟

ج: مشتری کا قول قسم کے ساتھ تسلیم کیا جائیگا۔

س: اگر دونوں گواہ قائم کردیں تو قاضی کس طرح فیصلہ کرے؟

ج: طرفینؒ فرماتے ہیں قاضی شفیع کے گواہوں پر فیصلہ کرے لیکن امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ وہ مشتری کے گواہوں پر فیصلہ کرے۔

س: مشتری اور بائع نے ثمن میں اختلاف کردیا مشتری بائع سے زیادہ ثمن کا دعویٰ دار ہے تو شفیع کس سے ثمن لے؟

ج: اس میں دو صورتیں ہیں اگر بائع نے ثمن پر قبضہ کرلیا تو شفیع مشتری کے قول کے موافق مبیع لے لے بائع کے قول کی طرف توجہ نہ کریں اگر بائع نے ثمن پر قبضہ نہیں کیا تو بائع کے قول پر شفیع خریدے (اس صورت میں گویا اس نے) مشتری سے کچھ ثمن کم کردیا۔

س: عقد کے بعد معلوم ہوا کہ بائع نے مشتری سے ثمن کا کچھ حصہ کم کردیا یا مشتری نے ثمن میں کچھ زیادہ کردیا تو شفیع کس ثمن سے لے گا؟

ج: اگر بائع نے مشتری سے کچھ ثمن کم کیا تو شفیع پر بھی اتنا ہی کم ہوگا اگر اس نے کل معاف کردیا تو شفیع سے ساقط نہیں ہوگا اگر مشتری نے بائع کیلئے ثمن میں زیادتی کی تو شفیع پر یہ لازم نہیں ہوگی۔

س: ایک شخص نے مکان ادھار خریدا شفیع نے دعویٰ کیا اس کے لئے فیصلہ ہوگیا کیا

اس کو فوراً ثمن ادا کرنے پر مجبور کیا جائیگا؟

ج: شفیع کو اختیار ہے اگر چاہے تو نقد ثمن دیکر لے لے اگر چاہے تو ادھار کی مدت گزرنے کا انتظار کرے پھر لے لے۔"ولا بحیر علی ثمن حال"

س: مشتری نے مکان مکیلی یا موزونی چیز سے خریدا شفیع اسکو لینا چاہتا ہے تو کیا اداء کرے؟

ج: جو اس نے دیا وہی دے مکیلی یا موزونی۔

س: اگر مکان سامان کے بدلہ میں خریدا تو شفیع کس چیز سے دیگا؟

ج: سامان کی قیمت دیکر خریدے لے۔

س: اگر زمین کو زمین کے بدلے میں خریدا تو شفیع کس چیز سے لے؟

ج: شفیع ہر ایک کو دوسری زمین کی قیمت دے کر لے لے۔

س: ایک مکان بکا اس میں ایک آدمی کو حق شفعہ ہے شفیع کو خبر ملی کہ مکان ایک ہزار کا بک گیا ہے اس نے کہا میں شفعہ نہیں کرتا، پھر معلوم ہوا کہ ہزار سے کم میں بکا یا وہ گندم یا جوء کے بدلا میں بکا جنکی قیمت ہزار یا اس سے زائد ہے کیا اسکو حق شفعہ ہوگا؟

ج: پہلی خبر پر شفعہ کا ترک کرنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس کا حق شفعہ باقی ہے کیونکہ پہلی خبر غلط تھی۔

س: شفیع کو خبر ملی کہ مکان ہزار درھم کا بک گیا اس نے شفعہ چھوڑ دیا پھر معلوم ہوا کہ دنانیر کا بکا ہے جنکی قیمت ہزار درھم ہی ہے کیا یہ بھی دھوکہ ہے؟

ج: یہ دھوکہ نہیں ہے اس لئے اب اس کے لئے حق شفعہ باقی نہیں رہا۔

س: شفیع کو خبر ملی کہ (زید) نے مکان یا زمین خریدی اس نے شفعہ چھوڑ دیا۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ مکان یا زمین (عمرو) نے خریدا ہے کیا اس صورت میں شفعہ ہو جائے گا؟

ج: حق شفعہ ساقط نہیں ہوگا بلکہ اس کو شفعہ کا حق ہے۔

س: مکان خریدنے کے لئے وکیل بنایا اس نے خرید اشفیع نے دعویٰ کردیا تو (عدالت) میں کیس کون لڑے گا؟

ج: مدمقابل وکیل ہوگا جس نے عقد بیع کیا ہے لیکن اگر اس نے وہ مکان موکل کے سپرد کردیا تو پھر مدمقابل موکل ہوگا؟

س: کسی نے زمین خرید کر مکان بنالیا یا باغ لگادیا پھر اس زمین کا شفیع کے حق میں فیصلہ ہوگیا تو شفیع اس مکان اور باغ کو کیا کرے؟

ج: شفیع کو اختیار ہے کہ چاہے تو زمین کا ثمن اور مکان اور باغ کی قیمت دے کر لے لے۔ (یعنی کٹے ہوئے باغ یا گرائے ہوئے مکان کی قیمت دے) اور اگر چاہے تو مشتری کو ان کے اکھیڑ لینے پر مجبور کرے۔

س: شفیع (یعنی شفعہ کرنے والا) نے حویلی لیکر مکان بنایا یا درخت لگائے پھر اس کا مستحق نکل آیا جس کی وجہ سے بیع فسخ ہوگئی تو شفیع کیا کرے؟

ج: شفیع صرف وہی قیمت لے جو اس نے ادا کی تھی تعمیر یا درخت کی قیمت نہ لیگا۔

س: مکان گر گیا یا جل گیا، یا باغ کے درخت خشک ہوگئے بلاوجہ تو شفیع کیسے وہ مکان لے؟

ج: شفیع کو اختیار ہے اگر چاہے تو کل ثمن دیکر لے لے اگر چاہے تو چھوڑ دے۔

س: اگر مشتری نے مکان گرادیا صرف زمین باقی رہ گئی تو شفیع کتنے میں خریدے؟

ج: اگر چاہے تو بقدر حصہ اسکی قیمت کے خریدے اگر چاہے تو شفعہ چھوڑ دے صرف مکان کے گرنے کا نقصان نہیں لے سکتا۔

س: زمین بکی جس میں باغ پر پھل تھا، شفیع کے حق میں فیصلہ ہوگیا تو کیا شفیع خالی زمین لے گا یا پھل سمیت لے گا؟

ج: پھل سمیت لے گا (اگر بوقت بیع پھل کو بھی داخل بیع کیا ہو ورنہ پھل داخل بیع نہ ہوگا ہدایہ میں اسی طرح ہے)

س: اگر زمین پھل اور کھجور سمیت بکی پھر پھل اتار لیا، اب شفیع کیلئے فیصلہ ہو گیا اب شفیع کیا کرے؟

ج: شفیع سے کہا جائے گا پھلوں کی قیمت بقدر اسکے کم کر کے باقی لے لے۔

س: ایک شخص نے مکان خریدا شفیع نے شفعہ کا ارادہ ختم کر دیا۔ پھر مشتری نے بوجہ خیار رویئت یا خیار عیب یا شرط خیار واپس کر دیا گیا اب شفیع کا حق شفعہ لوٹ آئے گا؟

ج: اگر مشتری نے قاضی کے فیصلہ سے واپس کیا تو حق شفعہ نہ لوٹے گا اور اگر قاضی سے فیصلہ کے بغیر واپس کیا یا بطور اقالہ واپس کیا تو حق شفعہ لوٹ آیگا۔

س: زمین میں کئی حصہ دار شریک تھے پھر انہوں نے زمین تقسیم کر لی کیا اسمیں شفعہ ہو سکتا ہے؟

ج: اس صورت میں پڑوسی کو حق شفعہ نہیں کیونکہ یہ بیع نہیں بلکہ اپنے اپنے حصہ کو علیحدہ علیحدہ کرنا ہے۔

س: ایک مکان بکا اس میں کئی شفیع تھے سب نے اسکو لینے کا ارادہ کیا تو یہ گھر ان میں کیسے تقسیم کیا جائے گا؟

ج: بقدر عدد تقسیم کیا جائے گا ملکیتوں کا اعتبار نہیں ہو گا۔

س: اسکی کوئی مثال بیان کرو؟

ج: مثلاً ایک مکان تین آدمیوں میں مشترک تھا ایک کا نصف تھا دوسرے کا تہائی تیسرے کا چھٹا حصہ، جس کا نصف تھا اس نے اپنا حصہ بیچ دیا، تو ہر شفیع کا حصہ اپنے ساتھی کے برابر ہو گا جس کا چھٹا حصہ تھا اسکا حصہ کم نہیں ہو گا۔

س: اگر مکان قیمتاً خریدا پھر (قیمت کی جگہ) کپڑا دیا تو شفیع کیا دیکر لے؟

ج: شفیع قیمت دیکر لے نہ کہ کپڑا کیونکہ عقد کپڑے پر نہیں ہوا تھا گو مشتری کی ملک عقد ثانی سے ہوئی۔

س: کیا بعض صورتوں میں حق شفعہ ساقط ہو جاتا ہے؟

ج: اگر مکان اس طرح بیچا کہ ایک فٹ جگہ لمبائی میں نہیں بیچی شفیع کی حدود سے ملتی تھی تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا کیونکہ جو چیز فروخت کی وہ شفیع کی ملکیت سے متصل نہیں ہے، اس حیلے کو لوگوں نے شفعہ سے بچنے کے لئے پسند کیا ہے۔

س: کیا اسکے علاوہ بھی کوئی حیلہ ہے؟

ج: فقہاء کرام نے ایک دوسری صورت بھی ذکر کی ہے وہ یہ کہ پہلے مکان کا ایک حصہ فروخت کرے ثمن کے ساتھ پھر باقی خرید لے اس صورت میں صرف پہلے حصہ پر شفعہ ہو سکتا ہے دوسرے میں شفعہ نہیں ہو سکتا۔

س: کیا شفعہ کے ساقط کرنے کا حیلہ کرنا مکروہ ہے؟

ج: امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حیلہ مکروہ نہیں، لیکن امام محمدؒ کے نزدیک حیلہ مکروہ ہے، (امام محمدؒ فرماتے ہیں شفعہ نقصان دور کرنے کے لئے ہوتا ہے اگر حیلہ کو مباح قرار دے دیں تو یہ مقصد فوت ہو جائے گا لیکن امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں)

کتاب الشرکۃ / شرکت کا بیان

س: شرکت کیا ہے؟

ج: یہ مالوں کا آپس میں ملانا ہے۔ اس طرح سے کہ کوئی ایک سے جدا نہ ہو سکے۔ اور یہ یا تو جانبین کی طرف سے ملانے کیساتھ ہو گا یا خود بخود ملجانے سے ہو گا بغیر ملانے کے جبکہ دونوں کسی مال کے وارث ہو جائیں۔ یا کسی نے انکو مال ھبہ کیا یا ان میں سے ایک کا مال دوسرے سے مل گیا بغیر کسی کے فعل کے ایسے طور پر کہ دونوں جدا نہ ہوں۔

س: شرکت کی اقسام بیان کیجئے؟

ج: شرکت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) شرکت املاک (۲) شرکت عقود۔

س: شرکت املاک کیا ہے؟

ج: اس کی صورت یہ ہے کہ دو شخص ایک چیز کے وارث ہوئے یا خریدی اسمیں اس طرح شریک ہوئے کہ وہ دونوں کی مملوکہ ہو۔

س: اس شرکت کا کیا حکم ہے؟

ج: شریکین میں سے کوئی دوسرے کے حصہ میں اسکی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کر سکتا، ہر ایک دوسرے کے حصہ کے بارے میں اجنبی کی طرح ہے۔

س: شرکت العقود کیا ہے؟

ج: شرکت عقود چار قسم پر ہے ہر قسم کے مستقل احکام ہیں۔ (۱) شرکت مفاوضہ (۲) شرکت عنان (۳) شرکت الصنائع (۴) شرکت الوجوہ۔

س: شرکت مفاوضہ اور اسکے احکام کیا ہیں؟

ج: شرکتِ مفاوضہ یہ ہے کہ دو شخص اس طرح شریک ہوں، کہ ان کا مال بھی برابر ہو حق تصرف بھی اور قرض بھی، اسمیں ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہے کفیل بھی ہے جو بھی کچھ خریدے گا تو وہ ان میں مشترک ہوگا۔ مگر وہ طعام اور لباس جو کسی نے اپنے گھر والوں کے لئے خریدا ہو، جو قرض کسی ایک کو اصلاح شرکت میں لازم ہو تو دوسرا بھی اسکا ضامن ہوگا، یہ شرکت دو آزاد مسلمان بالغوں اور عاقلوں میں جائز ہے، ایک آزاد اور غلام میں ایک بالغ دوسرا نابالغ ایک مسلمان دوسرا کافر ہو ان میں جائز نہیں۔

س: دو آدمیوں نے شرکت مفاوضہ کا عقد کیا پھر ان میں سے ایک کو وراثت کا مال مل گیا جس سے شرکت کا فائدہ ہے یا بطور ہبہ مال ملا جو اس کو پہنچ گیا کیا شرکت اپنے مال پر باقی رہے گی؟

ج: اس سے شرکت مفاوضہ باطل ہو جائیگی اور وہ شرکت عنان ہو جائے گی۔

س: کیا شرکت مفاوضہ کے صحیح ہونے کے لئے اس کے علاوہ بھی کوئی شرط ہے؟

ج: ایک شرط یہ ہے کہ شرکت مفاوضہ منعقد نہیں ہوتی مگر دراھم سے یا دنانیر سے یا مروجہ پیسوں سے اسکے علاوہ کسی چیز سے جائز نہیں، اگر لوگوں میں سونے چاندی کی ڈلی یا پترے سے معاملات کا رواج ہو تو اس سے بھی شرکت مفاوضہ جائز ہوگی۔

س: ان کے پاس درھم و دنانیر نہیں ہیں بلکہ سامان ہے تو کس طرح شرکت کریں؟

ج: ہر ایک اپنا آدھا مال دوسرے کے آدھے مال کے مقابلہ میں بیچ دے پھر شرکت کریں۔

س: شرکت عنان کیا ہے؟

ج: شرکت عنان یہ ہے کہ دو آدمی تجارت کی خاص چیز میں شرکت کریں یا عام تجارت میں شرکت کریں۔

س: اس شرکت کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ شرکت منعقد ہوتی ہے وکالت پر نہ کہ کفالت پر (یعنی ہر ایک دوسرے کا وکیل تو ہے کفیل نہیں ہے۔ اگر کوئی شرکت کے لئے چیز خریدے تو ثمن کا مطالبہ صرف اس سے ہوگا نہ کہ دوسرے سے بلکہ وہ خود بعد میں اپنے شریک سے بقدر حصہ کے وصول کریگا جو قرض کسی ایک کو لازم ہو گا دوسرا اسکا ضامن ہوگا۔

س: کیا اس شرکت میں مال کم و زیادہ ہو سکتا ہے یا برابر ہونا ضروری ہے؟

ج: مال کم و بیش ہو سکتا ہے اس طرح مال کے برابر ہوتے ہوئے منافع میں بھی کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

س: کیا یہ جائز ہے کہ ہر ایک اپنے بعض مال سے شرکت کرے؟

ج: یہ جائز ہے۔

س: یہ شرکت کن چیزوں سے منعقد ہو گئی؟

ج: انہیں اشیاء سے جس کو ہم شرکت مفاوضہ میں بیان کر چکے ہیں۔ یعنی درھم اور دنانیر یا جس سے لوگوں میں معاملہ کرنے کا رواج ہو جیسے سونے یا چاندی کی ڈلی یا پتری وغیرہ۔

س: اگر ایک جانب سے درھم دوسری جانب سے دنانیر ہوں کیا یہ شرکت صحیح ہے؟

ج: اس صورت میں یہ شرکت درست ہو گئی۔

س: اگر سارا مال ہلاک ہو گیا یا ایک کا مال ہلاک ہو گیا قبل اس سے کہ کوئی چیز خریدی جاتی تو کیا حکم ہوگا؟

ج: شرکت باطل ہو جائے گی۔

س: اگر ایک نے اپنے مال سے سامان خرید لیا، دوسرے کا مال قبل الشرء ھلاک ہو گیا تو فیصلہ کیسے کیا جائیگا؟

ج: خریدی ہوئی چیز ان کے درمیان بشرط عقد ہو گی، اور خریدنے والا اپنے شریک

سے بقدر حصہ ثمن لے لیگا۔

س: دو آدمی شرکت عنان کرنا چاہتے ہیں لیکن انہوں نے اپنے مال نہیں ملایا کیا شرکت صحیح ہو گئی؟

ج: شرکت عنان میں مالوں کا ملانا ضروری نہیں اسلئے یہ شرکت صحیح ہو گی۔

س: شرکت عنان کے دو ساتھیوں میں سے ایک نے اپنے لئے معین درھم مقرر کر لئے تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں شرکت صحیح نہ ہو گی، کیونکہ ممکن ہے یہ جو اس نے اپنے لئے مقرر کیے ہیں صرف اتنا ہی نفع ہو۔

س: شرکت مفاوضہ اور شرکت عنان کے حصہ دار کس چیز کا اختیار دیں شرکت عنان میں؟

ج: شرکت مفاوضہ اور شرکت عنان کے ہر ایک حصہ دار کو جائز ہے مال کو بضاعت پر دینا اور مضاربت کے لئے دینا اور وکیل بنانا جو اسمیں تصرف کرے، امن رکھنا، اور رھن رکھوانا، کسی شخص کو مزدوری پر رکھنا، نقد اور ادھار بیچنا، اور مال ہر ایک کے پاس بطور امانت ہو گا۔

س: شرکت صنائع کیا ہے؟

ج: مثلاً دو درزی یا دو رنگریز شرکت کرلیں کہ دونوں کام لیتے رہیں گے اور منافع آدھ آدھ ہو گا۔

س: جو کام ان میں سے کسی ایک کو لازم ہو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: جو بھی کام لیگا وہ اسکو اور اسکے شریک دونوں کے لازم ہو گا۔

س: اگر کسی ایک نے اپنے ساتھی کے بغیر کوئی کام کر لیا اجرت صرف اسی کی ہو گئی؟

ج: اجرت کے دونوں مستحق ہونگے۔

س: شرکت الوجوہ کیا ہے؟

ج: دو آدمیوں نے شرکت کی ہر ایک اپنے طور پر سامان ضرور لے اور فروخت کر لے کیونکہ دونوں کے پاس مال نہیں ہے تو یہ شرکت جائز ہے ان میں سے ہر ایک جو خریدے گا دوسرا اسکا وکیل ہوگا۔

س: کیا تقسیم منافع میں کمی و بیشی کر سکتے ہیں؟

ج: اس شرکت میں نفع میں کمی زیادتی نہیں کر سکتے، اگر یہ شرط کی تھی کہ خریدی ہوئی چیز نصف ہوگئی یا بصورت اثلاث ہوگئی تو منافع بھی اس طرح ہوگا۔

س: لکڑی چننے میں اور (جنگلی) گھاس میں اور شکار کرنے میں شرکت کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ شرکت جائز نہیں جو بھی شکار کرے یا لکڑی لائے یا گھاس لائے وہ اسی کا ہوگا نہ کہ اسکے ساتھی کا، نہ شرکت فی المال جائز ہے اور نہ منافع میں۔

س: ایک کا خچر تھا دوسرے کا ڈول، انہوں نے شرکت کی (باغ وغیرہ) کو پانی لگانے کی اس شرط پر کہ کمائی ان میں نصف نصف ہوگی یہ شرکت صحیح ہے؟

ج: یہ شرکت صحیح نہیں ہے۔

س: اگر اس میں سے کسی نے پانی لگایا تو کمائی کو کس طرح تقسیم کریں گے؟

ج: اگر کام خچر والے نے کیا تو ساری کمائی اس کی ہوگی، مگر یہ کہ ڈول والے کو اجرت مثلی دے دے، اگر کام ڈول والے نے کیا تو ساری کمائی اس کی ہوگی مگر یہ کہ خچر والے کو اجرت مثلی دی جائیگی۔

س: دو آدمیوں نے شرکت فاسدہ کا عقد کیا اور انہیں اس سے نفع حاصل ہوا تو وہ نفع ان دونوں کے درمیان کیسے تقسیم ہوگا؟

ج: ان کے راس المال میں بقدر حصہ تقسیم ہوگا۔ اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی۔

س: کیا شریکین میں سے ہر ایک دوسرے کے مال کی زکوٰۃ دے سکتا ہے؟

ج: ہر ایک شریک دوسرے کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا۔

س: اگر ہر ایک نے اپنے ساتھی کو زکوٰۃ دینے کی اجازت دی تھی اور دونوں نے ادا

کر دی تو کیا ضمانت لازم آئیگی۔

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بعد میں زکوٰۃ دینے والے پر ضمان ہو گی چاہے اسکو پہلے کی ادا کا علم ہو یا نہ ہو صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ ضمان نہیں آئیگی بشرطیکہ اسکو پہلے کی ادائیگی کا علم ہو۔

س: کیا شرکت منعقد ہونے کے بعد بغیر فسخ کرنے کے خود بخود باطل ہو جاتی ہے؟

ج: شرکت باطل ہو جائے گی جب متعاقدین میں سے ایک مر جائے یا ان میں سے ایک مرتد ہو کر دار الحرب چلا جائے۔

کتاب المضاربۃ / مضاربت کا بیان

س: مضاربت کا لغوی اور شرعی معنی کیا ہیں؟

ج: مضاربت ماخوذ ہے ضرب سے جسکا معنی ہے زمین میں چلنا پھرنا۔ اور اصطلاح شریعت میں وہ عقد ہے جس میں مال ایک کا ہو اور محنت دوسرے کی اور نفع میں شریک ہوں اور یہ شرکت صحیح نہیں ہوگی مگر ان مالوں کیساتھ جن کو ہم پچھلے بابوں میں ذکر کر چکے ہیں۔

س: کیا مضاربت کی صحیح ہونے کی کوئی شرط ہے؟

ج: دو شرطیں ہیں۔ (۱) اول یہ ہے کہ مال مضارب کے سپرد کر دیا جائے رب المال یعنی مال والے کا اسمیں کوئی تصرف نہ رہے۔ (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ سارا منافع ان دونوں میں مشترک ہوگا کسی ایک کے لئے معین درھم مقرر کرنا ٹھیک نہیں۔

س: جب شرکت مضاربۃ صحیح ہوگی تو کام کرنے والے کو کیا کیا کرنا جائز ہے؟

ج: اگر مضاربۃ مطلق ہو یعنی کسی زمانہ تک معین نہ ہو اور نہ کسی شہر سے معین ہو اور نہ کسی خاص نوع یعنی سامان کے ساتھ معین ہو تو مضارب کو جائز ہے جو چاہے خریدے اور فروخت کرے اور سفر کرے اور وکیل بنائے، لیکن اگر رب المال نے معین شہر یا معین سامان کی اجازت دی تو مضارب کو اس سے تجاوز کرنا درست نہیں۔

س: اگر رب المال نے مضاربت کا وقت مقرر کر دیا (یعنی مثلاً سال یا دو سال وغیرہ) تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: یہ جائز ہے مضارب کو اس مدت سے تجاوز نہ کرنا چاہئے اور اس مدت کے گزرنے سے عقد باطل ہو جائے گا۔

س: کیا مضارب مال مضاربت کسی دوسرے کو مضاربت کے لئے دے سکتا ہے؟

ج: یہ جائز نہیں مگر رب المال کی اجازت سے یا رب المال کہہ دے جیسے تو چاہے کر۔

س: اگر مضارب نے کسی کو مال بطور مضاربت دے دیا بغیر رب المال کی اجازت کے کیا مضارب اول رب المال کے لئے مال کا ضامن ہو گا؟

ج: ضامن ہو گا لیکن صرف عقد سے نہیں اور نہ ہی مضارب ثانی کے تصرف کرنے سے بلکہ اگر مضارب ثانی کو نفع ہوا تو مضارب اول رب المال کے مال کا ضامن ہو گا (اب یہ ہے رب المال کے مال کا ضامن ہو گا کیونکہ مضاربت مضارب اول اور ثانی کے درمیان صحیح ہو گئی اور نفع بحسب شرط ان میں تقسیم ہو گا)

س: رب المال نے مضارب کو اس شرط پر مال دیا کہ منافع نصف ونصف ہو گا اور یہ بھی اجازت دی کے اس کو دوسرے مضارب کو بھی دے سکتا ہے اسکا کیا حکم ہے؟

ج: یہ صورت جائز ہے۔

س: منافع ان تینوں کے درمیان کیسے تقسیم کریں گے؟

ج: اگر رب المال نے نصف منافع کی شرط لگائی اپنے لئے اور یہ کہا جو اللہ رزق دے وہ ہمارے درمیان نصف ونصف ہو گا، مضارب اول سے مضارب ثانی کو وہ مال بطور اثلاث دیا کہ دو تہائی میرا ایک تہائی تیرا، اس صورت میں جو منافع ملے گا اسمیں سے نصف رب المال کا ہو گا، اور ثلث مضارب ثانی کا، اور چھٹا حصہ مضارب اول کا، لیکن اگر رب المال نے کہا کہ جو اللہ تعالیٰ تجھ کو رزق دے وہ ہمارے درمیان نصف ونصف ہو گا، مضارب اول سے سابقہ شرط پر مضارب ثانی کو مال دیا، تو اس صورت میں منافع کا ثلث مضارب ثانی کے لئے اور باقی دو ثلث ان کے درمیان

نصف ونصف ہوگا۔

س: اگر رب المال نے نصف منافع کی شرط لگائی اور کہا جو اللہ تعالیٰ نے رزق دیا میرا نصف ہوگا، مضارب اول نے مضارب ثانی کو نصف پر مال دیا تو منافع کیسے تقسیم ہوگا؟

ج: منافع رب المال اور مضارب ثانی کے درمیان نصف ونصف ہوگا مضارب اول کے لئے کچھ نہیں ہوگا۔

س: اگر سابقہ صورت میں مضارب ثانی نے اپنے لئے دو ثلث نفع طے کیا مضارب اول اسپر راضی ہوگیا تو رب المال اور مضارب ثانی کو کیا ملے گا؟

ج: رب المال نصف لے گا اور مضارب ثانی نصف باقی سدس کا مضارب اول اپنے ذاتی مال سے ضامن ہوگا تاکہ ان کا دو تہائی پورا ہو جائے۔

س: ایک شخص نے مضارب کو مال دیا، مضارب نے دیکھا کہ بعد میں رب المال کا باپ یا بیٹا غلامی میں فروخت ہو رہے ہیں کیا اسکو جائز ہے کہ ان کو خرید لے؟

ج: مضارب کو یہ جائز نہیں کہ وہ اسکے باپ یا بیٹے یا ہر اس شخص کو خرید لے جو اسپر آزاد ہو جاتا ہو۔

س: اگر صورت مذکورہ میں اسکے باپ کو خرید لیا تو کیسے فیصلہ کیا جائے گا؟

ج: اگر اس نے خرید لیا تو وہ اسکا ہوگا اسکو مال مضاربت سے نہ سمجھیں گے۔

س: کیا مضارب ایسے شخص کو خرید سکتا ہے جو اسپر آزاد ہو؟

ج: اگر مال میں نفع ہو تو نہیں خرید سکتا، اگر خرید لیا تو مضاربۃ کے مال کا ضامن ہوگا، اگر مال میں نفع نہیں ہوا تو خرید سکتا ہے۔

س: اگر صورت سابقہ میں غلام خریدنے کے بعد اسکی قیمت بڑھ گئی نفع ظاہر ہوگیا، کیا اس صورت میں اسکا حصہ آزاد ہو جائے گا اور وہ رب المال کے لئے تاوان کا ذمہ دار ہوگا؟

ج: اسکا حصہ آزاد ہو جائیگا، اور وہ رب المال کے لئے ضامن نہیں ہوگا، بلکہ آزاد ہونے والا رب المال کے لیے اسکے حصہ کی قیمت میں مزدوری کر کے دیگا۔

س: کیا مضارب ادھار بیچ سکتا ہے؟

ج: مضارب ادھار اور نقد ہر طرح بیچ سکتا ہے کیونکہ یہ تجارت کی ضروریات میں سے ہے۔

س: اگر مضارب نے مال مضاربت سے غلام یا باندی خریدی کیا اسکا نکاح کر سکتا ہے؟

ج: یہ جائز نہیں ہے۔

س: اگر رب المال نے مضارب کو معزول کر دیا تو اسکے تصرف کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مضارب کو معزول کا علم نہ ہو اسکا تصرف جائز ہے۔ اگر اسکو معزول کا علم ہو گیا اور مال سامان کی صورت میں ہے تو ان کو فروخت کر سکتا ہے، معزول اس سے مانع نہیں، آئندہ مال سے کوئی چیز خریدنا جائز نہیں، اگر معزول کا علم ہوا تو مال ہی اسکے پاس تھا تو اسکو تصرف کرنا جائز نہیں نقد کا معنی بھی وہی ہے کہ اسکے پاس مال تھا سونا یا چاندی کی صورت میں تھا، یا جیسے اصل حجاز کے معنی کرتے ہیں درھم اور دنانیر، دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔

س: اگر مضارب اور رب المال میں جدائی ہو گئی حالانکہ مال میں قرضہ باقی ہے کون وصول کریگا اور کون اس کا مقتضی ہے؟

ج: اگر مال میں نفع ہوا تھا تو حاکم مضارب کو قرض وصول کرنے کے لئے مجبور کرے گا، اگر مال میں نفع نہ ہو تو مضارب کو قرض وصول کرنے کے لئے مجبور کرے گا، اگر مال میں نفع نہ ہو تو مضارب کو قرض وصول کرنا ضروری نہیں، اس سے کہا جائے گا کہ رب المال کو قرض وصول کرنے کے لئے وکیل بنادے۔

س: اگر کچھ مال ہلاک ہو گیا تو وہ راس المال سے ہلاک ہوا یا نفع سے؟

ج: مال مضاربت سے جو ہلاک ہوا وہ نفع سے ہلاک ہوا نہ کہ اصل مال سے اگر ہلاک

شدہ نفع سے بڑھ جائے تو مضارب پر ضمان نہیں ہو گی۔

س: دونوں نے نفع تقسیم کر لیا مضاربت اپنے حال پر تھی پھر کل یا بعض ہلاک ہو گیا تو کیا کریں گے؟

ج: تقسیم شدہ منافع واپس لیکر جمع کریں گے اس سے راس مال پورا کیا جائے گا، پھر اگر کچھ منافع سے بچ گیا تو ان میں تقسیم ہو جائے گا، اگر اصل مال سے کم ہو گیا تو مضارب پر اسکی ضمان نہیں ہو گی۔

س: اگر نفع تقسیم کرنے کے بعد عقد مضاربت فسخ کر دیا پھر دوبارہ عقد کیا۔ کل یا کچھ مال ہلاک ہو گیا کیا منافع واپس لوٹایا جائے گا؟

ج: اس صورت میں پہلے منافع کو واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔ پہلا منافع مضاربت ثانی کا صلہ نہیں ہو سکتا۔

س: مضاربت کس صورت میں باطل ہو گئی؟

ج: اگر رب المال یا مضارب فوت ہو جائے تو مضاربت باطل ہو جائے گی جیسے اگر رب المال مرتد ہو کر دار الحرب چلا جائے تو باطل ہو جاتی ہے اگر مضاربت کی مدت مقرر تھی تو مدت کے گزرنے سے بھی مضاربت باطل ہو جائے گی۔ کما ذکرنا۔

کتاب الوکالۃ / وکالت کا بیان

س: وکالت کیا ہے؟

ج: وکالت شریعت میں کہتے ہیں غیر کو اپنا قائم مقام بنانا معلوم چیزوں میں تصرف کے لئے ہر وہ کام جو خود انسان کر سکتا ہے۔ اس کے لئے غیر کو وکیل بھی بنا سکتا ہے۔

س: وکیل بنانا کیوں شروع ہوا؟

ج: اس لئے کہ انسان کبھی اپنی کمزوری یا سفر وغیرہ کی وجہ سے بعض کام دوسروں کے سپرد کرنے کا محتاج ہوتا ہے۔

س: وہ کون سا عقد ہے جسکے لئے وکیل بنانا جائز ہے؟

ج: یہ عقد دو قسم پر ہے (۱) اول وہ ہے جسکی نسبت وہ خود اپنی طرف کر سکتا ہے جیسے خرید و فروخت، اجارہ، یہ چیزیں وکیل سے متعلق ہیں نہ کہ موکل کے، پس وکیل ہی بیع سپرد کرے گا، اور ثمن پر قبضہ کرے گا، اگر ادھار بیچا ہے تو ثمن کا مطالبہ کریگا۔ اور مبیع پر قبضہ کرے گا، اگر کوئی چیز عیب دار ہو تو اسمیں جھگڑا کریگا۔

(۲) دوسری قسم وہ ہے جسکی نسبت وکیل، موکل کی طرف کرتا ہے جیسے نکاح اور خلع اور دم عمد کی صلح اس عقد کے حقوق موکل سے متعلق ہونگے نہ کہ وکیل سے اس لئے وکیل سے مہر کا مطالبہ نہ ہوگا اور نہ عورت کے وکیل کے ذمہ ہے عورت کو اس کے خاوند کے پاس پہنچائے۔

س: کیا مقدمات میں وکیل بنانا صحیح ہے؟

ج: جائز ہے وکیل بنانا تمام جھگڑوں میں اور انکے اثبات کے لئے پس مدعی کا وکیل صحیح دعویٰ پیش کرے، اور مدعی علیہ کا وکیل جواب اور جو اس سے متعلق ہیں پیش

کرے۔

س: کیا خصم کی رضاء کے بغیر وکیل بنانا صحیح ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں خصم کی رضاء کے بغیر وکیل بنانا ٹھیک نہیں مگر یہ کہ موکل بیمار ہو یا تین دن یا زیادہ کی مسافت کے سفر کے برابر غائب ہو۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں۔ بغیر رضاء خصم کے بھی وکیل بنانا جائز ہے۔

س: حقوق کے وصول کرنے میں وکیل کا کیا حکم ہے؟

ج: اس میں وکالت جائز ہے۔ مگر حدود و قصاص کی وکالت صحیح نہیں ہے۔ جبکہ موکل مجلس سے غیر حاضر ہو۔

س: کیا عقد صرف وسلم کے لئے وکیل بنانا جائز ہے؟

ج: یہ جائز ہے اگر وکیل قبض سے پہلے جدا ہو گیا تو عقد باطل ہو جائے گا موکل کے جدا ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔

س: کیا وکالت کی صحیح ہونے کی کوئی شرط ہیں؟

ج: اسکی شرائط میں سے یہ ہے کہ موکل وہ خود تصرف کا مالک ہو اور اسکو احکام لازم ہوتے ہوں۔ اور وکیل خرید و فروخت کو سمجھتا ہو۔ اور اسکا ارادہ کرتا ہو۔

س: آزاد بالغ نے اپنے جیسے کو وکیل بنایا یا ماذون غلام نے اپنے جیسے کو وکیل بنایا اس وکالت کا کیا حکم ہے؟

ج: دونوں صورتوں میں وکالت جائز ہے۔

س: ایک شخص نے اس بچہ کو وکیل بنایا جس پر حجر کی گئی ہو (حجر کیا حکام پہلے گزر چکے) غلام مجور کو وکیل بنایا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: یہ وکالت ان حقوق میں صحیح ہے جو موکل سے متعلق ہیں، ان حقوق میں صحیح نہیں جو وکیلوں سے متعلق ہوتے ہیں۔

س: ایک شخص نے بیع کا وکیل بنایا، پس وکیل نے وہ چیز بیچ دی اب موکل نے مشتری

سے ثمن کا مطالبہ کیا تو مشتری کیا کرے؟

ج: مشتری اگر چاہے تو موکل کو ثمن نہ دے لیکن اگر دے دے تو جائز ہے لیکن وکیل کے لئے جائز نہیں کہ دوبارہ ثمن کا مطالبہ کرے۔

س: کیا وکیل کو لازم ہے کہ وہی چیز خریدے (جو موکل نے کہی)؟

ج: ضروری ہے جس میں جنس معین اور صفت معین کر دی گئی ہو اور اس ثمن سے جو مقرر کر دیا گیا ہو۔ مگر یہ کہ اس سے عام وکیل بنا دیا اور کہا خرید میرے لگے جو تجھ کو پسند ہو۔

س: وکیل نے سامان خرید کر قبضہ کر لیا پھر عیب پر مطلع ہو گیا کیا بائع کی طرف سے لوٹا سکتا ہے؟

ج: جب تک مبیع اسکے ہاتھ میں ہے لوٹا سکتا ہے، اگر موکل کے حوالہ کر دی تو اسکی اجازت کے بغیر نہیں لوٹا سکتا۔

س: وکیل نے اپنا مال دیکر کوئی چیز خریدی اور مبیع پر قبضہ کر لیا تو اس مال کو جس سے اس نے خریدا اسے کیسے وصول کرے؟

ج: موکل سے ثمن وصول کرے اور ثمن وصول کرنے کیلئے اس چیز کو روک سکتا ہے یہاں تک کہ ثمن وصول ہو جائے۔

س: وکیل نے مبیع پر قبضہ کر لیا مبیع اسکے ہاتھ میں ہلاک ہو گئی پہلے اس سے کہ وہ اسکو موکل سے روک سکتا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: مبیع موکل کے مال سے ہلاک ہوئی، ثمن اسکے ذمہ سے ساقط نہیں ہوا۔

س: اگر وکیل نے حصول ثمن کے لئے اس چیز کو روکا تھا وہ اسکے پاس ہلاک ہو گئی تو کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں اسپر ضمان ہو گا ضمان رھن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اسپر ضمان کضمان بیع ہو گا (یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے)

س: ایک شخص نے دو آدمیوں کو وکیل بنایا گیا ان کو وکالت والے کام پر مجتمع ہونا ضروری ہے کسی عمل پر جمع ہونا لازم ہے؟

ج: جس میں ان دونوں کو وکیل بنایا ہے کسی ایک کو بغیر دوسرے کے تصرف کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ وکیل بنایا ہو جھگڑے میں یا بغیر عوض کے اسکی بیوی کو طلاق دینے میں یا غلام کے آزاد کرنے میں یا امانت کے لوٹانے میں یا قرض کے ادا کرنے میں۔

س: کیا وکیل جس چیز کے لئے وکیل بنایا گیا تھا اسمیں کسی دوسرے دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے؟

ج: یہ جائز نہیں مگر موکل کی اجازت سے یا کہے تو اپنی مرضی سے عمل کرے۔

س: اگر اس نے موکل کی اجازت کے بغیر وکیل بنادیا اس نے عقد بھی کر لیا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اگر وکیل ثانی نے پہلے وکیل کی موجودگی میں عقد کیا یہ تو یہ عقد موکل اول کے حق میں جائز ہے اور اگر بغیر وکیل اول کے عقد کیا اس نے اجازت دے دی تو بھی جائز ہے ورنہ نہیں۔

س: کیا بعض شرطوں کی وجہ سے وکیل کے معاملات مقید ہو جاتے ہیں؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بیع شرا میں وکالت مقید ہو جاتی ہے کہ وہ نہ عقد کرے اپنے باپ سے اور دادا سے اور اپنے بیٹے سے، اور پوتے سے، اور اپنی بیوی سے، اور اپنے غلام سے اور اپنے مکاتب سے لیکن صاحبین فرماتے ہیں کہ ان مذکورہ لوگوں سے مثلی قیمت سے بیع کر سکتا ہے مگر اپنے غلام اور مکاتب سے۔

س: کیا وکیل کم یا زیادہ سے بیچ سکتا ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کم اور زیادہ سے بیچ سکتا ہے۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں۔ اتنے نقصان سے بیع جائز نہیں جس سے لوگوں میں معاملہ کرنے میں رواج نہ ہو۔

س: عقد شراء میں وکیل کا کیا حکم ہے؟
ج: اسکا عقد مثلی قیمت سے اور اس سے بھی زیادہ سے جس کا لوگوں میں رواج ہے جائز ہے نہ ایسی قیمت سے جس سے لوگ معاملہ نہیں کرتے۔
س: معنی تغابن لایتغابن الناس کا کیا مطلب ہے؟
ج: وہ قیمت جو قیمت لگانے والوں کی قیمت میں داخل نہ ہو۔
س: ایک شخص نے غلام فروخت کرنے کیلئے وکیل بنایا اس نے نصف بیچ دیا کیا یہ جائز ہے؟
ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں مگر باقی نصف بھی بیچے۔
س: اگر غلام خریدنے کیلئے وکیل بنایا اس نے نصف خریدا تو اس خرید کا کیا حکم ہے؟
ج: یہ شرا موقوف ہوگی اگر باقی بھی خرید لیا تو موکل کو لازم ہو جائے گا۔
س: موکل نے وکیل بنایا ایک درھم کا دس رطل گوشت خریدنے کو اس نے بیس رطل خریدا اسی قسم کا جو درھم کا دس رطل بکتا ہے موکل کو کیا لازم ہے؟
ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وہ دس رطل نصف درھم کا لے گا، لیکن صاحبین فرماتے ہیں اسکو بیس ہی درھم کا لازم ہوگا۔
س: ایک شخص نے کسی معین چیز کے خریدنے کا وکیل بنایا کیا وکیل اسکو اپنے لئے خرید سکتا ہے؟
ج: اسکو یہ جائز نہیں اگر اس نے اپنے لئے خریدا تو بھی وہ شرا موکل کیلئے ہی ہوگی۔
س: ایک آدمی نے غیر معین غلام خریدنے کیلئے وکیل بنایا اس نے وہ غلام خریدا جو اسی کا تھا؟ (یعنی وکیل کا تھا) تو یہ کس کا ہوگا؟
ج: وہ وکیل کا ہوگا مگر وہ کہے میں نے خریدنے میں موکل کی نیت کی یا موکل کے مال سے خریدا۔
س: کیا جھگڑے کے وکیل کو جائز ہے کہ جو جھگڑے میں وصول ہوا اسپر قبضہ کرے؟

ج: آئمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ جھگڑے کا وکیل بھی قبضہ کا وکیل ہوتا ہے لیکن امام زفرؒ فرماتے ہیں وہ قبضہ کرنے کا مالک نہیں ہے۔

س: کیا قبض دین کا وکیل مقدمہ بھی لڑ سکتا ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قبض دین کا وکیل مقدمہ بھی لڑ سکتا ہے۔ لیکن صاحبین فرماتے ہیں کہ نہیں لڑ سکتا۔

س: وکیل کا اقرار کسی مقدمہ میں موکل پر کیا حکم رکھتا ہے؟

ج: اگر مقدمہ میں وکیل نے موکل پر قاضی کے پاس اقرار کیا تو اسکا اقرار کرنا جائز ہے۔ غیر قاضی کے پاس دوران مقدمہ اقرار جائز نہیں (مقدمہ کے بعد جائز ہے) طرفینؒ کے نزدیک، امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ غیر قاضی کے پاس بھی اسکا اقرار جائز ہے۔

س: ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں فلاں غائب کا قبض دین کیلئے وکیل ہوں اسکو قرض دینے کا کیا حکم ہے؟ (یعنی سپرد کیا جائیگا یا نہیں)

ج: اگر قرض دار تصدیق کر دے تو حکم دیا جائیگا۔

س: قاضی نے اس وجہ سے کہ قرض دار نے اسکی تصدیق کر دی قرض سپرد کرنے کا حکم دیا تھا اب غائب حاضر ہو گیا تو وکیل پر کیا حکم لگے گا اور قرض دار پر کیا حکم نافذ ہو گا؟

ج: اگر آنے والے غائب نے تصدیق کر دی "فلا سوال والا جواب" اگر اس نے تصدیق نہ کی تو قرض دار اسکو دوبارہ قرض دیگا، اور وکیل سے واپس لیگا اگر اسکے پاس باقی ہو۔

س: ایک شخص نے امانت والے سے کہا میں امانت پر قبضہ کرنے کے لئے وکیل ہوں، امانت والے نے اسکی تصدیق کر دی کیا اسکو امانت سپرد کرنے کا حکم کیا جائیگا؟

ج: اسکو حکم نہیں کیا جائیگا۔

س: بیع کے وکیل نے کچھ بیچا پھر خود ہی مشتری کی طرف سے ثمن کا ضامن ہو گیا اس ضمان کا کیا حکم ہے؟

ج: اسکی ضمانت باطل ہے (تاکہ نہ لازم آئے اتحاد مانگنے والے کا اور جس سے مانگا گیا)

س: اگر وکیل کو معزول کر دیا اسکے بعد وکیل کا تصرف کیا حکم رکھتا ہے؟

ج: اگر موکل نے وکیل کو معزول کر دیا اسکو معزولیت کا علم ہو گیا تو تصرف جائز نہیں، اگر علم نہیں ہوا تو وہ ابھی وکیل ہی ہے اسکا تصرف جائز ہے اور موکل کو ہی لازم ہو گا یہاں تک کہ اسکو معزولیت کا علم ہو جائے۔

س: وہ کونسی صورتیں ہیں جن سے وکالت باطل ہو جاتی ہے؟

ج: وہ یہ ہیں۔ (۱) موکل کا فوت ہو جانا۔ (۲) مجنون ہونا۔ لگاتار مجنون رہنا۔ (۳) مرتد ہو کر دار الحرب چلا جانا (اگر آیا دار الحرب سے مسلمان ہو کر اس سے پہلے کہ امیر اسکے الحاق کا فیصلہ کر دے گویا کہ وہ اپنی پرانی حالت پر ہے اسکا وکیل اپنی پرانی وکالت پر قائم رہیگا)۔ (۴) دو شریکوں کا جدا ہونا جس میں ہر ایک دوسرے کا وکیل تھا۔ (۵) مکاتب کا مال کتابت سے عاجز ہو جانا کسی کو وکیل بنانا کے بعد۔ (٦) رکاوٹ ڈال دینا اس ماذون پر جسکو وکیل بنایا گیا یہی وجوہ باطل کر دیتی ہیں وکالت کو، خواہ وکیل کو علم ہو یا نہ ہو۔ (۷) وکیل کا فوت ہونا (۸) مجنون جو لگاتار ہو۔ (۹) وکیل کا مرتب ہو کر دار الحرب چلا جانا مگر یہ کہ وہ مسلمان ہو کر لوٹ آئے الحاق کا حکم لگنے سے پہلے۔ (۱۰) جس کام میں وکیل بنایا گیا تھا اس میں موکل کا خود تصرف کرنا۔

کتاب الکفالۃ / کفالت کا بیان

س: کفالت کیا ہے؟

ج: کفیل کی ذمہ داری کو اصل کی ذمہ داری کیساتھ ملانا مطالبہ میں (یعنی پہلے صرف اصل سے مطالبہ تھا اب اس کیساتھ کفیل سے بھی مطالبہ ہوگا۔

س: کیا کفالت کئی قسم پر منقسم ہے؟

ج: کفالت دو قسم پر ہے۔(۱) کفالت بالنفس (۲) کفالت بالمال۔

س: کفالت بالنفس کیسے منعقد ہوتا ہے؟

ج: اس قول سے منعقد ہو جاتا ہے میں نے تجھے فلاں کے نفس کا کفیل بنایا۔یا اسکی گردن کا یا اسکی روح کا یا اسکے جسم کا یا اسکے سر کا یا اسکے نصف کا یا اسکے ثلث کا، یا اسکا یا وہ مجھ پر ہے۔یا وہ میری طرف ہے یا میں اسکا ضامن ہوں، یا میں اسکو قبول کرتا ہوں۔

س: کفالت نفس میں کفیل پر کیا لازم ہوگا؟

ج: کفیل پر مکفول بہ کو حاضر کرنا لازم ہے اگر کفالت میں معین وقت میں حاضر کرنے کی شرط تھی تو مکفول لہ کے مطالبہ پر اسکو اس وقت میں حاضر کرنا ضروری ہے اگر مطالبہ کے بعد بھی حاضر نہ کیا تو حاکم کفیل کو قید کردے یہاں تک کہ مکفول بہ حاضر ہو۔

س: کفالت نفس سے کفیل کیسے بری ہوگا؟

ج: کفیل جب مکفول بہ کو ایسی جگہ حاضر کردے جس جگہ مکفول لہ اس سے فیصلہ کر سکے تو بری ہو جائیگا جیسے کہ وہ بری ہو جاتا ہے مکفول بہ کے مر جانے سے۔

س: وہ کفیل ہوا تھا کہ اسکو قاضی کی مجلس میں پیش کریگا پھر اس نے بازار یا جنگل میں پیش کر دیا کیا وہ بری ہو جائیگا؟

ج: بازار میں پیش کرنے سے (یعنی سپرد کرنے سے) بری ہو جائیگا نہ کہ جنگل میں پیش کرنے سے۔

س: اس بات کا کفیل ہوا تھا اگر وہ نہ دیگا جو اسپر ہے اسکا میں ضامن ہوں پھر معین وقت میں اسکو حاضر نہیں کیا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اسکو مال کی ضمان لازم ہو گی لیکن کفالت نفس سے بری نہیں ہو گا۔

س: حدود اور قصاص میں کفالت نفس کا کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حدود اور قصاص میں کفالت نفس جائز نہیں۔

س: کفالت مال کیا ہے اور اسکا کیا حکم ہے؟

ج: وہ یہ کہ انسان کسی کا کفیل ہو جائے صاحب حق کے لئے کہ میں ادا کرونگا جو اسپر ہے خواہ مکفول بہ معلوم ہو یا مجہول جبکہ قرض صحیح ہو۔

س: کفیل بننے کے الفاظ کیا ہیں؟

ج: مثلاً وہ اس طرح کہے میں کفیل ہوا اسکی طرف سے ہزار درھم کا، یا میں کفیل ہوا تیرے لئے جو اسپر ہے، یا اس مبیع میں جو تجھ کو ملے۔

س: جب کوئی کفیل ہو گیا تو کیا مکفول لہ مکفول بہ سے مطالبہ کر سکتا ہے؟

ج: مکفول لہ کو اختیار ہے اگر چاہے قرض دار سے مطالبہ کرے اور اگر چاہے تو کفیل سے مطالبہ کرے۔

س: کیا کفالت کو کسی شرط سے معلق کیا جا سکتا ہے؟

ج: یہ جائز ہے مثلاً یوں کہے جو ثابت ہو گا تیرا حق اسپر وہ میرے ذمہ ہے یا جو تو نے فلاں کے پاس بھیجا اسکا ثمن مجھ پر ہے۔ یا اگر فلاں نے تجھ سے غصب کیا تو اس کی ضمان مجھ پر ہے۔

س: اگر کہا میں کفیل ہوا جو تیرا اسپر ہے پھر کفیل مکفول عنہ سے مقدار قرض میں اختلاف کرے تو فیصلہ کیسے کیا جائیگا؟

ج: گواہوں سے فیصلہ کیا جائیگا، اگر مکفول عنہ پر ہزار کے گواہ قائم کردیئے تو کفیل کو ہزار لازم ہونگے۔

س: اگر گواہ نہ مل سکیں تو؟

ج: اس صورت میں کفیل کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا جس مقدار کا وہ اقرار کرتا ہے۔

س: اگر مکفول عنہ نے اس سے جو کفیل نے اقرار کیا زیادہ کا اعتراف کیا۔ کیا اسکی تصدیق کی جائیگی؟

ج: اسپر تصدیق کی جائیگی کفیل پر تصدیق نہیں کی جائیگی (مثلاً کفیل نے ہزار کا اقرار کیا مکفول عنہ کہتا ہے کہ نو سو ہے تو اسکی تصدیق کی جائیگی اگر کہتا ہے گیارہ سو ہے تو تصدیق نہیں کی جائیگی)

س: کیا کفالت مکفول عنہ کی اجازت کے بغیر بھی جائز ہے؟

ج: اجازت اور بغیر اجازت دونوں طرح جائز ہے، لیکن اگر اسکے حکم سے کفیل ہوا تھا تو جو اس نے اسکی طرف ادا کیا ہے اسکو مکفول عنہ سے لیگا۔ اگر بغیر حکم کے کفیل ہوا تھا تو اس سے کچھ نہیں لے سکتا۔

س: یہ کفیل مال کا مطالبہ کر سکتا ہے؟

ج: اداء سے قبل مطالبہ نہیں کر سکتا، پس جب ادا کر دے تو اسکو مطالبہ کرنا جائز ہے۔

س: ایک شخص عمرو کا کفیل ہوا، صاحب قرض کفیل کے پیچھے لگ گیا تو کفیل کیا کرے؟

ج: کفیل مکفول عنہ کو لازم پکڑے یہاں تک کہ اسکو چھڑائے۔

س: قرض والے نے مکفول عنہ کو بری کر دیا، یا اس سے اپنا قرضہ وصول کر لیا کیا اب

بھی کفیل پر کچھ باقی ہے؟

ج: اس صورت میں کفیل کفالت سے بری ہو جائیگا اس پر کچھ باقی نہیں۔

س: اگر قرض والے نے کفیل کو بری کر دیا تو کیا حکم ہے؟

ج: کفیل بری ہو جائیگا مکفول عنہ بری نہیں ہوگا۔

س: کیا کفالت سے بری ہونے کے لئے اسکو کسی شرط سے معلق کرنا جائز ہے؟

ج: جائز نہیں۔

س: اگر کوئی شخص مشتری یا بائع کی طرف سے کفیل بنا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مشتری کی طرف سے ثمن کا کفیل ہوا تو جائز ہے لیکن اگر بائع کی طرف سے مبیع کا کفیل بنا تو صحیح نہیں۔

س: ایک آدمی نے جانور بوجھ اٹھانے کے لئے کرایہ پر لیا ایک شخص اس بوجھ کا کفیل ہو گیا کیا یہ کفالت صحیح ہے؟

ج: اگر جانور معین تھا تو کفالت صحیح نہیں ہوگی لیکن اگر غیر معین تھا تو صحیح ہوگی (مثلاً گدھا یا اونٹ وغیرہ پر سامان اٹھاؤں گا)

س: کیا کفالت کے صحیح ہونے کے لئے مکفول لہ کا قبول کرنا شرط ہے؟

ج: مجلس عقد میں مکفول لہ کے قبول سے ہی کفالت صحیح ہوگی۔ مگر ایک مسئلہ میں، وہ یہ کہ مریض کہے اپنے وارث کو مجھ پر جو قرض ہے تو اسکا کفیل ہو جا، وہ وارث قرض خواہوں کی غیر موجودگی میں کفیل ہو گیا تو یہ جائز ہے۔

س: دو آدمی مقروض ہوئے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہو گیا پس ان میں سے ایک نے ادا کر دیا کیا، اسکے لئے جائز ہے کہ جو اس نے اداء کیا اپنے ساتھی سے وصول کرے؟

ج: اپنے ساتھی سے اسوقت تک وصول نہیں کر سکتا جب تک جو اسپر تھا اس سے زیادہ نہ ادا کر دے (نہ ادا کر چکا ہو)

س: دو آدمی ایک شخص کی طرف ہزار کے کفیل ہوئے۔اس طرح کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے،ایک نے کچھ یا کل ادا کر دیا کیا وہ اپنے شریک سے حصہ لے گا؟

ج: وہ اپنے شریک سے نصف جو اس نے ادا کیا ہو لے لے خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔

س: مال کتابت کا کفیل بننا جائز ہے؟

ج: مال کتابت کا کفیل بننا جائز نہیں ہے خواہ کفیل آزاد ہو یا غلام۔کیونکہ یہ دین صحیح نہیں ہے۔

س: ایک شخص مقروض مر گیا اور کوئی مال وغیرہ نہیں چھوڑا،ایک شخص قرض خواہوں کے لئے کفیل ہو گیا،کیا یہ کفالت صحیح ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ کفالت صحیح نہیں صاحبینؒ کے نزدیک یہ کفالت جائز ہے۔

کتاب الحوالہ

س: حوالہ کیا ہے؟

ج: حوالہ کہتے ہیں کہ قرض کو ایک کے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ منتقل کرنا، یہ قرضوں میں جائز ہے۔ سونا، چاندی اور حقوق میں جائز نہیں۔

س: کیا حوالہ کے صحیح ہونے کے لئے فریقین کی رضاء ضروری ہے؟

ج: اسمیں محیل کی رضا ضروری ہے یعنی جس پر قرض ہے اور محتال کی رضا بھی ضروری ہے۔ یعنی قرض خواہ کی، اور محتال علیہ کی رضا بھی ضروری ہے یعنی جس پر قرض حوالہ کیا جارہا ہے۔

س: کیا محتال محیل سے طلب کر سکتا ہے؟

ج: جب حوالہ مکمل ہو جائے تو محیل قرض سے بری ہو جائیگا۔ وہ محیل سے طلب نہیں کر سکتا مگر یہ کہ اسکو دین کے ہلاک ہو جانے کا خوف ہو۔

س: ہلاک ہونے کا کیا مطلب اور وہ کیسے معلوم ہوگا؟

ج: (التوی) کا معنی ہلاک ہونا ضائع ہونا وہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دو میں سے ایک وجہ سے معلوم ہو جائیگا۔ (۱) محتال علیہ حوالہ کا انکار کر دے اور قسم اٹھالے اور محتال کے پاس محتال علیہ پر کوئی گواہ نہ ہو۔ (۲) یا محتال علیہ افلاس کی حالت میں مر جائے۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں تین میں سے ایک وجہ سے ثابت ہو جائیگا۔ دو وجہ ہم ذکر کر چکے۔ (۳) یہ ہے حاکم اس کی زندگی میں اسپر افلاس کا حکم لگا دے۔

س: محتال علیہ نے مال حوالہ کے بقدر محیل سے مال طلب کیا محیل نے کہا تیرے لئے

مجھ پر کچھ نہیں اسلئے کہ میں نے تجھ پر وہ قرضہ حوالہ کیا تھا جو تجھ پر لازم تھا تو کیا اسکی بات مانی جائیگی؟

ج: محیل کا قول معتبر نہ ہوگا بلکہ اس پر بقدر قرض لازم ہوگا۔

س: محتال سے محیل نے مطالبہ کیا جو اسکو حوالہ سے حاصل ہوا اور کہا میں نے تجھے اسلئے حوالہ کیا تھا تاکہ تو میرے لئے قبضہ کرے، محتال نے اس بات کا انکار کیا بلکہ کہا تو نے مجھے کہا تھا اس قرض کے بدلے میں جو میرا تجھ پر تھا تو کیسے فیصلہ کریں گے؟

ج: محیل کا قول قسم کے ساتھ مانا جائیگا۔

س: سفاتج کا فقہاء کے نزدیک کیا حکم ہے؟

ج: وہ مکروہ ہے۔

س: سفاتج کی لفظی اور معنوی تشریح کرو۔

ج: لفظاً اسکا معنی ہے ورقہ (چیک) معناً وہ ایسا قرض ہے جس سے قرض۔ والا راستہ کے خطرے سے پر امن رہتا ہے۔ (اسکی صورت یہ ہے کوئی تاجر سے کہے میں تجھ کو یہ درھم قرض دیتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھ کو ایک خط اپنے وکیل کے نام لکھ دے جو فلاں شہر میں ہے تاکہ میں اس سے لے لوں اگر اس نے اس شرط کے بغیر قرض دیا پھر یہ خط چاہا تو کوئی حرج نہیں۔ یہ اسوقت مکروہ ہے جب راستہ پر امن نہ ہو کیونکہ یہ بھی قرض سے نفع اٹھانے کی ایک صورت ہے۔

کتاب الصلح

س: صلح کیا ہے؟

ج: فریقین میں جھگڑا ہو گیا پھر فریقین اس پر راضی ہوئے کہ کچھ لے لو اور کچھ چھوڑ دو تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے، اسکو صلح کہتے ہیں اور صلح میں خیر ہے۔

س: صلح کی اقسام بیان کیجئے۔

ج: صلح تین قسم پر ہے۔ (۱) صلح اقرار کے ساتھ (۲) صلح خاموشی کے ساتھ (۳) صلح انکار کے ساتھ، یہ سب قسمیں شریعت میں جائز ہیں۔

س: صلح مع الاقرار کا کیا مطلب؟

ج: اسکا مطلب یہ ہے کہ مدعی علیہ اپنے اوپر کسی چیز کے لازم ہونے کا اقرار کرتا ہے اور اپنے مدمقابل سے کسی چیز پر صلح کر لیتا ہے۔

س: صلح مع السکوت کا کیا معنی ہیں؟

ج: وہ یہ ہے کہ مدعی علیہ اپنے اوپر کسی چیز کا نہ اقرار کرتا ہے اور نہ انکار، لیکن صلح کرنے پر راضی ہے تاکہ جھگڑے سے جان چھوٹ جائے۔

س: صلح مع الانکار کیا ہے؟

ج: اسکی صورت یہ ہے کہ مدعی کے حق کا انکار کرتا ہے باوجود اس کے صلح کرنے پر راضی ہے تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے۔

س: صلح مع الاقرار کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر یہ صلح مال سے مال کے ساتھ واقع ہو تو اسمیں ہر اس چیز کا اعتبار ہوگا جس کا بیوع میں ہوتا ہے، اگر یہ صلح مال سے منافع کے ساتھ واقع ہو تو اسمیں ہر اس چیز

کا اعتبار ہوگا جس کا اجارات میں اعتبار ہوتا ہے۔

س: صلح مع السکوت اور صلح مع الانکار کا کیا حکم ہے؟

ج: صلح مع السکوت اور صلح مع الانکار محمول ہوگی قسم کے فدیہ پر اور جھگڑے کو ختم کرنا مدعی علیہ کے حق میں اور مدعی کے حق میں معاوضہ سمجھا جائیگا (کیونکہ وہ گمان کرتا ہے، جو اسنے اپنے حق کا دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ وہ لے رہا ہے وہ اسکے حق کا بدلہ ہے)

س: اگر کسی نے مکان سے یا مکان پر صلح کی تو اس پر شفع کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر مکان پر صلح کی تو شفع واجب ہوگا۔ لیکن اگر مکان سے صلح کی تو شفع واجب نہیں ہوگا۔

س: بوجہ اقرار صلح ہوئی تھی لیکن اس چیز میں کوئی حصہ دار نکل آیا کیا مدعی علیہ اس سے کچھ لے سکتا ہے؟

ج: اس کے لئے جائز ہے۔ اور اس حصہ کے بقدر اپنا دیا ہوا عوض لے لے۔

س: اگر صلح سکوت سے صلح انکار سے ہوئی پھر متنازع فیہ کا مستحق نکل آئے تو مدعی کیا کرے؟

ج: مدعی نے جو کچھ مدعی علیہ سے لیا تھا اس کو واپس کردے۔ اور اس حصہ سے جھگڑے اگر متنازع فیہ کے بعض کا حصہ دار نکل آئے تو اس کے بقدر عوض کو واپس کر کے اس میں جھگڑے۔

س: ایک شخص نے مکان میں حصہ کا دعویٰ کیا۔ اس میں کوئی تفصیل بیان نہیں کی پھر کسی چیز پر صلح ہوگئی۔ پھر کچھ حصہ کا اور حقدار نکل آیا تو کیا (مدعی) نے جو عوض لیا ہے واپس کرے؟

ج: اس کے ذمہ کچھ بھی واپس کرنا لازم نہیں (کیونکہ اس کا دعویٰ صحیح ہے)

س: کیا مال اور منافع اور جنایت عمد اور جنایت خطا اور حد کے دعووں میں صلح جائز

ہے؟

ج: ان سب دعووں میں صلح جائز ہے۔ لیکن دعویٰ حد میں جائز نہیں۔

س: ایک شخص نے عورت سے نکاح کا دعویٰ کیا۔ لیکن عورت اس کا انکار کرتی ہے۔ پس اس نے اس سے کچھ مال دے کر صلح کی تاکہ مرد اپنے دعوے کو چھوڑ دے۔ تو اس صلح کا کیا حکم ہے؟

ج: صلح جائز ہے۔ یہ صلح خلع کے معنی میں ہو گی۔

س: ایک عورت نے کسی مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا۔ مرد انکار کرتا ہے اس نے کچھ مال دیکر صلح کی کیا یہ صلح جائز ہے؟

ج: یہ صلح جائز نہیں۔

س: ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے۔ اور اس نے کچھ مال پر صلح کرلی اس بارے میں کیا حکم ہے؟

ج: یہ صلح جائز ہے گویا مدعی نے مال لیکر آزاد کر دیا۔

س: ایک شخص نے دوسرے کو صلح کیلئے وکیل بنایا پس وکیل نے صلح کروادی کیا جس پر صلح ہوئی اس کا ادا کرنا وکیل کو لازم ہو گا؟

ج: وکیل کو اس کا ادا کرنا لازم نہ ہو گا۔ مگر یہ کہ وہ ضامن ہو جائے بلکہ مال تو موکل پر لازم ہوا ہے۔

س: کسی نے کسی کی طرف اس کے حکم کے بغیر صلح کرلی تو مال کس پر لازم ہو گا؟

ج: اس کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) مال پر صلح کی اور ضامن ہو گیا (تو صلح مکمل ہو گی) (۲) اگر کہا میں نے تجھ سے اپنے ان ہزار درھموں پر یا اپنے اس غلام پر صلح کی تو ان دونوں صورتوں میں صلح مکمل ہو جائے گی اور جو چیز طے ہوئی اس کا دینا لازم ہو جائے گا۔ (۳) اگر کہا کہ میں تجھ سے ہزار پر صلح کرتا ہوں۔ پھر ہزار اس کے سپرد کر دیئے تو اس صورت میں بھی صلح درست ہو گی۔ لیکن جو اس نے اس کے

مال سے ادا کیا جسکی طرف سے صلح کی اس سے نہیں لے سکتا۔ (۴) اگر کہا میں نے تجھ سے ہزار پر صلح کی لیکن میں ضامن نہیں ہوں نہ اپنی طرف نسبت کی اور نہ ادا کیے تو یہ مدعی علیہ کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ اگر اس نے اجازت دے دی تو جس پر صلح ہوئی وہ لازم ہو جائے گی یعنی ہزار اگر اجازت نہیں دی تو صلح باطل ہو جائیگی۔

س: دو آدمیوں کا قرض کسی پر تھا۔ ایک نے اپنے حصہ کی کپڑے پر صلح کر لی (یعنی کپڑا لے لیا) تو دوسرا شریک کیا کرے؟

ج: اسکو اختیار ہے جس پر قرض ہے اگر چاہے تو اسی سے مطالبہ کرے اور اگر چاہے نصف کپڑا لے لے مگر یہ کہ اس کا شریک چوتھائی دین کا ذمہ دار ہو جائے۔ اسی طرح اگر ایک نے اپنا نصف قرضہ وصول کر لیا تو دوسرا شریک اس نصف میں شریک ہو جائے۔ پھر دونوں قرض دار سے باقی وصول کریں۔

س: اگر ایک نے اپنے حصہ کے قرض سے سامان وغیرہ خرید لیا تو کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں وہ اپنے شریک سے چوتھائی قرض وصول کر سکتا ہے۔

س: عقد سلم کے شریکین میں سے ایک نے اپنے حصہ کے راس المال پر صلح کر لی تو اس صلح کا کیا حکم ہے؟

ج: طرفینؒ کے نزدیک یہ صلح جائز نہیں۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے۔

س: ایک شخص فوت ہو گیا اس کے وارثوں میں سے ایک نے کچھ مال پر صلح کر لی جو اس کو دے دیا گیا اور باقی وراثت سے اسکو علیحدہ کر دیا گیا کیا یہ صلح جائز ہے؟

ج: اس میں کچھ تفصیل ہے اپنی عقل کو حاضر کر کے سن (۱) اگر ترکہ زمین اور سامان تھا تو یہ صلح جائز ہے خواہ اس کو کم چاہو یا زیادہ۔ (۲) اگر ترکہ سونا تھا اس کو چاندی دی یا ترکہ چاندی تھی اسکو سونا دیا تو یہ بھی جائز ہے۔ (۳) اگر ترکہ سونا چاندی اور اس کے علاوہ دوسرا سامان تھا پس انہوں نے سونے پر صلح کی یا چاندی پر تو اس میں

شرط یہ ہے۔ جس پر صلح ہوئی اس میں جو اس کا حصہ ہے اس سے زیادہ دیا جائے تاکہ اس جنس کے برابر اس کا حصہ ہو جائے زائد باقی میراث کے مقابلے میں ہو جائے۔ (۴) اگر ترکہ قرض ہے لوگوں کے ذمہ ان میں سے ایک نے مال کے بدلہ میں صلح کرلی اسی طرح کہ وہ قرض سے کچھ نہیں لے گا بلکہ سارا قرض باقیوں کے لئے ہوگا یہ صلح باطل ہے۔ (۵) اگر وہ شرط لگائیں کہ وہ بری کردے گا قرض داروں کو قرض سے صلح کی وجہ سے ان سے کچھ طلب نہیں کرے گا تو صلح جائز ہوگی۔

س: ایک شخص کا کسی پر نقد ہزار تھا۔ اس نے ہزار ادھار پر صلح کرلی تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ صلح جائز گویا اس نے خود اپنے حق کو مؤخر کیا (کیونکہ بیع دراھم کی اپنی مثل سے ادھار جائز نہیں ہم نے محمول کیا اس کو تاخیر پر)

س: ایک شخص کے ہزار درھم کسی پر فوراً واجب الاداء تھے اس نے ایک ماہ کی تاخیر پر دنانیر سے صلح کرلی اس کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ جائز نہیں کیونکہ یہ بیع صرف ہے اس میں ادھار جائز نہیں۔

س: ایک شخص کا ہزار ادھار کسی کے ذمہ تھا قرض دار نے پانچ سو نقد پر صلح کرلی اس کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ صلح جائز نہیں۔

س: ایک کے دوسرے پر ہزار سیاہ درھم تھے اس نے پانچ صد سفید پر صلح کرلی اس صلح کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ جائز نہیں۔

فائدہ: جو چیز عقد مداینۃ کے ساتھ لازم ہو اگر اسکے بعض پر صلح ہو جائے تو اسکو معاوضہ پر محمول نہیں کریں گے۔ بلکہ یوں خیال کریں گے کہ اس نے اپنا بعض

حق وصول کیا اور بقیہ معاف کر دیا ورنہ ربوا لازم آئیگا۔ جیسا کہ ایک شخص کے ہزار کھرے تھے اس نے پانچ سو کھوٹوں پر صلح کر لی تو یہ ایسا ہے کہ اس نے اپنا بعض حق معاف کر دیا۔

کتاب الھبہ / ھبہ کا بیان

س: ھبہ کیا ہے؟
ج: کسی چیز کا مالک ہونا (یا مالک بنانا بغیر کسی عوض کے)
س: اسکے رکن کیا ہیں؟
ج: ایجاب اور قبول۔
س: کیا ایجاب اور قبول کے بعد اس کے اہتمام کیلئے کسی اور چیز کی بھی شرط ہے؟
ج: اس کے اتمام کیلئے قبضہ کرنا شرط ہے۔ اگر جس کو ھبہ کیا گیا ہے اس نے مجلس میں ھبہ کرنے والے کی اجازت کے بغیر قبضہ کر لیا تو جائز ہے۔ اگر جدا ہونے کے بعد قبضہ کیا تو صحیح نہیں مگر یہ کہ ھبہ کرنے والا قبضہ کی اجازت دے۔
س: ھبہ کن الفاظ سے منعقد ہوتا ہے؟
ج: ھبہ ان الفاظ سے منعقد ہو جاتا ہے۔ میں نے ھبہ کر دیا۔ دے دیا ہے۔ بخش دیا ہے۔ یہ کھانا مجھے کھلا دیا۔ یا کپڑا میں نے تیرا ہی کر دیا عمر بھر کیلئے یہ چیز تجھے دے دی (یعنی یہ چیز تیرے مرنے تک تیری جب تو مر جائے وہ میری ہو گی اگر وہ مر جائے تو اس کے ورثہ کے لئے ہو گی دینے والے کی واپسی کی شرط باطل ہے) اور اس سواری پر تجھے سوار کر دیا جبکہ نیت کی ہو سوار کرنے سے ھبہ کی۔
س: مشترکہ چیز جو قابل تقسیم ہو اگر اس کا کچھ حصہ ھبہ کیا تو اسکا کیا حکم ہے؟
ج: قابل تقسیم چیز کا ھبہ جائز نہیں۔ مگر یہ کہ حقوق سے فارغ اور تقسیم شدہ ہو۔
س: کیا مشترک چیز کا ھبہ جائز ہے؟
ج: ایسی مشترک چیز جو تقسیم نہ ہو سکے ھبہ جائز ہے جیسے غلام، حمام، اور چکی وغیرہ۔

س: اور کسی نے اگر مشترک چیز کا کچھ حصہ ھبہ کر دیا اس کا کیا حکم ہے؟
ج: یہ ھبہ فاسد ہے اگر مشترک چیز کو تقسیم کیا پھر موھوب لہ کے حوالہ صرف وہی حصہ کیا جو اسکو ھبہ کیا تھا تو جائز ہے۔
س: اگر ھبہ کیا آٹا گندم میں اور تیل تلوں میں تو کیا حکم ہے؟
ج: یہ ھبہ فاسد ہے۔
س: اگر آٹا پسوا کر دیا اسکو کیا یہ ھبہ صحیح ہے؟
ج: یہ ھبہ بھی صحیح نہیں ہے مگر عقد جدید سے۔
س: ہم پہلے ذکر کر آئے کہ ھبہ قبضہ سے مکمل ہو جاتا ہے اگر وہ چیز جو ھبہ کی گئی پہلے ہی سے موھوب لہ کے قبضہ میں ہو تو اس مال میں کیا کرے؟
ج: سابقہ قبضہ کفایت کر جائے گا صرف عقد (یعنی ایجاب اور قبول) سے مالک بن جائے گا۔ اگر تجدید قبضہ نہ ہو اسی طرح اگر والد اپنے چھوٹے بچے کو کوئی چیز ھبہ کرے تو نفس ھبہ سے مالک ہو جائے گا کیونکہ قبضہ میں اس کا باپ ہی اس کا نائب ہے۔
س: اجنبی نے چھوٹے بچے کو ھبہ کیا یہ ھبہ کیسے مکمل ہو گا؟
ج: اگر اس کا والد قبضہ کرے تو ھبہ مکمل ہو جائے گا کیونکہ وہ اس کا بھی ہے اگر اس کا والد فوت ہو گیا اس کا ولی غیر والد ہے تو اسکے قبضہ سے بھی ھبہ مکمل ہو جائے گا۔
س: یتیم بچہ ماں کی گود میں تھا۔ ھبہ پر اسکی ماں نے اس پر قبضہ کر لیا اس کا کیا حکم ہے؟
ج: یہ جائز ہے بلکہ اگر وہ غیر کی پرورش میں ہے تو اس کا قبضہ بھی صحیح ہے۔
س: کیا اگر بچہ خود قبضہ کر لے ھبہ صحیح ہو جائے گا؟
ج: اگر وہ اس کو سمجھتا ہے تو قبضہ صحیح ہے ورنہ نہیں لامحالہ اسکی پرورش کرنے والا قبضہ کرے جیسے ابھی گذرا ہے۔
س: دو آدمیوں نے ایک آدمی کو گھر ھبہ کیا، یا ایک شخص نے دو شخصوں کو ھبہ کیا اس کا کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک پہلی صورت میں ہبہ جائز ہے۔ دوسری صورت میں جائز نہیں۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں دونوں صورتوں میں جائز ہے۔

س: کیا ھبہ میں عوض دینا (یا عوض لینے کی شرط لگانا) صحیح ہے؟

ج: عوض کی شرط سے ھبہ جائز ہے اس میں عوض پر قبضہ کا اعتبار کیا جائے گا جب دونوں طرف سے قبضہ ہو جائے تو عقد صحیح ہو گا۔ اس کا حکم بیع کی طرف ہو گا خیار عیب یا خیار رویت سے لوٹایا جا سکتا ہے۔ اور اس میں شفعہ بھی ہو سکتا ہے۔

س: ایک شخص نے باندی ھبہ کی لیکن اسکے حمل کا استثناء کر لیا اس کا کیا حکم ہے؟

ج: ھبہ صحیح ہے لیکن استثناء باطل ہے۔

س: ھبہ میں رجوع کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر اجنبی کو ھبہ کیا تو رجوع کر سکتا ہے۔ مگر یہ کہ اس نے اسکا عوض دیا ہو یا اس نے ھبہ کی چیز میں ایسی چیز ملا لی جو علیحدہ نہیں ہو سکتی یا متعاقدین میں سے کوئی مر گیا ہو، یا ھبہ شدہ چیز مرھوب لہ کی ملک سے نکل گئی ہو، رجوع کرنا اگر جائز ہو تو ان شرطوں کے ساتھ جائز ہو گا ورنہ بہت سخت کراھت ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ھبہ کو واپس لینے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے چاٹ لے اس جیسا برا ھم میں اور کوئی نہیں۔

س: ھبہ کے مسئلہ کو اجنبی کے ساتھ کیوں مقید کیا؟ کیا رشتہ داروں سے ھبہ واپس نہیں لئے سکتا؟

ج: اگر ذی رحم محرم کو ھبہ دیا تو اس میں رجوع جائز نہیں ہے اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے ھبہ کریں تو بھی یہی حکم ہے یعنی فلا رجوع فیہا۔

س: تم نے کہا کہ اگر ھبہ کا عوض دیا گیا تو حق رجوع باقی نہیں رہتا وہ کونسا عوض ہے جو رجوع کو منع کرتا ہے؟

ج: اسکی صورت یہ ہے کہ موھوب لہ واھب سے کہے کہ اپنے ھبہ کا یہ عوض لے

لے، یا اسکا بدلا، یا اسکے مقابلہ میں، پھر جب عوض دے دیا گیا اور واھب نے قبضہ کر لیا تو رجوع کا حق ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر اجنبی نے موھوب لہ کی طرف (حسن) سلوک کرتے ہوئے عوض دے دیا اور واھب نے قبضہ کر لیا تو بھی رجوع کا حق ساقط ہو گیا۔

س: موھوب لہ نے ھبہ کا عوض دے دیا تھا لیکن پھر ھبہ کی نصف چیز کا کوئی حق دار نکل آیا تو کیا عوض والا اپنے عوض سے کچھ واپس لے سکتا ہے؟

ج: نصف عوض لے سکتا ہے۔

س: کیا صحت رجوع کیلئے کچھ شرطیں لگائیں گے؟

ج: رجوع کیلئے دو میں سے ایک امر کا پایا جانا ضروری ہے۔ (۱) متعاقدین کی رضامندی سے (۲) یا قاضی کے حکم سے (اسلئے کہ اس چیز میں موھوب لہ کی ملک ثابت ہے وہ اسکی ملک سے نہیں نکل سکتی مگر رضاء یا قضاء کے ساتھ۔

س: ھبہ کی چیز ہلاک ہونے کے بعد اس کے بعض کا کوئی حق دار نکل آیا، موھوب لہ نے اسکی ضمان دے دی کیا اس صورت میں واھب سے کچھ لے سکتا ہے؟

ج: اس صورت میں کچھ بھی واپس نہیں لے سکتا۔

س: کیا صدقہ میں ملکیت فقیر کیلئے قبضہ ضروری ہے؟

ج: صدقہ ھبہ کی طرح ہے فقیر اسکا مالک نہیں بنے گا مگر قبضہ سے، مشترک چیز جو تقسیم کا احتمال رکھتی ہو اسکا صدقہ جائز نہیں۔

س: اگر دو فقیروں پر ایک چیز صدقہ کی کیا یہ جائز ہے؟

ج: جائز ہے۔

س: کیا صدقہ میں رجوع درست ہے؟

ج: قبضہ کے بعد رجوع درست نہیں۔

س: ہمارے آئمہ کے نزدیک عمریٰ اور رقبیٰ کا کیا حکم ہے؟

ج: عمریٰ جائز ہے (اور وہ یہ ہے کہ کوئی کہے میرا گھر تیرے لئے ہے تیری عمر میں، لیکن تیرے مرنے کے بعد میرا ہوگا یہ تملیک صحیح ہے اور شرط باطل، کیونکہ ہم بیان کر آئے ہیں کہ ھبہ شروط باطلة سے فاسد نہیں ہوتا) وہ چیز معمر لہ (یعنی موھوب لہ) کیلئے ہوگی اسکی زندگی میں اس کے بعد اس کے ورثہ کی ہوگی، اور رقبیٰ باطل ہے (اور وہ یہ ہے کہ کوئی کہے دوسرے کو داری لک رقبی کہ اگر میں تجھ سے پہلے مر جاؤں تو یہ گھر تیرا ہے، اگر تو مجھ سے پہلے مر جائے تو یہ گھر امیرا ہوگا) امام ابو حنیفہؒ و محمدؒ کے نزدیک، لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے (وہ فرماتے ہیں کہ اسکا قول داری لک تملیک ہے اور اسکا قول رقبی شرط فاسد ہے مثل اسکے قول عمریٰ کے، لیکن طرفینؒ کی دلیل حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آپ ﷺ نے عمریٰ کو جائز رکھا اور رقبی کو رد کر دیا۔

کتاب الغصب / غصب کا بیان

س: غصب کیا ہے؟

ج: باطل قبضہ جما کر حق قبضہ کو زائل کرنا ایسے مال میں جو متقوم ہو محترم ہو قابل نقل ہو مالک کی اجازت کے بغیر۔

س: اگر کسی نے کوئی چیز غصب کی پھر دعویٰ کیا کہ وہ چیز ہلاک ہو گئی تو اس پر کیا لازم ہو گا؟

ج: اصل یہ ہے کہ غاصب غصب شدہ چیز کو ہی لوٹائے اگر وہ ہلاک ہونے کا (یعنی ضائع ہونے کا) دعویٰ کرے تو حاکم اسکو قید کر دے یہاں تک کہ یقین ہو جائے کہ اگر وہ چیز اسکے پاس ہوتی تو ضرور حاضر کر دیتا پھر اسپر اسکے بدل کا فیصلہ کر دے۔

س: بدل کیا ہے؟

ج: اگر مثلی چیز غصب کی جیسے گندم وغیرہ پھر ضائع ہو گئی تو اسپر اسکے مثل ضمان ہو گی، اگر غیر مثلی غصب کی جیسے مثلاً جو گنتی سے دی جاتی ہے اور وہ مختلف ہوتی ہے تو اسپر اسکی قیمت ہو گی۔

س: کیا چیز کے ضائع ہونے اور ضائع کرنے میں کوئی فرق ہے؟

ج: اس میں کوئی فرق نہیں غاصب پر ہر حال میں ضمان لازم ہو گی خواہ مغصوب چیز ہلاک کر دی جائے یا ہلاک ہو جائے اسکے عمل یا اسکے بغیر عمل کے بغیر۔

س: نقصان کا کیا حکم ہے؟

ج: غاصب کے پاس مغصوب چیز میں جو نقصان واقع ہو غاصب اس نقصان کا ذمہ دار

ہے۔

س: کوئی چیز غصب کی پھر غاصب کے عمل سے اسکی ھیئت بدل گئی۔ یہاں تک کہ اسکا نام بھی بدل گیا اور اسکے بڑے منافع ختم ہوگئے جیسے بکری غصب کی پھر اسکو ذبح کردیا اور اسکو بھون لیا یا سالن پکالیا، یا گندم غصب کی اسکو پسوالیا۔ یا لوہا غصب کیا اس سے تلوار بنوالی، یا پیتل وغیرہ غصب کیا اس سے برتن وغیرہ بنوالئے تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں جس سے غصب کیا گیا اسکی ملکیت ختم ہوگی اور غاصب کی ملکیت میں داخل ہوگی، لیکن غاصب اس سے اسوقت تک نفع نہیں اٹھاسکتا جب تک مالک کو اسکا بدل نہ دے۔

س: کپڑا غصب کیا اسکو سرخ رنگ دلوایا، یا ستو غصب کیا اسکو گھی میں ملادیا اسکا کیا حکم ہے؟

ج: مالک کو اختیار ہے اگر چاہے تو غاصب کو اصل چیز کا ذمہ دار ٹھہرائے اگر چاہے تو ان چیزوں کو اسی حال میں لیکر جو زیادتی رنگ یا گھی وغیرہ کی وجہ سے آئی ہے وہ غاصب کو واپس کردے۔

س: اگر شہتیر غصب کیا پھر اسکو عمارت میں لگادیا تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: وہ مالک کے ملک سے نکل جائے گا اور غاصب پر اسکی قیمت لازم ہوگی۔

س: کسی چیز کو غصب کر کے چھپادیا مالک نے اسکو قیمت کا ذمہ دار ٹھہرایا لیکن (تعین) قیمت میں اختلاف ہوگیا ان دونوں میں کس طرح فیصلہ کیا جائے گا؟

ج: اس میں غاصب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا مگر یہ کہ مالک اس سے اکثر قیمت پر گواہ قائم کردے تو مالک کا قول معتبر ہوگا جب غاصب نے اس چیز کی قیمت ادا کردی تو وہ اس چیز کا مالک ہوگیا۔

س: غاصب غصب کی عیب شدہ چیز کا ضامن ہوا مالک کے قول سے یا مالک کے

گواہوں کی وجہ سے یا غاصب کا اپنی قسم سے انکار کی وجہ سے، یا غاصب کے قول کا قسم کے ساتھ، پھر وہ چیز ظاہر ہو گئی تو اسکی قیمت اس سے زیادہ تھی جس کا وہ ضامن ہوا تھا کیا صورت مذکورہ میں مالک کو اختیار ہے کہ قیمت کی کمی وصول کرے؟

ج: اگر غاصب اپنے قول قسم کے ساتھ ضامن ہوا تھا تو مالک کو اختیار ہے اگر چاہے تو اسی قیمت پر صبر کرے اگر چاہے اپنی چیز لیکر اسکا عوض واپس کر دے باقی سب صورتوں میں مالک کو کوئی اختیار نہیں، مغصوب چیز اب غاصب کی ہو گئی۔

س: سونا یا چاندی غصب کر کے اسکے درھم یا دنانیر بنوا لئے یا برتن بنوائے، کیا مالک کی ملکیت اس سے زائل ہو جائیگی؟

ج: اس صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مالک کی ملکیت زائل نہ ہو گی کیونکہ وہ چیز اپنی اصلی صورت کے لحاظ سے باقی ہے، لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں اسکی ملکیت زائل ہو گی۔ کیونکہ اس میں ایک معتد بہ تبدیلی آچکی ہے۔ اب غاصب کے ذمہ بقدر مال مغصوب بدل واجب ہے۔

س: اگر کسی کی بکری بغیر اسکی اجازت کے ذبح کر دی تو اب مالک کیا کرے؟

ج: مالک کو اختیار ہے اگر چاہے تو اسکو کل قیمت کیا ضامن بنائے اور بکری اسے سپرد کر دے، اگر چاہے تو ذبح شدہ بکری کیلئے نقصان کا ضامن ٹھہرائے۔

س: اگر کسی کا کپڑا پھاڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر پھٹن تھوڑی سے ہے تو ضامن ہو گا اگر زیادہ ہے کہ اس سے عام منافع نہیں اٹھایا جا سکتا تو اسکا مالک اسکو کل قیمت کا ذمہ دار ٹھہرائے۔

س: تم نے غصب کی تعریف میں یہ شرط لگائی کہ مغصوب قیمتی اور محترم مال ہو جو منتقل ہو سکے اس قید کا کیا فائدہ؟

ج: آئندہ آنے والی صورتوں میں اسکا فائدہ ظاہر ہو گا۔ (۱) مثلاً مسلمان نے دوسرے

مسلمان کی شراب یا خنزیر ہلاک کر دیا تو ضامن نہ ہوگا۔ یہ دونوں مسلمان کے نزدیک نہ قیمتی مال ہے اور نہ محترم، اگر مسلمان نے ذمی (ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو مسلمان حکومت میں ٹیکس ادا کر کے رہتا ہے اور اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کرتا ہو) کی شراب یا خنزیر ہلاک کر دی تو ضامن ہوگا کیونکہ یہ دونوں ذمیوں کے نزدیک قیمتی مال ہیں۔ (۲) اگر زمین غصب کی لیکن شیخینؒ کے نزدیک زمین میں غصب نہیں ہوتا اسلئے کہ زمین ان چیزوں میں سے نہیں جو منتقل ہو یا ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف پھیری جاتی ہوں، اس اختلاف کا نتیجہ اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ جب زمین غصب کی اور اسکے پاس ہلاک ہو گئی (ہلاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ سیلاب وغیرہ کا پانی اس پر غالب آگیا جس کی وجہ سے اسکے درخت یا مٹی وغیرہ بہہ گئی) تو شیخینؒ کے نزدیک ضامن نہ ہوگا لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ضامن ہوگا۔

س: شیخین کے نزدیک زمین میں غصب تو ثابت نہیں ہوتا لیکن اگر قبضہ کر لیا اور انکے فعل سے نقص آگیا یا انکی رہائش کرنے کی وجہ سے تو کیا وہ ضامن ہونگے۔

ج: اس صورت میں سب کے نزدیک ضمان ہوگی۔

س: کسی نے زمین غصب کی اسمیں باغ لگا دیا یا تعمیر کر لی تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: غاصب سے کہا جائیگا اپنا باغ اور مکان اکھیڑ کر خالی زمین مالک کے حوالہ کر اگر ان کے اکھیڑنے سے زمین میں نقص آتا ہو تو مالک سے کہا جائیگا کہ انکی قیمت ادا کر دے پھر یہ چیزیں اسکی ہو جائینگی قیمت باغ کے کٹنے کے بعد اور مکان اکھیڑنے کے بعد لگائی جائیگی۔

س: مغصوب چیز کی بڑھوتری جب غاصب کے قبضہ میں ہو تو اسکا کیا حکم ہے؟

ج: مغصوب کی بڑھوتری غاصب کے پاس امانت جیسے مغصوب کا بچہ یا مغصوب باغ کا پھل اگر غاصب کے پاس ہلاک ہوگا تو اس پر کوئی ضمان نہیں مگر یہ کہ وہ اس پر

زیادتی کرے یا مالک کے طلب کرنے پر اس نے نہ دی ہو۔

س: باندی غصب کر کے اس سے اس نے یا دوسرے نے زنا کیا اس نے بچہ جنا ولادت کی وجہ سے نقص آگیا اس نقصان کا کون ذمہ دار ہے؟

ج: غاصب اس نقصان کا ذمہ دار ہوگا اگر بچہ کی قیمت سے نقصان پورا ہو سکے تو کر دیا جائیگا غاصب سے تاوان ساقط ہو جائے گا اور اگر بچہ کی قیمت سے نقصان پورا نہ ہو تو اسکے بقدر تاوان ساقط ہو جائے گا اور باقی کا وہ ضامن ہوگا۔

س: جانور غصب کیا پھر اس پر سواری کی یا گھر غصب کیا اس میں رہائش کی یا غلام غصب کیا اس سے (مثلاً ایک ماہ خدمت کی کیا اس منافع کا ضامن ہوگا؟)

ج: غاصب صرف نفع اٹھانے کا ضامن نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کے استعمال سے اس چیز میں نقص آجائے (اسکا مطلب یہ ہے کہ قضاء تو ضامن نہیں ہوگا لیکن اخروی اعتبار سے گناہ گار ہوگا)

کتاب الودیعۃ / ودیعت کا بیان

س: ودیعت کا لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہے؟

ج: ودیعت ودیع سے مشتق ہے مطلق ترک کو کہتے ہیں۔ اصطلاحی معنی یہ ہے کہ اپنی کسی چیز کو کسی کے پاس بطور حفاظت رکھنا اس طرح کہ وہ حکما مالک کے ملک میں ہوگی (اسی طرح صاحب جوہر نے ذکر کیا ہے ثُمَّ قَالَ وَدِیْعَتْ اور امانت میں یہ فرق ہے۔

س: ودیعت جب مودع کے پاس ہو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: ودیعت مودع کے پاس بطور امانت ہے اگر بلا وجہ ہلاک ہوگئی تو مودع ضامن نہ ہوگا؟

س: کیا مودع (جس کے پاس ودیعت رکھی گئی ہے) پر لازم ہے کہ وہ اسکی حفاظت خود کرے؟

ج: خود بھی حفاظت کر سکتا ہے اور اپنے اہل وعیال میں ان سے بھی حفاظت کروا سکتا ہے۔ اگر ان کے علاوہ کسی اور سے حفاظت کروائی یا اس کو کسی کے پاس ودیعت رکھا تو ضامن ہوگا۔ مگر یہ کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی ہو اس نے اپنے پڑوسی کے حوالہ کردی ہو یا وہ کشتی میں تھا غرق ہونے کے خوف سے دوسری کشتی میں ڈال دی وہ ضامن نہ ہوگا کیونکہ اس کا یہ فعل ودیعت کی چیز کی اصلاح کیلئے تھا (صاحب ہدایہ کہتے ہیں ان صورتوں میں بغیر گواہوں کے اسکی تصدیق نہ کی جائیگی)

س: ودیعت والے نے مودع کو کہا اسکو اپنی بیوی کے حوالہ نہ کرنا اسنے حوالہ کردیا اس نے کہا اسکی اس کمرے میں حفاظت کرنا اس نے دوسرے کمرے میں حفاظت کی

ودیعت ہلاک ہو گئی کیا مودع ضامن ہو گا؟

ج: ان صورتوں میں ضامن نہ ہو گا لیکن اگر اس نے دوسرے گھر میں حفاظت کی تو ضامن ہو گا۔

س: مالک ودیعت کو واپس لینے آیا۔ اس نے کرایہ پر مزدور لیا تو یہ اجرت کس پر آئے گی؟

ج: ودیعت لوٹانے کی اجرت مالک پر ہو گی۔

س: اگر مال ودیعت خود بخود یا مودع کے فعل سے مودع کے مال کے ساتھ گھل مل گیا تو ضمان کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر ودیعت کا مال بغیر اسکے فعل کے مل گیا تو وہ مالک کے ساتھ شریک ہو گا۔ اگر اس کے فعل سے ایسا ہوا ہے اور جدا بھی نہیں ہو سکتا تو ضامن ہو گا۔

س: اگر مودع مال ودیعت سے خرچ کر دے تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر مودع نے کل مال خرچ کیا تو کل کا ضامن ہو گا اگر کچھ خرچ کیا اور کچھ ہلاک ہو گیا تو جس قدر خرچ کیا اس کا ضامن ہو گا۔

س: اگر کچھ مال خرچ کیا اتنا ہی مال اس میں رکھا۔ وہ باقی کے ساتھ جل گیا اب کل کا ضامن ہو گا یا بعض کا؟

ج: کل مال کا ضامن ہو گا۔

س: مالک نے ودیعت کا مطالبہ کیا مودع نے روک دیا حالانکہ وہ دینے پر قادر تھا اس کے بعد اس کے پاس بلا وجہ ہلاک ہو گئی اس صورت میں ضمان کا کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں ضامن ہو گا یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے کوئی زیادتی نہیں کی اس لئے کہ مالک کے مطالبہ کے بعد روکنا بڑی زیادتی ہے۔

س: مودع نے ودیعت پر زیادتی کی مثلاً ودیعت جانور تھا اس پر سوار ہوا یا کپڑا تھا اس کو پہن لیا یا غلام تھا اس سے خدمت لی یا اس کو غیر کے پاس ودیعت رکھا پھر زیادتی

کرنا چھوڑ دی اور دوسرے کے پاس سے واپس لے کر اپنے پاس رکھ لیا اس حال میں بھی ضمان کا حکم باقی رہے گا؟

س: اس صورت میں ضمان زائل ہو گی (کیونکہ سابقہ تعدی ختم ہو گی تو ضمان بھی زائل ہو گا اگر اس کے بعد پھر تعدی کرے گا تو ضمان ہو گی)

س: مالک نے ودیعت کا مطالبہ کیا مودع نے انکار کیا (کہ میرے پاس نہیں) اسکی ضمان کا کیا حکم ہے؟

ج: مودع پر ایسی ضمان ہو گی نہ وہ زائل ہو گی اور نہ بدلے، اب اگر اعتراف بھی کرے تو ضمان سے بری نہ ہو گا اور اگرچہ اس کے فعل کے بغیر ہلاک ہو جائے کیونکہ انکار کرنا بھی زیادتی ہے۔

س: کیا مودع ودیعت کو لے کر سفر کر سکتا ہے؟

ج: اسی طرح کرنا جائز ہے اگر مالک نے منع نہ کیا ہو (یہ ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے اور یہ مقید پر جبکہ راستہ پر امن ہے اور مالک نے منع بھی نہ کیا ہو اگر مالک نے سفر میں لیجانے سے منع کیا اور وہ لے گیا اور ہلاک ہو گئی تو ضامن ہو گا صاحبینؒ فرماتے ہیں اگر اس کا اٹھانا مشکل ہو تو سفر نہ کرنا چاہیئے)

س: اگر بوجھل ہو اس کا اٹھانا مشقت سے خالی نہ ہو تو اس کے ساتھ سفر کا کیا حکم ہے؟

ج: سابقہ شرط کے ساتھ اس حال میں بھی سفر جائز ہے۔

س: دو شخصوں نے ودیعت رکھی پھر ایک نے حاضر ہو کر اپنا حصہ طلب کیا، کیا مودع کو اس کا حصہ دینا جائز ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں دوسرے کے حاضر ہونے کے بغیر اسکو اسکا حصہ نہ دیا جائے۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں اسکا حصہ اسکو دینا جائز ہے۔

س: ایک شخص نے دو شخصوں کے پاس ودیعت رکھی کیا ایک کو جائز ہے کہ سب دوسرے کے پاس رکھ دے؟

ج: یہ جائز نہیں ہے بلکہ اسکو تقسیم کر کے ہر ایک نصف کی حفاظت کرے جبکہ وہ قابل تقسیم ہو۔ اگر وہ قابل تقسیم نہ ہو تو ایک دوسرے کی اجازت سے حفاظت کر سکتا ہے۔

س: ودیعت مالک کے گھر پہنچادی لیکن مالک کے سپرد نہیں کی اگر ہلاک ہو گئی تو کیا ضامن ہوگا؟

ج: ضامن ہوگا (کیونکہ وہ غیر کی حفاظت دینے کیلئے تیار نہیں ہے اگر راضی ہوتا تو اس کے پاس ودیعت نہ رکھ دیتا)

س: ودیعت لوٹانے کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟

ج: جس نے ودیعت رکھی تھی اس پر ہوگی۔

کتاب العاریۃ / عاریت کا بیان

س: عاریت کیا ہے؟

ج: بغرض عوض کے کسی کو منافع کا مالک بنانا۔

س: اس کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

ج: یہ جائز ہے۔

س: اس کے کلمات کیا ہیں (یعنی الفاظ کیا ہیں)؟

ج: اس میں معیر کا واضح قول کہ میں نے تجھے[1] خدمت کیلئے دیا تجھ کو یہ غلام۔ میرا گھر تیرے رہنے کیلئے ہے۔ اور میرا گھر تیرے عمر بھر رہنے کیلئے ہے۔ اور اگر کہا کہ کھانا کیلئے دی یہ زمین۔ اور دیا تجھ کو یہ کپڑا[2] اور سوار کر دیا تجھ کو اس جانور پر ان میں عاریت صحیح ہے جب ھبہ کا ارادہ نہ کیا ہو۔

س: مانگی ہوئی چیز کا مانگنے والے کے پاس کس حکم میں ہے؟

ج: مانگی ہوئی چیز اس کے پاس امانت ہے اگر بغیر زیادتی کے ہلاک ہو گی تو ضمان نہیں ہو گی۔

س: کیا مستعیر کو مانگی ہوئی چیز کرایہ پر دینا جائز ہے؟

ج: یہ جائز نہیں اگر کرایہ پر دے دی اور ہلاک ہو گئی تو ضمان ہو گی کیونکہ یہ زیادتی ہے۔

س: مانگی ہوئی چیز لینے والا کسی اور کو مانگی ہوئی چیز دے سکتا ہے؟

---

(۱) مانگوی دی۔

(۲) پہننے کیلئے کپڑا دیا۔

ج: جائز ہے بشرطیکہ استعمال کرنے والے کے بدلنے سے اس چیز میں فرق نہ آئے۔

س: کیا دراھم اور دنانیر اور مکیل اور موزونی چیز کو مانگی ہوئی چیز دینا جائز ہے؟

ج: یہ جائز ہے لیکن یہ قرض ہوگا اگرچہ اس کو بطور عاریت دیا ہو۔

س: جانور منگوالیا تھا پھر مالک کے اصطبل میں پہنچادیا وہ (وہاں) ہلاک ہوگیا تو ضمان کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ ضامن نہ ہوگا کیونکہ اس نے معروف طریقہ کے مطابق اس کے سپرد کردیا اسی طرح اگر غلام خدمت پر لیا پھر مالک کے گھر لوٹادیا اس کے سپرد نہیں کیا تو بھی ضمان نہ ہوگی۔

س: مانگی ہوئی چیز کی واپسی پر اٹھانے کی مزدوری کس پر ہوگی؟

ج: مانگی ہوئی چیز لینے والے پر ہوگی جیسے مغصوب چیز لوٹانے کی اجرت غاصب پر تھی۔ لیکن کرایہ پر دی ہوئی چیز کی واپسی کی اجرت دینے والے پر ہے۔

س: کیا مانگی ہوئی چیز دینے والا اپنی چیز واپس لے سکتا ہے؟

ج: جب چاہے لے سکتا ہے۔

س: جب مانگ لی زمین درخت لگانے کیلئے اب دینے والا واپس لینے کا ارادہ کرتا ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ اسمیں تعمیر ہوچکی ہو اور درخت لگے ہوئے ہیں تو تعمیر اور درختوں کا کیا کریں گے؟

ج: اسکی دو صورتیں ہیں۔(۱) اگر مانگی چیز (یعنی زمین) کی مدت مقرر تھی (کہ یہ زمین دس سال کیلئے مانگی ہے) اب مالک وقت مقررہ سے پہلے لینا چاہتا ہے تو مستعیر کو مکان اور درخت اکھیڑنے سے جو نقصان آئے گا اس کی ضمان دینا ہوگی۔(۲) اگر وقت مقرر نہ تھا تو مستعیر کو اکھاڑنے کی تکلیف دی جائیگی اس صورت میں کوئی ضمان نہ ہوگی (پہلی صورت کے بارے میں قدوری میں تو اس قدر لکھا ہے کہ زمین والا مستعیر کیلئے تعمیر اور درخت کی قیمت کا ضامن ہوگا اور یہ چیزیں زمین

والے کی ہو جائیں گی، مگر یہ کہ زمین مانگنے والا اس کو اکھاڑنا چاہتا ہے تو اکھاڑ لے
کیونکہ وہ اس کا مالک ہے۔ لیکن ان کی قیمت کی ضمان نہ ہوگی۔ کفایہ میں ہے اگر
مدت مقررہ تک وہ چیز رہتی تو اسکی قیمت دس روپے ہوتی اب فی الحال اکھاڑنے
پر دو روپیہ ہے تو یہ آٹھ روپے (مالک سے لے گا)

کتاب المزارعۃ / مزارعت کا بیان

س: مزارعت کا لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہے؟

ج: مزارعت لغۃً زرع سے مفاعلت ہے بمعنی بونا بیج ڈالنا اور اصلاح فقہاء میں زمین والے کا کسی سے معاملہ کرنا اس پر جو کھیتی کاشت کرے اس سے جو پیدا ہو وہ ان میں مشترک ہو گا تہائی یا چوتھائی یا نصف ونصف۔

س: ہمارے آئمہ ثلاثہ کے نزدیک مزارعت کا کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مزارعت باطل ہے (کیونکہ ان کے پاس مسلم کی روایت کی دلیل ہے) لیکن صاحبین کے نزدیک چار قسم پر ہے جس میں تین قسمیں جائز اور ایک ناجائز ہے فتویٰ اسی پر ہے (انکے پاس صحاح ستہ الا النسائی کی روایات دلیل ہے) (۱) زمین اور بیج ایک کا ہو محنت اور بیل وغیرہ دوسرے کے ہوں۔ (۲) زمین ایک کی ہو محنت اور بیل دوسرے کے ہوں اور بیج بھی دوسرے کے ہوں۔ (۳) زمین اور بیج اور بیل ایک کے ہوں اور محنت دوسری طرف سے ہو یہ تینوں صورتیں جائز ہیں۔ (۴) زمین اور بیل ایک کے ہو بیج اور محنت دوسرے کی ہو یہ صورت باطل ہے۔

س: صاحبین کے نزدیک جن صورتوں میں مزارعت جائز ہے کن کن شرطوں سے جائز ہے؟

ج: دو شرطوں سے صحیح ہے۔ (۱) مزارعت کی مدت معلوم ہو (یعنی چند سال کی مدت مزارعت کیلئے مقرر کرنا ضروری ہے۔ (۲) جو زمین سے جنس نکلے وہ انکے درمیان مشترک ہو۔

س: عقد مزارعت میں ایک نے اپنے لئے چند من کی شرط لگائی تو اس مزارعت کا کیا حکم ہے؟

ج: مزارعت کی یہ صورت باطل ہے (کیونکہ ممکن ہے جتنے من کی اس مزارع نے شرط لگائی اس سال صرف اتنے ہی من ہو دوسرے کو کچھ نہ ملے پھر جھگڑے کا خطرہ ہوگا۔

س: اگر یہ شرط لگائی کہ چھوٹے کھالوں پر جو اگے گا یا نالیوں کے کنارے پر جو اگے گا وہ کسی ایک کیلئے ہوگا اس کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ باطل ہے۔

س: جب مزارعت صحیح ہوگئی تو زمین کی آمدنی کس طرح تقسیم کی جائے گی؟

ج: حسب شرط (تہائی یا چوتھائی یا نصف (نصف) تقسیم کی جائے گی اگر زمین سے کچھ نہ اگا تو محنت کرنے والے کو کچھ نہ ملے گا۔

س: مزارعت فاسد ہوگئی لیکن زمین میں کھیتی موجود ہے اور عامل نے اسمیں محنت کی تھی اب آمدنی کیسے تقسیم ہوگی؟

ج: اب آمدنی تقسیم نہیں کی جائے گی بلکہ آمدنی ساری بیج والے کی ہوگی پس اگر بیج زمین والے کی طرف سے تھا تو مزدور کو اجرت مثل ملے گی جو زمین سے نکلنے والی طے شدہ شرط سے زائد نہ ہوگی لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں اسکو اجرت مثلی دی جائے گی خواہ اسکی مقدار کہیں تک پہنچ جائے۔ اگر بیج عامل کی طرف سے تھا تو زمین والے کو زمین کا کرایہ دیا جائے گا۔

س: مزارعت کا معاملہ طے ہونے کے بعد بیج والا کام سے رک گیا کیا اس کو مجبور کیا جائے گا؟

ج: اس پر جبر نہیں ہوسکتا۔

س: اگر عقد مزارعت کے بعد وہ کام سے رک گیا جس کی طرف سے بیج نہیں تھا تو

کیسے فیصلہ کیا جائے گا؟

ج: حاکم اسکو کام کرنے پر مجبور کرے گا۔

س: اگر مزارعت کی مدت گزر گئی اور کھیتی ابھی نہیں پکی تو اب کیا کریں؟

ج: وہ کھیتی کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ پک کر کٹائی کے وقت کو پہنچ جائے، اور زمین والے کیلئے زمین کی اجرت مثلی ہو گی اور حقوق کے مطابق کھیتی کا نفقہ برداشت کریں گے۔

س: کٹائی کی اجرت کس کی ہو گی اور گھائی کی اور جس میدان میں گھن گاھی جاتی ہے اس میدان تک اٹھانے کی مزدوری اور گندم کو بھوسہ سے علیحدہ کرنے کی مزدوری کس پر ہو گی؟

ج: یہ اجرتیں ان دونوں پر بقدر انکے حصہ ہونگی اگر یہ محنت کرنیوالے کے ذمہ لگائیں تو یہ مزارعت فاسد ہو گی۔

س: مزارعت کا عقد کرنے والے متعاقدین میں ایک فوت ہو گیا کیا عقد اپنے حال پر باقی رہے گا؟

ج: کسی ایک کے مرنے سے عقد مزارعت باطل ہو جائیگا قدوری میں صرف اتنا ہی ذکر ہے لیکن صاحب الجوہر فرماتے ہیں سابقہ صورت اس وقت ہو گی جب کاشت سے پہلے ہی فوت ہو جائے لیکن اگر کاشت کے بعد یہ معاملہ دیکھیں گے اگر زمین والا فوت ہو گیا تو کھیتی مزارع کے پاس چھوڑ دیں گے۔ یہاں تک کہ کٹ جائے اور حسب شرط تقسیم ہو جائے۔ اگر مرنے والا محنت کرنے والا تھا۔ اسکے وارثوں نے کہا ہم محنت کریں گے یہاں تک کہ کھیتی کٹ جائے۔ لیکن زمین والے نے انکار کیا۔ یہ اسکو مناسب نہیں اس لئے اسکا کوئی نقصان نہیں۔ بلکہ نقصان انکا ہے۔ فی الحال زراعت کا کاٹ لینے میں پس اس پر لازم ہے کہ اسکو (زمین) رہنے دے۔ اسکے وارثوں کے لئے کوئی مزید اجرت نہیں ہو گی۔ اگر وہ

کاٹ لینے کاارادہ کریں توان کو عمل کرنے پر مجبور نہیں کیاجائیگا۔بلکہ زمین والے سے کہاجائے گاان کو کاٹ لینے دووہ تم دونوں میں مشترک ہوگی یاانکے حصہ کے بقدر انکو پیسے (رقم) دے دو توساری کھیتی تیری ہوجائیگی یاان کے حصہ پر بھی خرچ کر پھر اپناخرچہ انکے حصہ سے وصول کرلینا۔

کتاب المساقاۃ / مساقات کا بیان

س: مساقات کیا ہے؟

ج: مساقات لغۃً سقی سے مفاعلت ہے اور اصطلاح فقہاء میں پھل اور درخت کسی کو دینا تاکہ وہ درختوں کی پرورش اور اصلاح کرے (جو پھل آئے گا) ان میں بطریقہ تہائی یا چوتھائی تقسیم ہوگا۔

س: اس معاملہ کا کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ معاملہ باطل ہے لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ مساقات جائز ہے۔ جبکہ مدت معلوم ہو اور مشترک آمدنی کا حصہ مقرر ہو۔ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔

س: کس قسم کے درختوں پر مساقات صحیح ہے؟

ج: کھجور میں اور انگور میں اور اسکے علاوہ دوسرے (پھل دار) درختوں میں اور سبزیوں میں اور بینگنوں کی جڑوں میں۔

س: کیا اس میں کوئی شرط بھی ہے؟

ج: جب کھجور یا کوئی دوسرے درخت دیئے مساقات کے لئے اس حال میں عامل کی محنت سے پھل بڑھے گا تو جائز ہے۔ اور اگر پھل بڑھنا ختم ہو گیا تو مساقات کا عقد جائز نہیں ہے۔

س: اگر مساقات فاسد ہو جائے تو مزدور کو کیا ملے گا؟

ج: اسکو اجرت میں مثلی دی جائیگی۔

س: کیا یہ بعض صورتوں میں باطل بھی ہو جاتی ہے؟

ج: متعاقدین میں سے کسی ایک کے مرنے سے یہ باطل ہو جائیگی جیسے مزارعت باطل ہو جاتی ہے (صاحب قدوریؒ نے مطلقاً ذکر کیا ہے لیکن صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں اگر زمین والا مر گیا اور پھل نامکمل تھا تو مزدور کو محنت کرتے رہنا چاہئے جیسا کہ وہ اس سے پہلے کرتا تھا یہاں تک کہ پھل حاصل ہو جاتے۔

س: کیا بعض حالات کی وجہ سے مساقات ختم کی جاسکتی ہے؟

ج: عذروں کی وجہ سے فسخ کیا جاسکتا ہے جیسے اجارہ فسخ ہو سکتا ہے۔

کتاب احیاء الموات / غیر آباد زمین کو آباد کرنے کا بیان

س: غیر آباد زمین کیا ہے اور اس کے آباد کرنے کیا حکم ہے؟

ج: غیر آباد زمین وہ ہے جس سے نفع نہ اٹھایا جاسکے، پانی کے بند ہو جانے سے، یا پانی زیادہ آجانے سے یا اس جیسے کسی اور سبب سے ہو جو کاشت سے مانع ہو۔ اسکو آباد کرنا جائز ہے اس میں جو زمانہ قدیم سے خراب چلی آرہی ہو جس کا مالک کوئی نہ ہو یا وہ اسلام میں مقبوض ہو اور اسکا کوئی خاص مالک معلوم نہ ہو اور وہ آبادی سے اتنا دور ہو کہ بستی کے آخر میں کوئی کھڑا ہو کر آواز لگائے تو اسکی آواز اس زمین میں نہ سنی جائے۔

س: کیا اس میں حاکم کی اجازت شرط ہے؟

ج: اجازت شرط ہے (اس وجہ سے) جو حاکم کی اجازت سے آباد کرے گا تو اس زمین کا مالک ہو جائے گا، اگر حاکم کی اجازت کے بغیر آباد کرے گا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مالک نہ ہو گا لیکن صاحبینؒ کے نزدیک پھر بھی مالک ہو جائے گا۔

س: اگر ذمی غیر آباد زمین کو آباد کرے اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اس کا آباد کرنا مسلمان کے آباد کرنے کی طرح ہے اگر آباد کرلی تو مالک بن جائے گا۔

س: زمین آباد کرنے کا کیا معنی ہے؟

ج: (سخت) زمین کو قابل کاشت بنانا اور اس کو پانی لگانا یا اس میں نہر کھودنا، اسمیں پانی چلانا، یا اس میں کنواں کھودنا، یا اس میں ایسا طریقہ اختیار کرنا جس سے پانی محفوظ رہ سکے۔ یا اس میں بیج ڈالنا یا اس پر تعمیر کرنا یا اس پر درخت لگانا (اس سے زمین کو آباد

سمجھا جائے گا)

س: اس کا ذکر گزر چکا ہے اگر زمین بستی سے دور ہو تو آباد کرنا جائز ہے۔ اس قید کا کیا فائدہ؟

ج: اس قید کا یہ فائدہ ہے کہ بستی کے قریب جو زمین ہوتی ہے اسکے بستی والے محتاج ہوتے ہیں۔ جیسے جانور کے چراگاہ کیلئے اور اپنی کٹی ہوئی کھیتی ڈالنے کیلئے۔ اس جیسی زمین آباد کرنا جائز نہیں۔

س: یہ بھی گذر چکا کنواں کھودنا بھی گویا زمین آباد کرنا، پس جب کوئی کنواں کھودے تو اس کو غیر آباد زمین سے کیا ملے گا؟

ج: وہ حریم کنواں کا مالک ہوگا (حرم اس چیز کے ارد گرد یعنی ضرورت کی جگہ کو کہتے ہیں)

س: حریم کی کیا تفصیل ہے؟

ج: اگر یہ کنواں اونٹ یا دوسرے چوپاؤں کو پانی پلانے کیلئے ہے تو اس کا حریم چالیس ہاتھ ہوگا (تقریباً ساٹھ فٹ) ہر طرف سے جب کہ پانی ہاتھ سے نکال کر پلایا جاتا ہو۔ اور اگر وہ کنواں کھیت سینچنے کیلئے ہو تو اس کا حریم ساٹھ ہاتھ ہوگا (یعنی نوے فٹ)

س: اگر کنواں معین ہو یعنی اس کے اندر چشمہ ہو تو اس کے حریم لمبائی کی کیا مقدار ہے؟

ج: اس کا حریم پانچ صد ہاتھ ہوگا (یعنی 750 فٹ)

س: کنواں کھودنے والے کو حریم دینے کا کیا فائدہ؟

ج: اس کا فائدہ یہ ہے کسی کو اس حدود میں کنواں کھودنے کی اجازت نہ ہوگی۔

س: وہ زمین جسے دریا چھوڑ جائے کیا اس کو آباد کرنا جائز ہے؟

ج: اگر اس جگہ پانی لوٹنے کا خدشہ ہو تو آباد کرنا جائز نہیں۔ اور اگر اب پانی کے آنے

کا خطرہ نہ ہو تو زمین بھی غیر آباد کے حکم میں ہے اور اگر وہ کسی بستی کی ضروریات میں استعمال نہیں ہوتی تو اس کو آباد کرنا جائز ہے جس نے حاکم کی اجازت سے آباد کیا وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔

س: ایک شخص کی نہر دوسرے کی زمین سے گذرتی ہے کیا اس کا حریم ہوگا (حریم کی تفصیل اسی باب میں گذر چکی ہے)

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کے لئے کوئی حریم نہ ہوگا۔ مگر یہ کہ اس کے پاس گواہ ہوں۔ لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں اس کیلئے نہر کا بند ہوگا جس پر چلے اور کھدائی کے وقت مٹی وغیرہ ڈالے گا۔

س: ایک شخص نے غیر آباد زمین میں پتھر وغیرہ (لگا کر قبضہ کر لیا) لیکن اس کو آباد نہیں کیا گیا حاکم اس کو مہلت دے؟

ج: اسکو تین سال مہلت دے جب وہ تین سال میں آباد نہ کرے تو حاکم اس سے لیکر دوسرے کو دے دے (کیونکہ پہلے کو اس لئے دی تھی تاکہ آباد کرے۔ اور مسلمانوں کو اس سے آمدہ عشر اور خراج وغیرہ سے نفع حاصل ہو، جب وہ مقصود حاصل نہ ہوا تو دوسرے کو دے دے تاکہ مقصود حاصل ہو، صرف پتھر لگانے کو آبادی نہیں کہتے بلکہ یہ تو صرف نشانی ہے اس لئے وہ اس کا مالک نہ ہوگا۔

کتاب الماذون / ماذون کا بیان

س: ماذون کیا ہے؟

ج: وہ مجور کا عکس ہے کتاب الحجر میں آپ جان چکے ہیں کہ اسباب حجر تین ہیں یعنی الصغر، والرق، والجنون، اس جگہ ہم اس غلام کے مسائل بیان کریں گے جس کو مولا نے اجازت دی ہو خرید و فروخت کی اور آخر میں کچھ ماذون بچہ کے مسائل کریں گے۔

س: جب مولا غلام کو اجازت دے دے تو اسکے تصرفات کا کیا حکم ہے؟

ج: جب مولا غلام کو اذن عام دے دے تو تمام تجارتوں میں تصرف جائز ہے۔ اسکو خریدنا بیچنا گروی رکھنا، اور گروی رکھوانا اگر ایک ہی قسم کی تجارت کی اجازت دی تو بھی تمام تجارتوں میں ماذون ہو گا۔

س: اگر کسی معین خرید کی اجازت (مثلاً) یہ کہ حکم دیا کہ اسکو کہ گھر والوں کیلئے کپڑا یا غلام خرید لائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ اذن تجارت میں نہیں چلے گا بلکہ جس چیز کا حکم کیا گیا وہی کرے اور نہ ہی اس پر ماذون کے احکام جاری ہونگے۔

س: اگر ماذون قرض کا اقرار کرے اور غصب کا اور امانت کا تو کیا حکم ہے؟

ج: یہ اقرار صحیح ہے۔

س: جب آقا اسکو اذن عام دے دے کیا وہ نکاح کر سکتا ہے؟

ج: اس کو نکاح کرنا جائز نہیں اور نہ ہی خریدے ہوئے غلام اور باندیوں کا نکاح کروا سکتا ہے۔

س: کیاماذون غلام کو مکاتب بنا سکتا ہے یا اس کو مال لیکر آزاد کر سکتا ہے؟

ج: یہ جائز نہیں۔

س: کیاوہ ھبہ دے سکتا ہے یا صدقہ کر سکتا ہے؟

ج: نہ عوض لیکر ھبہ دینا جائز ہے اور نہ بغیر عوض کے ہاں کھانے پینے کی معمولی چیز میں ھبہ کر سکتا ہے یا مہمان کا اکرام کر سکتا ہے جو اس کا اکرام کرتا ہے۔

س: آقا نے اپنے غلام کو اذن تجارت دیا اس نے کاروبار شروع کر دیا اور اس پر قرض لازم ہو گیا تو کون ادا کرے گا؟

ج: قرض غلام پر لازم ہیں اسکو قرض خواہوں کیلئے بیچا جائے گا مگر یہ کہ آقا اپنے پاس سے ادا کر کے چھڑا لے جب بک گیا اس کی قیمت قرض خواہوں کے درمیان بعد ان کے حصول کے تقسیم کر دی جائے گی اگر پھر بھی قرضہ باقی رہ جائے تو اس کے آزاد ہونے کے بعد مطالبہ کیا جائے گا۔

س: ماذون غلام پر قرض لازم ہو گیا جس سے اس کا مال اور وہ خود قرض میں گھر گئے کیا مولا جو مال اس کے پاس ہے اس کا مالک ہو جائے گا؟

ج: مولا اس کا مالک نہ ہو گا اسی پر اسی مسئلہ کی بنیاد ہے اگر مالک غلام کے غلاموں کو آزاد کر دے تو وہ آزاد نہیں ہونگے یہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں۔ مولا جو عبد ماذون کے پاس ہے اس کا مالک ہو جائے گا۔ اگر چہ اسکو قرض نے گھیرا ہوا ہو۔

س: اگر مولا اپنے عبد ماذون کو آزاد کر دے جن پر قرض ہو وہ آزاد ہو جائے گا؟

ج: جب مولا اسکو آزاد کر دے تو آزاد ہو جائے گا، اور مولا قرض خواہوں کیلئے قیمت کا ضامن ہو گا اور جو قرض سے باقی رہ جائے گا اس کا وہ آزاد بندہ سے مطالبہ کیا جائے گا۔

س: جب غلام جس کو اجازت دی گئی ہے اپنے مولا سے کوئی چیز بیچے تو اس کا کیا حکم

ہے؟

ج: اگر عبد ماذون مقروض ہے تو اس کی بیع مولا کے ساتھ مثلی قیمت یا اس سے زیادہ جائز ہے۔ اگر نقصان ہے تو جائز نہیں اور اگر وہ مقروض نہیں تو انکے درمیان بیع ثابت ہی نہیں ہوگی کیونکہ غلام اور اس کے پاس سے جو کچھ ہے وہ مولا کی ملکیت ہے۔

س: اگر مولا نے کوئی چیز غلام ماذون کے ہاتھ فروخت کی تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: جائز ہے مثلی قیمت سے یا اس سے کم قیمت میں نہ زیادہ قیمت سے یہ بیع بھی، اس وقت نافذ ہوگی جب غلام مقروض ہو اگر آقا نے وہ چیز قبض ثمن سے پہلے اس کے سپرد کردی تو ثمن باطل ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں تو گویا ثمن آقا کی طرف سے غلام پر دین ہو گیا، اور مولا کا قرض غلام کے ذمہ نہیں آتا، جب ثمن باطل ہو گیا تو گویا آقا نے بغیر ثمن کے بیچ دیا ثمن کے باطل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ثمن کا مطالبہ نہیں کر سکتا ہاں مولا بیع واپس لے سکتا ہے)

س: اگر وہ اس کو اپنے پاس روکے رکھے جب تک قیمت وصول نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

ج: یہ جائز ہے۔

س: جب آقا غلام پر حجر لگادے (حجر کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے) کیا غلام مجبور ہو جائے گا؟

ج: اس کے مجبور کرنے سے مجبور ہو جائے گا بشرطیکہ بازار والوں کو حجر کے حکم کا علم ہو (کیونکہ بازار والے اس کی خرید و فروخت کو صحیح سمجھتے اور اس طرح ادھار دے دیں پس اسی وجہ سے یہ شرط لگائی کہ ان کو علم ہونا ضروری ہے)

س: کیا اس صورت کے علاوہ بھی غلام پر حجر واقع ہو سکتا ہے؟

ج: جب آقا مر جائے یا پاگل ہو جائے یا مرتد ہو کر دار الحرب چلا جائے تو ماذون غلام مجبور ہو گا (اگر غلام مجنون ہو جائے تو مجبور ہو جائے گا اگر مرتد ہو کر دار الحرب چلا

جائے تو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک صرف مرتد ہونے سے مجور ہو جائے گا لیکن صاحبین فرماتے ہیں دار الحرب پہنچ جانے کے بعد مجور ہو گا) اسی طرح جب ماذون غلام بھاگ جائے تو مجور ہو جائے گا۔ ماذون باندی جب آقا سے بچہ جنے مجورہ ہو جائے گی۔

س: ماذون غلام مجور ہونے کے بعد قرض، غصب، یا امانات کا اقرار کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے (یعنی جو اس کے پاس ہے وہ کہتا ہے یہ فلاں کی امانت ہے یا اس کا مجھ پر قرض ہے وغیرہ)

ج: امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں جو اس کے پاس ہے اس میں اقرار صحیح ہے اور اس سے ادا کیا جائے گا) لیکن صاحبین فرماتے ہیں اس کا اقرار صحیح نہیں۔

س: ولی کے بچہ کو تجارت کی اجازت کا کیا حکم ہے؟

ج: یہ اجازت صحیح ہے۔ جب اسکو اجازت دی تو یہ خرید و فروخت میں اذن ہو گا۔ مثل ماذون غلام کے اسکا تصرف نافذ ہو گا جب وہ بیع شراء کو سمجھتا ہو۔

كتاب الوقف / وقف کا بیان

س: وقف کیا ہے؟

ج: وقف کا لغوی معنی روکنا اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ کسی چیز کو اپنی ملک پر روکے رکھنا اور اسکے منافع کو صدقے کر دینا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اسکو اللہ تعالیٰ کے ملک پر روکنا اور اسکا منافع جس پر چاہے خرچ کرے۔ مالك المالك کا مطلب یہ ہے کہ جب تک حاکم کوئی فیصلہ نہ کرے کیونکہ حاکم کے فیصلہ کے بعد وہ چیز وقف کرنے والے کی ملکیت سے نکل جائے گی)

س: وقف کی اجازت کیوں ہوئی؟

ج: اہل ضرورت کے نفع اٹھانے کے لئے (یہ لفظ یعنی ضرورت مند عام ہے۔ اسلئے مال دار بھی وقف کی چیز سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جیسے وقف کی مسجد میں یا مسافر خانہ میں ٹھہرنا) اصل چیز سے اس حیثیت سے تو اصل بھی باقی رہے تاکہ وہ چیز وقف کرنے والے کے لئے صدقہ جاری بنی رہے۔ (جیسا کہ) حضور ﷺ کا ارشاد ہے جب ابن آدم فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزوں کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچایا ہو۔ (۳) یا نیک اولاد اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔ (مسلم شریف)

س: وقف کی چیز سے واقف کی ملک کب ختم ہو گی؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب تک حاکم فیصلہ نہ کرے اسکی ملک زائل نہ ہو گی یا وہ اسکو اپنی موت سے معلق کر دے۔ یوں کہے جب میں مر جاؤں تو میرا گھر اس طرح پر فلاں کام میں لگانا، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صرف زبان سے کہنے سے

اسکی ملکیت زائل ہو جائیگی۔ اور امام محمدؒ کہتے ہیں جب تک وقف کی چیز کا کوئی سرپرست بنا کر اس کے سپرد نہ کی جائے اس وقت تک اسکی ملکیت زائل نہ ہوگی (امام صاحب کے نزدیک دو چیزوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے لیکن صاحبینؒ کے نزدیک ان شرطوں کے علاوہ وقف ہو جاتی ہے، یہی عام علماء کا قول ہے اور یہی صحیح ہے۔ لیکن امام ابو یوسفؒ کا قول صرف کہنے سے ہو جائے گا ان کے نزدیک بمنزلہ غلام آزاد کرنے کے ہے اور اس پر فتویٰ ہے)

س: کیا وقف کی چیز جس کے لئے وقف کی گئی تھی واقف کی ملکیت سے نکلنے کے بعد اسکی ملکیت میں داخل ہو جاتی ہے؟

ج: اسکی ملکیت میں داخل نہیں ہوتی۔

س: کیا وقف کے اہتمام کے لئے ہمارے نزدیک کوئی شرط ہے؟

ج: طرفین کے نزدیک وقف مکمل نہ ہو گا جب تک ایسا مصرف ذکر کرے جو کبھی ختم نہ ہو لیکن امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں جب صرف ایسی چیز کا نام لے دیا جو منقطع ہو سکتی تو بھی جائز ہے اور اسکے بعد وہ فقراء کے لئے ہو جائیگی اگرچہ نام نہ لیا ہو۔

س: مشترک چیز کے وقف کا کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ جائز ہے لیکن امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں (یہ اختلاف اس میں ہے جو تقسیم کا احتمال رکھتی ہو اگر وہ چیز تقسیم کا احتمال نہیں رکھتی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بھی اسکی وقف جائز نہیں۔ گویا کہ اسکا حکم ھبہ اور صدقہ والا ہے۔ مگر مسجد اور قبرستان کے لئے مشترک چیز کی وقف امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بھی درست نہیں)

س: زمین وقف کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: زمین کا وقف صحیح ہے۔

س: جو چیزیں (ایک جگہ سے دوسری جگہ) منتقل ہو جاتی ہیں ان کی وقف کا کیا حکم ہے؟

ج: امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک ایسی چیزوں کی وقف جائز نہیں جو انتقال اور تحویل کو قبول کرتی ہوں اور امام ابو یوسف ؒ فرماتے ہیں اگر زمین بیلوں اور کاشت کاروں سمیت وقف کی بشرطیکہ وہ کاشت کار اس کے غلام ہوں۔ تو جائز ہے اور امام محمد ؒ فرماتے ہیں گھوڑوں اور اسلحہ کی وقف جائز ہے۔

س: وقف کی چیز کا بیچنا اور کسی کو اس کا مالک بنانا اور اسکو تقسیم کرنے کا کیا حکم ہے؟

ج: وقف کی چیز کو بیچنا جائز نہیں اور اسکو کسی کی ملکیت میں دینا مگر شریک کے طلب پر اسکی تقسیم امام ابو یوسف ؒ کے نزدیک صحیح ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک مشترک چیز کا وقف کرنا صحیح ہے۔

س: اگر کسی نے مسجد بنوائی تو اسکی ملکیت وقف کی چیز سے کب ختم ہو گی؟

ج: اسکی ملکیت اس وقت تک رہے گی یہاں تک کہ وہ اسکو اپنی ملکیت سے علیحدہ کرے یعنی اس کا راستہ علیحدہ کر دے اور لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دے جب اس میں کسی ایک شخص نے نماز پڑھ لی تو طرفین ؒ کے نزدیک اسکی ملکیت اس سے ختم ہو جائے گی لیکن امام ابو یوسف ؒ فرماتے ہیں کہ صرف اس کے یہ کہنے سے اسکی ملکیت سے نکل جائے گی کہ میں نے زمین مسجد کے لئے وقف کر دی۔

س: پانی کی جگہ یا سرائے یا مسافر خانہ یا مقبرہ کا کیا حکم ہے؟

ج: جس نے پانی پینے کے لئے جگہ بنائی مسلمانوں کے لئے یا سرائے بنائی یا مسافر خانہ بنالیا یا قبرستان کے لئے جگہ وقف کر دی تو امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک وہ اسکی ملکیت سے زائل نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ حاکم اس کا فیصلہ کر دے۔ امام ابو یوسف ؒ فرماتے ہیں صرف کہنے سے اسکی ملکیت زائل ہو جائے گی لیکن امام محمد ؒ فرماتے ہیں جب کسی نے اس سے پانی پینے کے لئے لیا یا سرائے اور مسافر خانہ میں سکونت اختیار کی یا مقبرہ میں مردہ دفن کیا تو اب اسکی ملک زائل ہو جائے گی۔

س: جب وقف شدہ چیز میں آمدنی ہو تو متولی اس کا نفع کیسے خرچ کرے؟

ج: اس پر لازم ہے کہ پہلے اس کی مرمت کروائے وقف کرنے والے نے یہ شرط لگائی ہو یا نہ لگائی ہو۔

س: اگر وقف کرنے والے نے گھر رہنے کے لئے وقف کردیا تو اسکی مرمت وغیرہ کون کروائے گا؟

ج: اسکی مرمت اور درستگی اس میں رہنے والے پر ہوگی اگر مکان میں رہنے والا اسکی مرمت نہ کروائے یا وہ غریب آدمی ہے تو قاضی شہر اسکو کرایہ پر دے دے۔ اس کی اجرت سے مرمت کروائے۔ جب مرمت ہو جائے تو جو اس میں آباد تھا لوٹا دیا جائے۔

س: اگر وقف کے مکان کا کچھ حصہ گر جائے تو گری ہوئی چیز کو کیا کیا جائے کیا اسکو مستحقین کے درمیان تقسیم کردیا جائے؟

ج: اگر عمارت مرمت کی محتاج ہو تو قاضی عمارت پر خرچ کرے اور اگر عمارت فی الحال اس ملبہ کی محتاج نہ ہو تو اس کو محفوظ کر کے رکھ دیا جائے وقف کے مستحقین کو تقسیم نہ کی جائے۔ (کیونکہ وہ اصل چیز کا جزو ہے اور وقف کی چیز میں ان کا کوئی حق نہیں بلکہ ان کا حق صرف منافع میں ہے اور اصل چیز اللہ تعالیٰ کی ہے تو اسکو جن کا حق نہیں ہے ان پر خرچ نہ کی جائے۔

س: ایک شخص نے کوئی چیز وقف کی اور اسکا منافع اپنے لئے کرلیا یا خود اسکا متولی بن گیا تو کیا حکم ہے؟

ج: جب امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ جائز ہے لیکن امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

كتاب اللقيط / لقیط کا بیان

س: کوئی بچہ پڑا ہوا ملے تو کیا کرے؟

ج: ان کو اس جگہ سے اٹھالے تاکہ ضائع نہ ہوں اور ضائع ہونے سے محفوظ ہو جائیں انکو لقیط کہتے ہیں کیونکہ وہ اٹھائے گئے ہیں۔

س: جب بچہ کو دیکھنے والے نے اٹھالیا تو اس کی پرورش کا خرچہ کہاں سے دیا جائے گا؟

ج: اس پر بیت المال سے خرچ کیا جائیگا۔

س: ایک شخص نے بچہ اٹھایا کیا دوسرا آدمی اس سے وہ بچہ لے سکتا ہے؟

ج: دوسرے کو نہیں دے سکتا۔

س: اگر کوئی کہے یہ میرا بیٹا ہے کیا اسکی بات قابل قبول ہوگی؟

ج: قسم کے ساتھ اسکی بات قبول کی جائے گی۔

س: اگر دو شخصوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کر دیا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے تو کس طرح فیصلہ کیا جائے؟

ج: اگر کسی نے کوئی علامت جسم کی بتادی تو اس کا بیٹا ہوگا اگر کسی نے کوئی علامت نہ بتائی تو ان دونوں کا بیٹا ہوگا (تاکہ دونوں میں برابری ہو جائے دعویٰ کے سبب) اگر ایک نے پہلے آکر دعویٰ کیا تو اسی کا ہی بیٹا ہوگا۔

س: مسلمانوں کے شہر میں سے کسی شہر میں یا ان کے گاؤں میں بچہ پایا گیا ذمی نے دعویٰ کیا میرا ہے کیا اس کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا؟

ج: ذمی کا نسب ثابت ہو جائے گا لیکن وہ بچہ مسلمان ہوگا کیونکہ وہ دارالاسلام میں پایا گیا ہے۔

س: اگر بچہ ذمیوں کی بستی میں پایا گیا یا یہودی یا عیسائی کی عبادت گاہوں میں پایا گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج: اس صورت میں ذمی ہوگا۔

س: ایک شخص نے دعویٰ کیا یہ بچہ غلام یا باندی ہے کیا اسکی بات قابل قبول ہو گی؟

ج: اس کا قول قبول نہ ہو گا بلکہ وہ بچہ آزاد ہو گا۔

س: غلام نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے کیا اس کی بات مانی جائے گی؟

ج: اس کی بات قبول ہو گی لیکن بچہ آزاد ہی شمار ہو گا۔

س: بچہ کے ساتھ مال بندھا ہوا ملا وہ مال کس کا ہو گا؟

ج: وہ مال اسی بچہ کا ہو گا کیونکہ اس کے قبضہ میں ہے اور وہ اھل ملک لوگوں سے ہے۔

س: ایک شخص نے بچہ اٹھایا پر اس نے ارادہ کیا اس کے نکاح کا یا اس کے مال میں تصرف کرنے کا کیا یہ جائز ہے؟

ج: اٹھانے والوں کو اس کے نکاح اور اس کے مال میں تصرف کی اجازت نہیں ہے صرف اتنا اختیار ہے کہ اس کے مال سے اس پر خرچ کرے اور وہ چیز جس کا وہ (بچہ) محتاج ہے خریدے جیسے کھانا اور لباس وغیرہ۔

س: اگر کوئی شخص اس بچہ کو ھبہ کرے تو اس پر کوئی قبضہ کرے گا؟

ج: اٹھانے والا ہی قبضہ کرے گا۔

س: کیا اٹھانے والا ان کو کاری گری سکھانے کیلئے یا مزدوری پر کام کرنے کے لئے کسی کے حوالہ کر سکتا ہے؟

ج: یہ جائز ہے (یہ قدوری کی عبارت ہے لیکن جامع الصغیر میں مزدوری پر کام کرنے والے کو مکروہ لکھا ہے اور یہی صحیح ہے)

کتاب اللقطہ / لقطہ کا بیان

س: لقطہ کیا ہے؟
ج: گرے ہوئے مال کو لقطہ کہتے ہیں کیونکہ جو اس کو دیکھتا ہے تو فوراً اس کو اٹھانے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔
س: جب کوئی شخص اس مال کو دیکھے کیا اس کو اٹھانا جائز ہے؟
ج: اگر اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو اس کا اٹھانا واجب ہے۔ اگر ضائع ہونے کا خوف نہ ہو تو اٹھانا واجب نہیں لیکن جائز ہے جب اٹھائے تو لوگوں کو گواہ بنالے کہ حفاظت کرے گا اس کے مالک تک پہنچائے گا۔ جب اس نے اٹھالیا تو وہ چیز اس کے پاس امانت ہوگی۔
س: جب اس نے وہ چیز اٹھالی تو اس پر کیا واجب ہے؟
ج: اگر اس چیز کی قیمت دس درھم سے کم ہو تو چند دن اعلان کرے اور اگر دس یا زیادہ درھم کی ہو تو ایک سال تک اعلان کرنا چاہیئے اگر اس کا مالک آجائے تو بہتر ہے ورنہ صدقہ کردینا چاہیئے۔ (یہ قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے) (ایام) سے مراد جتنے دن قاضی مناسب خیال کرے اعلان کروائے لیکن امام محمدؒ نے سال بیان کیا ہے لیکن دس درھم یا کم وغیرہ کی تفصیل بیان نہیں فرمائی یہی امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا قول ہے اور کہا گیا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ان چیزوں کیلئے مدت مقرر کرنا لازم نہیں بلکہ اٹھانے والے کو اعلان کرتے کرتے جب یقین ہو جائے کہ اب اس کے مالک کے آنے کی امید نہیں تو صدقہ کردے اگر اس چیز کے خراب ہونے کا خطرہ ہو تو فوراً صدقہ کردینا چاہیئے اور مناسب یہ ہے کہ جس جگہ سے وہ چیز اٹھائی ہے اس جگہ

اور اس شہر میں اعلان کر دینا چاہئے کیونکہ اس سے چیز کا مالک تک پہنچنے کا گمان غالب ہے اگر ایسی چیز ہو جس کے بارے میں پتہ ہو کہ اس کا مالک تلاش نہ کرتا ہو گا جیسے گھٹلیاں اور انار وغیرہ کا چھلکا تو اس سے بغیر اعلان کے نفع اٹھانا جائز ہے (لیکن ملک مالک رہے گا)

س: اگر صدقہ شدہ چیز کا مالک بعد میں آئے تو کیا کیا جائے؟

ج: مالک کو اختیار ہے اگر چاہے تو صدقہ جاری کر دے اگر چاہے تو اٹھانے والے کو ضامن بنائے۔

س: بکری، گائے، اونٹ وغیرہ بھی بطور لقطہ اٹھائے جا سکتے ہیں؟

ج: ان کا اٹھانا جائز ہے۔

س: اگر جانور بطور لقطہ پکڑا اور اپنے پاس سے اس پر خرچ کیا تو اس خرید کا کون ذمہ دار ہے؟

ج: اگر جانور پر بغیر اجازت قاضی کے خرچ کیا تو اس کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر قاضی کی اجازت سے خرچ کیا تو اس جانور کے مالک کے ذمہ قرض ہو گا۔

س: ایک شخص نے جانور پکڑا اس کو خوف ہے کہ اگر اس پر خرچ کرنا شروع کر دیا تو اس کی قیمت سے خرچہ بڑھ جائے گا تو کیا کرے؟

ج: اس کو قاضی کے سامنے پیش کر کے صورت حال بیان کرے اگر جانور سے کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے تو قاضی اسکو کرایہ پر دے دے اور اسکی اجرت سے اس پر خرچ کر دے اگر اس میں طاقت نفع نہ ہو اور خوف ہو کہ خرچہ قیمت سے بڑھ جائے گا تو اس کو بیچ کر اسکی قیمت کی حفاظت کرے۔ اگر اس پر جانور پر خرچ کرنے میں ہے بہتری ہو تو اس کا تو قاضی اس کا حکم کر دے تو اس کا خرچ مالک کے ذمہ قرض ہو گا۔

س: مالک پہنچ گیا اٹھانے والے نے اس پر قاضی کے حکم سے خرچ کیا تھا کیا حرج

وصول ہونے تک اس چیز کو روک سکتا ہے؟

ج: یہ اسکو جائز ہے۔

س: ایک شخص نے کوئی چیز اٹھائی ایک شخص نے اگر اس کا دعویٰ ہے کہ وہ میری ہے۔ کیا صرف اس کے دعویٰ پر اعتماد کرتے ہوئے اس کو وہ چیز دے دے؟

ج: جب تک گواہ نہ لائے اس وقت تک نہ دے۔

س: اگر مدعی گواہ نہ لا سکے بلکہ اس کی علامت بتلائے تو کیا حکم ہے؟

ج: اٹھانے والا اخلاقاً دے سکتا ہے لیکن قضاءً اس کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

س: لقطہ اٹھانے والے نے خوب اعلان کیا کئی دن یا پورا سال اور اس کے مالک سے نا امید ہو گیا اور صدقہ کرنا چاہتا ہے تو کس پر صدقہ کرے؟

ج: غریب کو دے امیر کو نہ دے۔

س: کیا اٹھانے والا بھی استعمال کر سکتا ہے؟

ج: اگر مالدار ہے تو جائز نہیں اگر غریب ہے تو کوئی حرج نہیں۔

س: لقطہ اٹھانے والے نے بوجہ مالدار ہونے کے صدقہ کا ارادہ کیا پھر اپنے ہی باپ یا ماں یا بیٹے جو بالغ تھا یا بیوی کو دے دیا کیونکہ وہ غریب تھے کیا یہ جائز ہے؟

ج: یہ جائز ہے۔

س: کیا حرم اور حل کے لقطہ کے حکم میں کوئی فرق ہے؟

ج: ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس کا ایک ہی حکم ہے۔

باب الخنثی

ہیجڑوں کے مسائل

س: جب نو مولود کی مردوں اور عورتوں والی دونوں شرمگاہیں ہوں تو اسکو خنثیٰ کہتے ہیں اسکے حق کے احکام کا فیصلہ کس طرح ہوگا؟

ج: اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو لڑکے کے حکم میں ہے اور اگر فرج سے پیشاب کرے تو لڑکی کے حکم میں ہے۔

س: اگر وہ دونوں راستوں سے پیشاب کرتا ہے تو کس طرح فیصلہ کریں گے؟

ج: دونوں راستوں میں سے جس راستہ سے پہلے پیشاب آتا ہو اسی کے موافق احکام جاری ہونگے، اگر دونوں طرف سے بیک وقت آتا ہے تو جس راستہ سے زیادہ پیشاب آتا ہے اسکا اعتبار کریں گے۔ یہ صاحبینؒ کا قول ہے لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک کثرت بول کا کوئی اعتبار نہیں۔

س: کیا اس کے علاوہ بھی کوئی علامت ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ مرد ہے یا عورت؟

ج: جب خنثیٰ بالغ ہو اور اسکے داڑھی اُگ آئی یا وہ عورت سے صحبت کرنے پر قادر ہے تو مرد کے حکم میں ہے، اور اگر اسکے بلوغت کے بعد پستان ظاہر ہوئے، یا پستانوں میں دودھ اتر آیا، یا اسکو حیض آیا، یا وہ حاملہ ہو گیا، یا اسکے ساتھ فرج (قبل) سے وطی کرنا ممکن ہو تو عورت کے حکم میں ہے۔

س: اگر ان علامات میں سے کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو کس طرح فیصلہ کریں گے؟

ج: اسپر مذکر اور مؤنث کا حکم نہیں لگے گا بلکہ اس کو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں۔

س: خنثیٰ مشکل نماز میں کس جگہ کھڑا ہو؟

ج: مردوں کے پیچھے اور عورتوں سے آگے لیکن بچے ان سے آگے کھڑے ہونگے۔

س: خنثیٰ مشکل کو میراث سے کتنا ملے گا؟

ج: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک خنثیٰ مشکل کو عورت والی میراث ملے گی جیسا کہ اگر میت نے (ابن ۲ بنت ۱) ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑی تو مال انکے درمیان تین حصوں میں تقسیم ہوگا دو حصے لڑکے کے ایک لڑکی کا جیسے صورت مذکورہ میں گزرا اگر یہ کہ اسکے لئے کوئی حصہ نکل آئے (اسمیں اشارہ ہے کہ کبھی خنثیٰ مشکل کو مذکر والا حصہ بھی ملتا ہے۔ جیسا کہ صورت مذکورہ میں ہے۔

مسئلہ ۱۲

خنثیٰ مشکل	ام	اب	زوج
۵	۲	۲	۳

اگر یہ لڑکی ہوتی تو اسکو نصف ملتا (یعنی ۶ حصے)

سو مسئلہ بعد العول ۱۳ کا سے ہوتا اسکی دوسری صورت یہ ہے

مسئلہ ۶

خنثیٰ حقیقی	اخ حقیقی	زوج
۲	۱	۳

اگر یہ خنثیٰ لڑکی ہوتی تو اسکو تین حصے ملتے

لیکن صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ خنثیٰ کیلئے نصف میراث ہے مذکر کی اور نصف میراث ہے مؤنث کی یہی قول امام شعبیؒ کا (شعبیؒ کا نام عامر بن شراحیل ہے الھمدانی الکوفی الشعبی۔ بہت بڑے امام تھے حافظ تھے فقیہ تھے۔ انہوں نے حضرات بن حصین جریر بن عبد اللہ، ابی ھریرہ، ابن عباس، عائشہ، عبد اللہ بن عمر اور عدی بن حاتم اور مغیرہ بن شعبہؓ سے نقل کی ہیں۔ اور وہ امام اعظم ابو حنیفہؒ

کے بڑے استاذ ہیں علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ امام شعبی ہی نے امام ابو حنیفہؒ کو علم اور مجالس علماء کی طرف متوجہ کیا تھا۔ تا آنکہ امام اعظم سید الفقہاء وسید المحدثین بن گئے۔ اور پورے عالم میں نصف سے زائد مسلمان انکے مقلد ہیں اور انکی فقہ سے استفادہ کرتے ہیں۔

س: صاحبینؒ نے امام شعبیؒ کا قول لیا ہے کیا اسکی شرح میں انکے نزدیک کوئی اختلاف ہے؟

ج: ان میں اختلاف ہے امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مال انکے درمیان یعنی بیٹے اور خنثیٰ کے درمیان سات حصوں میں تقسیم ہوگا چار لڑکے کو تین خنثیٰ کو

ابن	خنثیٰ
۴	۳

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مال انکے درمیان بارہ حصوں میں تقسیم ہوگا سات بیٹے کو اور پانچ خنثیٰ کو

ابن	خنثیٰ
۷	۵

س: خنثیٰ کا ختنہ کون کرے؟

ج: اسکے مال سے باندی خریدی جائے جو اسکا ختنہ کرے اگر اس کا مال نہ ہو تو قاضی بیت المال سے اس کیلئے باندی خریدے جب وہ اسکا ختنہ کردے تو اسکو فروخت کر کے اسکا ثمن بیت المال میں جمع کردیا جائے۔

مفید اور ضروری معلومات

احناف ؒ کی کتب میں ظاہر الروایۃ کا کلمہ بار بار آتا ہے اسلئے اسکا مطلب معلوم کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی ؒ نے اپنے رسالہ عقود رسم المفتی میں اشعار میں اسکا مطلب بیان کر کے فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب احناف کے تین طبقوں پر ہیں۔

(۱) مسائل الاصول جن کو ظاہر الروایۃ کہتے ہیں یہ وہ مسائل ہیں جن کو اہل مذہب نے روایت کیا ہے انکو آئمہ ثلاثہ بھی کہتے ہیں یعنی امام اعظم ابو حنیفہ ؒ اور امام ابو یوسف ؒ اور امام محمد ؒ ہیں، اور کبھی امام زفر ؒ اور حسن ؒ اور انکے علاوہ بھی بعض شاگردان امام اعظم مل جاتے ہیں، لیکن غالب ظاہر الروایۃ میں تینوں کا یا تین میں سے کسی ایک کا قول ہوتا ہے یہ مسائل جن کو اصول اور ظاہر الروایۃ کہا جاتا ہے یہ وہ ہیں جو امام محمد ؒ کی ان کتب میں پائے جاتے ہیں (۱) مبسوط (۲) زیادات (۳) جامع الصغیر (۴) جامع الکبیر (۵) سیر الصغیر (۶) سیر الکبیر۔ ان تمام مسائل کو امام محمد ؒ نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے یہ انکے نزدیک ثابت ہیں یا حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں، یا مشہور ہیں۔

(۲) بعض کتب میں "ہکذا فی النوادر" لکھا ہوتا ہے یہ انہی اصحاب مذہب سے مروی ہیں۔ لیکن یہ امام محمد ؒ کی مذکورہ کتب کے علاوہ کسی کتاب میں ہوتے ہیں یا کسی دوسرے شاگردان امام اعظم کی کتب میں ہوتے ہیں۔

(۳) فتاویٰ اور واقعات ہیں یہ وہ مسائل ہیں جن کو متاخرین مجتہدین نے

مستنبط کیا ہے جب انکو کسی مسئلہ کا حل متقدمین اہل مذہب کی روایات میں نہیں ملا۔

بحمد للہ پہلی جلد مکمل ہوئی دوسری جلد کتاب النکاح سے شروع ہوگی۔

طالب دعاء بندہ عبدالغنی طارق

فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور ووفاق المدارس پاکستان

ایم۔اے اسلامیات (بلوچستان یونیورسٹی)

استاذ جامعہ قادریہ رحیم یار خان

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

ادارۃ القرآن کراچی کی چند اہم اور مفید مطبوعات

کیا آپ موت کیلئے تیار ہیں	پاکستان میں مغربی ثقافت
بنیادی فقہی احکام	دور نبوی کا نظام حکومت
احکام میت	درود شریف کے فضائل
اسلامی عدالت	رہنمائے سعادت
اسوۂ رسول اکرم ﷺ	طبی اخلاقیات
اہم فقہی فیصلے	فضائل اعمال اعلیٰ
بائبل قرآن سائنس	متاع نور (سوانح مولانا نور احمدؒ)
تلخیص حجۃ اللہ البالغہ	مسند ابوداؤد طیالسی ۲ جلد
تعلیم سیرت	معلم الحجاج طبع اعلیٰ
تحفہ افواج اسلام دو جلد	نکاح مشروط
تحفہ سفر بڑا سائز	نامور مسلم سپہ سالار
جواہر حکیم الامت	نبیوں کی سچی کہانیاں
جدید فقہی مباحث ۱۱ جلد	JESUS .... (پیغمبر اسلام حضرت عیسیٰؑ) The Authority of Sunnah (حجیت حدیث) ISLAM AN INTRODUCTION (تعارف اسلام)
جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں	The Life and Message. (خطبات مدراس) SHAMAA-IL TIRMIDHI (شمائل ترمذی) BIBLE QURAN & SCIENCE (بائبل قرآن اور سائنس)
دل کی دنیا	"Life Example of P.U.H" (اسوۂ رسول اکرم ﷺ) "Death and Inheritance" (احکام میت)

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ
۴۳۷/ڈی گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی فون: ۷۲۱۶۴۸۸ فیکس: ۷۲۲۳۶۴۸
E-Mail:quran@digicom.net.pk

ادارۃ القرآن کراچی کی چند اہم اور مفید مطبوعات

آئینہ سلوک
احکام میت (کمپیوٹر طباعت)
اسلامی عدالت
اسوۂ رسول اکرم ﷺ
اہم فقہی فیصلے
بائبل قرآن سائنس
بنیادی فقہی احکام
بیس عہد ساز شخصیات
پردۂ شرعی کی چہل حدیث
تلخیص حجۃ اللہ البالغہ
تعلیم سیرت
تحفہ افواج اسلام دو جلد
تحفہ سفر بڑا سائز
جواہر حکیم الامت
جدید فقہی مباحث ۱ تا ۱۱ جلد
جواہر الحدیث
جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں
حقیقۃ الفقہ
حیات مولانا ظفر احمد عثمانیؒ
دربار رسول کے فیصلے
دل کی دنیا
درس ترمذی ۳ جلد، رشید اشرف
دیوان چلاسی اسرار محبت
دور نبوی کا نظام حکومت

درود شریف کے فضائل و آداب
ذکر سید الکونین شرح قصیدہ بردہ
رہنمائے سعادت تلخیص کیمیائے سعادت
سوانح حیات حضرت تھانویؒ
صحبت کے اثرات
طبی اخلاقیات کے شرعی اصول و ضوابط
طریقہ حج و عمرہ
فضائل اعمال کمپیوٹر طباعت اعلیٰ
فضائل صدقات کمپیوٹر طباعت اعلیٰ
کیا آپ موت کے لئے تیار ہیں
کشف الضروری ترجمہ تسہیل الضروری
کشکول فخری
مکاتیب حکیم الامتؒ
متاع نور (سوانح حضرت مولانا نور احمدؒ)
مسند ابوداؤد طیالسی مترجم اردو ۲ جلد
معلم الحجاج طبع کمپیوٹر سہ رنگہ اعلیٰ
نکاح مشروط و مہر و تفویض طلاق
نامور مسلم سپہ سالار
نبیوں کی سچی کہانیاں
ولذکر اللہ اکبر
پیغمبر اسلام حضرت عیسیٰؑ .... JESUS
حجیت حدیث (The Authority of Sunnah)
(تعارف اسلام) ISLAM AN INTRODUCTION
خطبات مدراس (The Life and Message)...
(شمائل ترمذی) SHAMAA-IL TIRMIDHI
(بائبل قرآن اور سائنس) BIBLE QURAN & SCIENCE
(اسوۂ رسول اکرم ﷺ) "Life Example of P.U.H"

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ
۴۳۷/ڈی گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی نمبر ۵ فون: ۷۲۱۶۴۸۸ فیکس: ۷۲۲۳۶۸۸
E-Mail:quran@digicom.net.pk

Printed by idarat-ul-quran Karachi. Ph : 7216488
Designed by Khattat M. Abu Bakar Siddique Karachi.